بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیغِ کمال

(۱)

"تثلیث" کے وہ خوفناک حملے جو پورے دُنیا پر "کروسیڈز"[1] کی صورت میں ظاہر ہوئے ختم ہو چکے تھے، مگر ان کی مستقل یادگاریں دُنیا میں موجود تھیں۔ رچرڈ اور صلاح الدین دونوں کی ناپائدار ہستیاں فنا ہو چکی تھیں۔ لیکن اُن کے اعمال، نہ صرف تاریخ اپنے آغوش میں لے چکی تھی بلکہ اُن کے نقشِ قدم آنے والی نسلوں اور پیدا ہونے والی دُنیا کے واسطے سچے ہادی [illegible] تھے مسلمان اگر اپنے آبا و اجداد کو سامنے رکھتے، اُن کے زریں [illegible]بل قدر اعمال کو حرزِ جان بناتے تو اُن کا ہر لمحہ عہدِ صلاح الدین [illegible]، عبدالعزیز صلاح الدین، کو فراموش نہ کر بیٹھتے تو "تثلیث" کی دیوی اُن کی چوکھٹ کو سجدہ کرتی۔ اور تیرہ ساڑھے تیرہ سو سال گذر جانے پر بھی

[1] The Crusades

"توحید" کا ڈنکہ پھیکا نہ پڑتا۔ مگر ان کا نفاق باہمی خود آرائی و نفس پروری، ساعت بہ ساعت ترقی کر رہی تھی۔ اور ان کو معلوم نہ تھا اور اگر معلوم تھا تو اس پر غور کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ چمنستانِ اسلام میں "تثلیث" کا افعی منہ چھپائے بیٹھا ہے۔ اور یہ وہ ظالم ناگ ہے جس کا کاٹا پانی نہ مانگے۔ یہ ڈسنے کی فکر میں ہے۔ اور اس کی پھنکار آن واحد میں اس باغ کو جنگل کر دے گی

رچرڈ مر چکا ہے۔ مگر اس کی موت زندگی سے زیادہ خطرناک ہے۔ وہ اپنے چوکیدار اسلام کے چپہ چپہ اور کونہ کونہ پر چھوڑ گیا ہے۔ اور یہ جانی دشمن جو خون کے پیاسے ہیں ایک دم کو اپنی کوششوں سے غافل نہیں

۳ وقت گذر رہا تھا صبح شام اور شام صبح ہو رہی تھی۔ پرستارانِ "توحید" اپنی خانہ جنگیوں اور عیش و عشرت میں منہمک تھے۔ اور دلدادگانِ "تثلیث" کے سامنے اسلام کو فنا کرنے کے سوا کوئی دوسرا مقصد نہ تھا۔ یہ وہ ارمان تھا جو رچرڈ کے دل میں پیدا ہوا۔ اور کچھ عرصہ تک اسی دل میں پلتا اور بڑھتا رہا۔ لیکن اس کی موت کے بعد اس کے ساتھ قبر میں دفن نہ ہوا۔ بلکہ آواگون کے اس عقیدہ کی طرح کہ روح ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے میں حلول کرتی ہے۔ رچرڈ کے دل سے نکل کر ہر عیسائی دل میں جاگزیں ہوا۔ اور جس وقت مسلمان اس دشمن جاں کو قطعاً فراموش کر چکے تھے۔ ہر عیسائی اُن کے فنا کرنے پر کمر بستہ تھا۔

سترھویں صدی عیسوی کے اواخر کا ذکر ہے کہ روس کے دستانژوے نے رچرڈ کا دم واپسین یاد کیا اور اُس نے تمام یورپ میں ایک خفیہ جال پھیلا کر سمجھایا کہ یورپ اس وقت تک آرام و چین سے نہیں بیٹھ سکتا جب تک ترکی کو فنا نہ کر لے۔ یہ جال سو سال تک اس سرزمین پر پھیلا رہا۔ یہاں تک کہ خود یہی اژدہا پھنکارتا ہوا میدان میں نکلا۔ اس کی آنکھوں سے تعصب کے شعلے بلند ہو رہے ہے

تھے اور دشمنی کے کرتب منہ سے جاری تھے۔ ترکی نے ہر چند اس خطرناک دیو سے
پیچھا چھڑانا چاہا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اور تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔
اٹھارویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے شروع میں مقدونیا، تاتار، اور
دریائے ڈینوب کے مقبوضات سے دست بردار ہونا پڑا۔ انیسویں صدی کی نحوست
گھڑیاں قانون قدرت کے تحت میں اپنی منزلیں طے کر رہی تھیں کہ ۱۸۲۹ء میں
آرمینیا بلدیوں سرویہ نے بھی ترکی کو خیرباد کہا اور روس کے پنجہ میں جا پہنچیں تا اینکہ
انیسویں صدی کے آخر میں قارص اردہان باطوم بھی ایک ایک کر کے ہاتھ سے
نکل گئے اور جہاں شب و روز توحید کی صدائیں بلند ہوتی تھیں وہاں تثلیث
کے نقارے بجنے لگے!

ترکی کے اس قیامت خیز منظر کا خاتمہ اور روسی اژدہے کی پھنکاریں
ختم نہ ہوئیں اور چند روز بعد رومانیہ۔ بلغاریہ۔ آرمینیا۔ ہرزگووینہ۔ قبرص۔
اور تیونس سب ترکی سے جدا ہوتے ہیں!

یہ بھی عجیب منظر تھا وہ یورپ، جو انصاف اور مساوات کا دم بھر رہا تھا اور
بھرتا ہے، چاروں طرف خون کی ندیاں بہتی ہوئی دیکھتا ہے۔ مگر اس لئے کہ
ترک کمزور پڑ رہے ہیں خاموشی کے ساتھ تماشہ دیکھ رہا ہے! اور اس لئے کہ روس کی
چالیں اور ریشہ دوانیاں کامیاب ہو رہی ہیں۔ اُف نہیں کرتا۔ یونان جو ہمیشہ ترکی کا
جانی دشمن رہا۔ اکثر معرکوں میں روس کے ساتھ شریک تھا۔ اور ایک یونان ہی پر
کیا منحصر ہے۔ تمام یورپ کسی نہ کسی صورت میں ترکی کی مخالفت پر آمادہ اور فائدہ کی
دُھن میں غرق تھا۔ بھلا یہ بھی کیا لطف اندوز واقعہ ہے کہ ۱۸۲۷ء میں ترکی یونانیوں
کو تاراج کرتا ہے اور اتحادی نو بیڑے اس کی بحری طاقت کو فنا کر دیتے ہیں!
لڑائی ہوتی ہے روس اور ترکی کی اور کانفرنس فیصلہ کرتی ہے کہ
"قبرص انگلستان کو دو اور تیونس فرانس کو"

تعجب یہ ہوتا ہے اور تعجب کیا حیرانی و پریشانی، بلکہ یوں کہو کہ قیاس کام نہیں کرتا کہ وہ اقوام یورپ جو آسمان تہذیب پر قمر چہار دہم ہونے کی مدعی ہیں ٹرکی کے معاملہ میں کس طرح انسانیت کے تمام جوہر ہاتھ سے کھو بیٹھیں اور ان مردار خور گِدوں کی طرح جو بعض اوقات زندہ اجسام کو نوچنے بیٹھ جاتے ہیں بہیمیت کے زیور سے آراستہ ہو گئیں!

۱۸۹۷ء میں ٹرکی یونان پر حملہ کرتا ہے۔ اور یونان تباہ و برباد ہو جاتا ہے شجاعان ٹرکی کی تیغ آبدار یونانیوں کے تمام دعوے خاک میں ملا دیتی ہے۔ مگر اس فتح کا نتیجہ دربار یورپ سے کیا عطا ہوتا ہے۔ کہ ٹرکی کا علاقہ "تھسلی" مفتوح کو ملتا ہے۔ اور فاتح ٹرکی منہ دیکھنے کا دیکھتا رہ جاتا ہے!

کیا ان تمام حالات کو دیکھ کر کوئی عقل سلیم کہہ سکتی ہے کہ یہ لڑائیاں فتح اور شکست کے واسطے تھیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تمام یورپ ایک طرف تھا اور صرف ٹرکی ایک طرف اور یورپ کے سامنے سوا اس کے کہ ٹرکی کو فنا کر دیں اور کچھ نہ تھا۔ روس، فرانس، انگلستان، جب اس طرح مذہب کا جوش دیوانگی ظاہر کر رہے تھے۔ تو اٹلی کیوں خاموش رہتا وہ بھی آخر عیسائیت کا ایک جز اور یورپ ہی کا ایک حصہ تھا، طرابلس کی طرف بڑھا۔ کیا مزے کی سیر ہے اور یورپ کا کتنا اچھا انصاف ہے کہ ۱۹۱۱ء میں ٹرکی کی فوجیں اٹلی کے مقابلہ کو مصر سے جو اس کا اپنا ملک تھا نہ گذر سکیں! اور اس طرح اٹلی نے غربی طرابلس ہتھیا لیا!

ابھی یہ تعجب انگیز مناظر ختم نہ ہوئے تھے کہ البانیہ نے سر اٹھایا۔ اور تھوڑے ہی روز بعد بلقان میں قیامت کی آگ بھڑک اٹھی۔ آخر ترک انسان تھے دیو نہ تھے جن نہ تھے۔ تمام یورپ کا مقابلہ کس طرح کرتے اور مقابلہ بھی سازشوں کا، مکر و فریب کا، ان آخری لڑائیوں میں بھی ترکوں نے اپنی شجاعت دکھائی مگر وہ بھی یونان کی طرح

بے سود رہی۔ اور عین اس وقت جب وہ فاتحانہ کام کر رہے تھے بعض طاقتوں نے دخل دے کر ان کی فتح کا خاتمہ کر دیا۔

یہ ایسے حالات ہیں کہ ان کو دیکھ کر کوئی معقول انسان تسلیم نہیں کر سکتا کہ ان لڑائیوں میں سے ایک لڑائی بھی واقعی سلطنتوں کی جنگ تھی۔ بلکہ یہ تمام لڑائیاں "صلیبی لڑائیاں" تھیں۔ اور جن کا مقصد صرف مذہب اسلام کی بیخ کنی تھی۔

ان واقعات کو اچھی طرح دیکھ کر اور سمجھ کر یہ نتیجہ بآسانی نکلا کہ مقصد جو کچھ "صلیبی جنگوں" کا تھا وہی ان لڑائیوں کا تھا۔ "صلیبی جنگوں" کو "صلیبی" مشہور کرنا اور ان لڑائیوں کو صلیب سے علیحدہ کر کے سیاست متعین کرنا حقیقتاً یورپ کی ایک بڑی دانائی تھی اور ہے۔ اس وقت یورپ سے مسلمانوں کو اتنا واسطہ نہ تھا جس قدر آج ہے۔ یورپ کی سلطنتیں مسلمانوں پر جو حکومت آج کر رہی ہیں اس کا عشر عشیر بھی اس وقت نہ تھا۔ اور اس واسطے یورپ نے ببانگ دہل ان لڑائیوں کو "صلیبی جنگ" کہہ دیا لیکن آج ان لڑائیوں کو اصلی نام سے تعبیر کرنا ایک ایسا خوفناک اور خطرناک فعل ہے جو یورپ کو چھوڑ کر تمام روئے زمین پر خون کی ندیاں بہا دیتا۔

جب یورپ کی ہٹ دھرمی روز روشن کی طرح آشکارا ہو گئی۔ تو اس لئے نہیں کہ کوئی برا کہے گا بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے کہ دوسرے ممالک کے مسلمان کوئی گل نہ کھلائیں دوسری تدبیروں سے کام لیا گیا۔ یہ وہ تدابیر تھیں جن میں توپ تفنگ علیحدہ رہے اور صرف روباہ بازیاں کام کرتی رہیں۔ ترکی حکومت کے برخلاف اس کی اپنی رعیت کو بھڑکایا اور باغی بنایا گیا یہاں تک کہ وہ اپنے اپنے دعوے لے کر اپنی ہی حکومت کے سامنے اُٹھ کھڑے ہوتے۔

کسی نے آزادی کی درخواست کی، کسی نے حفاظتِ حقوق کی خواہش ظاہر کی۔ اور جب حکومت نے انسداد کی طرف توجہ کی تو یورپین اخبارات اور یورپین رسالوں نے اس انسداد کو مظالم کا لباس پہنا کر وہ قیامت خیز غلغلے بلند کیے کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ مگر یہ معمہ آج تک معمہ ہے اور معمہ رہے گا کہ خود یورپ اپنی طاقت کے زعم میں جو کچھ کرے وہ کیوں جائز ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ اس کے خلاف لب کشائی کرے۔ مگر ترک اپنے انتظام اور انسداد کے سلسلہ میں جائز بھی کریں تو وہ ناجائز۔

المختصر جب یورپ کی ہر چہار طرف سے یہ انتہائی کوشش ہو رہی تھی کہ ٹرکی کا خاتمہ کیا جائے۔ اور ایک خاص حد تک دشمن اس کوشش میں کامیاب بھی ہو چکے تھے تو کون کہہ سکتا تھا کہ اس بجھی ہوئی راکھ سے ایک ایسی چنگاری نکلے گی جو خونخوار دشمن کے خرمنِ ہستی کو جلا کر خاک سیاہ کر دے گی۔ یہ صرف خدائی مدد تھی اور ہے جس نے دکھا دیا کہ ہم طاقتور کے مقابلہ میں کمزور کو فتح دے کر اس طرح اپنی قدرت کے نمونے دکھا دیتے ہیں۔

(۳)

موسیو برانڈ: یہ وہ وقت ہے کہ شاید اس سے زیادہ مبارک وقت ہماری آنکھیں اور ہمارے کان اب دنیا میں دیکھ اور سن نہ سکیں۔ لڑائی کے پاسہ کا اس طرح پلٹ جانا ہماری انتہائی خوش نصیبی ہے۔ ورنہ شکست کا یقین ہم سب کو اچھی طرح ہو چکا تھا۔ اور اپنی تو میں کہتا ہوں کہ میرے وہم و گمان میں بھی یہ نہ تھا جو ہو گیا۔ ہماری بربادی میں کسر ہی کیا رہ گئی تھی۔ سچ یہ ہے کہ فرانس کا خاتمہ ہفتہ دو ہفتہ نہیں دو چار روز کی بات تھی۔

کرنل: دشمن کی فتح یقینی تھی۔ ایک ہمارا کیا تمام دنیا کا یہی یقین تھا کیا کوئی

ایسا بیوقوف بھی دنیا میں ہوگا۔ جو "اتحادیوں" کی فتح کا شبہ بھی کر سکتا ہو۔

لائڈ جارج:۔ "اتحادی" اس فتح پر فخر نہیں کر سکتے۔ یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ جرمن کی طاقت ہماری متفقہ طاقت سے بڑھی ہوئی نکلی۔ اُمید نہ تھی کہ وہ اس قدر زبردست اور ایسا تیار نکلے گا۔"

موسیو برانڈ:۔ "بیشک وہ پوری طرح تیار تھا اور گو فتح ہم کو ہوئی۔ مگر اصل یہ ہے کہ ہماری فتح محض امریکہ کی شرکت سے ہوئی اور اس فتح کا سہرا اُس کے سر ہے ورنہ میدان میں تو جرمن "اتحادیوں" کو شکست دے چکا تھا۔"

کرزن:۔ "امریکہ کی شرکت نے اس وقت جادو کیا۔ آخر ایک اکیلی طاقت روئے زمین کا مقابلہ کس طرح کر سکتی تھی۔"

موسیو برانڈ:۔ "یہ نہ کہو اگر پندرہ روز کی مہلت اور مل جاتی اور امریکن فوج اس قدر جلد موقعہ پر نہ پہنچ جاتی تو یقیناً امریکن فوج کا بھی وہی حشر ہوتا جو ہم سب کا ہوا۔"

کرزن:۔ "اچھا۔ خیر یہ تو جو ہوا سو ہوا، اب آیندہ کی کہو۔"

موسیو برانڈ:۔ "اب تو ہم جو چاہیں گے سو کریں گے۔"

کرزن:۔ "ہاں تو اب جرمن اور ٹرکی کا کیا حشر ہو۔"

موسیو برانڈ:۔ "ٹرکی کا تو خاتمہ کر دینا چاہیئے۔"

لائڈ جارج:۔ "ٹرکی کو ایسی سزا ملنی چاہیئے۔ کہ وہ عمر بھر یاد کرے۔"

موسیو برانڈ:۔ "نہایت مکار قوم ہے۔"

کرزن:۔ "اب اس کی کافی سزا ملے گی۔"

لائڈ جارج:۔ "قسطنطنیہ پر "اتحادیوں" کا قبضہ ہے۔ بس اب کیا باقی رہا۔"

کرزن:۔ "ایشیائے کوچک میں تھوڑا سا حصہ دیدینا چاہیئے۔"

لائڈ جارج:" وہ بھی برائے نام"
موسیو برانڈ:"برائے نام تو ہو گا ہی یہ انتظام کر لینا چاہیے کہ فوج تعدادِ مقررہ سے زیادہ نہ ہو"
کرزن:" یہ سب کچھ ہو جائے گا۔ مگر تدبیر ایسی ہونی چاہیے کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے"
لائڈ جارج:" غالباً تمھارا اشارہ دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی طرف ہے۔"
کرزن:" ہاں"
موسیو برانڈ:" ہاں مسلمانوں کی شورش کی خبریں ہر طرف سے آ رہی ہیں۔"
کرزن:۔ ان کا دبانا آسان نہیں"
لائڈ جارج:" حکمت عملی سے سب کچھ ہو جائے گا"
موسیو برانڈ:" ہندوستان میں بہت شورش سنی جا رہی ہے"
کرزن:" اور مصر بھی بہت متاثر ہے"
لائڈ جارج:" فرانس بھی محفوظ نہیں رہ سکتا"
موسیو برانڈ:" اندیشہ صرف بالشویکوں کا ہے اور کچھ نہیں"
کرزن:" اچھا اب تجاویز پر غور کرو"

(۳)

تاریخ اسلام میں بہت سے واقعات خونیں حروف سے درج ہیں جو آج تک اپنی یاد تازہ کر کے مسلمانوں کو خون کے آنسو رلاتے ہیں۔ مگر سنہ ۱۹۲۰ء میں قسطنطنیہ پر "اتحادی" قبضہ بھی مسلمان دلوں سے قیامت تک فراموش نہیں ہو سکتا۔

آدھی رات کے وقت جب شاہی عورتیں اپنے محلوں سے بالجبر نکال کر

جہازوں پر سوار کی گئی تھیں۔ اس وقت آسمان اور زمین خون کے آنسو رو رہے تھے یہ وہ نازک وقت تھا کہ شہر پر حکومت کرنے والے مسلمان عیسائیوں کے کرم پر زندہ تھے کل جن کا طوطی بول رہا تھا آج وہ پنجروں میں قید تھے اور انکی مجال نہ تھی کہ کسی معاملہ میں ذرہ بھر انحراف کر سکیں "تثلیث" کے جھنڈے چاروں طرف اڑ رہے تھے۔ اور آزاد و فارغ البال مسلمان نظر بندی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے مردوں کی طرح بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ کہ وزیر سلطنت عثمانیہ، داماد فرید پاشا کے سامنے شرائط صلح پیش کی گئیں، یہ شرائط درحقیقت ٹرکی سلطنت کے اقتدار کا خاتمہ اور موت کا پیام تھا۔ مگر ایران حکومت اس بری طرح "اتحادیوں" کے جال میں پھنس چکا تھا کہ اب رہائی ناممکن تھی۔ اور اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ شرائط منظور کی گئیں۔ اور دوسرے روز صبح سے پہلے سرزمین قسطنطنیہ کے چپہ چپہ پر کہرام مچ گیا۔ مرد اور عورتیں لڑکے اور لڑکیاں ہر طرف چیخیں مارتے تھے۔ اور اچھی طرح سمجھ رہے تھے۔ کہ آج سے ہم دوسری اقوام کے غلام ہوئے۔ ہماری حکومت ختم، ہماری آزادی سلب، اور ہماری زندگی بے سود رہ گئی!

اتحادی لشکروں میں شادیانے بج رہے تھے۔ اور ہر چہار طرف مبارک باد کی صدائیں گونج رہی تھی۔ حق یہ ہے کہ "اتحادیوں" کی یہ مسرت ہر طرح حق بجانب تھی۔ صدیوں کی خونخوار لڑائیوں اور بے شمار قربانیوں کے بعد آج عیسائیوں کو یہ مبارک گھڑی میسر آئی۔ کہ مسلمان جو ہر وقت ان سے دوش بدوش اور کلہ بہ کلہ لڑے جنھوں نے ہر میدان میں مقابلہ کیا اور فتح پائی آج انکے غلام ہوگئے۔ یہ مبارک گھڑی وہ گھڑی تھی جو صدیوں کے کشت و خون اور کوششوں کے بعد عیسائیوں کو میسر آئی چاروں طرف تار دوڑے اور ہر عیسائی

سلطنت میں دن عید اور رات شبِ برات ہو گئی۔

داماد فریدپاشا کے دستخط ہونے پر مسلمانوں کے حزن و ملال کی جو کیفیت ہوئی وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ دن کے دو بجے ہو گئے کہ شہزادہ عبدالمجید ایک کمرہ میں خاموش دونوں ہاتھوں پر سر رکھے اس طرح بیٹھا تھا کہ مردہ بے حس ہو اور اس میں نہ ہو کہ توفیق رضا پاشا اس کمرہ میں داخل ہوا اور تصویر کی طرح سامنے بیٹھ گیا۔ دیر تک یہ ہی کیفیت دونو پر طاری رہی بالآخر شہزادہ کے ان الفاظ نے جو ایک ٹھنڈے سانس کے ساتھ ہی زبان سے نکلے خاموشی کا سلسلہ توڑا دیا ہو گیا جو ہونا تھا۔"

توفیق:- "اب زندگی بیکار ہے۔"

شہزادہ:- "ایک انسانی زندگی اگر نہ ہوئی تو کیا۔ توفیق! اسلامی حکومت مٹ گئی۔ آج اس کا سوگ ہے۔"

توفیق:- "مگر سوگ سے کیا حاصل؟"

شہزادہ:- "تو کیا خوشی کا وقت ہے؟"

توفیق:- "سوچنا چاہئے کہ اب کیا ہو سکتا ہے۔"

شہزادہ:- "کیا ہو سکتا ہے۔ کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہم اس کے مستوجب تھے۔"

توفیق:- "کیوں؟"

شہزادہ:- "اس لئے کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔"

توفیق:- "وہ کیا؟"

شہزادہ:- "خدا کسی قوم کی حالت خود نہیں بدلتا۔"

توفیق:- "درست۔ بجا۔ مگر اب کیا ہو؟"

شہزادہ:- "توفیق! کلیجہ میں ناسور ہے۔ فریدنے غضب ڈھا دیا۔"

توفیق: "بیشک۔ مگر وہ کیا کر سکتا تھا"

شہزادہ: "وہ مر جاتا اس سے پہلے کہ ایسے صلحنامے پر دستخط کرتا"

توفیق: "مگر اب تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا"

شہزادہ: "ہونا کیا تھا ٹرکی حکومت کا خاتمہ"

(۴)

کون کہہ سکتا اور کس کو خبر تھی کہ جس وقت اغیار ٹرکی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دینگے۔ اور قسطنطنیہ جس پر مسلمان شب و روز آزادی کا کلمہ پڑھ رہے ہیں "تثلیث" کے قبضہ میں ہو گا۔ اس وقت اس خاک سے ایک ہستی نمودار ہو گی جو دشمن کے چھکے چھڑا دے گی اور تن تنہا **مصطفےٰ کمال** تمام یوروپ پر غالب ہو گا۔

اسلامی دنیا کی یہ بیمثل ہستی جو **مصطفےٰ کمال** کے نام سے دنیا میں مشہور ہے سنہ ۱۸۸۰ء میں ایک غریب ماں باپ کے ہاں سلانیک واقع سالونیکا میں پیدا ہوا۔ افسوس یہ ہے کہ اس کے باپ علی کی تقدیر میں اس ہونہار بچہ کی بہار دیکھنی نہ تھی! اور ابھی مصطفےٰ کی عمر سات ہی سال کی تھی کہ اس کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ سلانیک کے قومی مدارس اس بچہ کے استقبال کو آگے بڑھے۔ اور اپنے آغوش میں لے کر تعلیم و تربیت شروع کی۔ جب مصطفےٰ فوجی کالج میں داخل ہوا تو اسکا پروفیسر اس بچہ کو دیکھ کر سمجھ چکا تھا کہ اس کی پیشانی پر ستارۂ اقبال چمک رہا ہے۔ اور یہ کبھی نہ کبھی وقت غیر معمولی انسان ہو گا۔ اس لئے اس نے اپنی شفقت بزرگانہ سے والدین کے رکھے ہوئے نام مصطفےٰ میں کمال کا اضافہ کیا۔ اور اب اس کا نام بجائے مصطفےٰ کے مصطفےٰ کمال مشہور ہوا۔ حکومت اس بچہ کی شجاعت اور عالی ہمتی و سپہ گری

سے غافل نہ تھی۔ بائیس سال کی عمر میں مصطفیٰ کمال کو "لفٹنٹ" اور پچیس سال کی عمر میں کپتان بنا دیا۔ مصطفیٰ اپنے فرائض منصبی کے علاوہ اس درد میں شب و روز تڑپتا تھا جو قدرت نے اس کے پہلو میں رکھا تھا۔ اور قوم کی درماندگی و بیچارگی پر ہر وقت آنسو رواں تھے۔ چنانچہ اُس نے ایک خفیہ مجلس اس غرض سے قائم کی کہ حکومت کے معاملات پر غور کیا جائے۔ اور کوئی ایسی صورت پیدا ہو کہ سلطنت ٹرکی جو دشمنوں کے پنجہ میں پھنسی ہوئی ہے دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرے مصطفیٰ کی اس خفیہ مجلس کی حکومت تاب نہ لاسکی فوراً گرفتار کیا۔ اور تین ماہ کی سزا دے کر رہائی کے بعد دمشق کی ایک فوج میں جلاوطن کر دیا گیا۔ یہاں بھی تیز و طرار طبیعت خاموش نہ رہ سکی مگر یہ مقام ایسا تھا کہ ہر کوشش بے سود اور ہر خیال بیکار رہتا۔ چنانچہ مصطفیٰ نے یہاں سے بھاگ کر اپنے وطن کی راہ لی اور سکندریہ ہوتا ہوا سلانیک پہنچا۔ غالباً چھ ماہ یہاں بھیس بدل کر مصطفیٰ نے اپنے کام پورے کیے۔ مگر اس کے بعد حکومت کو علم ہو گیا کہ مصطفیٰ فرار ہو کر سلانیک پہنچا ہے۔ چنانچہ گرفتاری کے سخت احکام جاری ہوئے۔ اور اب مجبوراً مصطفیٰ کو روپوش ہونا پڑا۔ اور بالآخر ایک موقعہ پر اس کو پھر ملازمت کے حصول میں کامیابی ہوئی۔ اور اب وہ پھر سلانیک پہنچا۔ مگر وہ خفیہ مجلس جان کے ساتھ تھی۔ لیکن اب اس کے نام میں کچھ تغیر ہوا۔ اور وہ "مجلس اتحاد و ترقی" کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس انجمن نے زبردست فرائض انجام دیے یہاں تک کہ سلطان عبدالحمید خاں کا عزل اس کوشش کا نتیجہ تھا۔ ✓

مسلمانوں میں نااتفاقی نے ہمیشہ قیامت ڈھائی ہے۔ اس وقت اس انجمن کے دو سرگرم ممبر انور پاشا اور مصطفیٰ کمال میں کسی بات پر اختلاف

ہوا جو بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچا کہ کمال کو "انجمن اتحاد و ترقی" سے
علیحدہ ہونا پڑا۔ اب کمال، ترکی فوج کا ایک افسر اعلیٰ تھا۔ مگر انور کا اقتدار
بڑھا ہوا تھا۔ کمال کو طرابلس جانا پڑا۔ گو عزت پاشا اور محمود شوکت پاشا
نے انور پاشا کی اس رائے سے اختلاف کیا اور مکرر سہ کرر واپس بلایا۔ مگر بالآخر
انور کی کوشش کامیاب ہوئی۔ اور کمال کو اپنے جوہر طرابلس میں دکھانے پڑے۔
اب البتہ انور کو بھی یقین ہوگیا کہ کمال معمولی آدمی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت
آن پہنچا کہ "اتحادیوں" کی "جنگ عظیم" جرمنی سے شروع ہوئی۔ اور انور پاشا
نے سلطنت ترکی کو جرمنی کے ساتھ شامل کر دیا۔ کمال کی رائے اس کے
خلاف تھی۔ مگر انور کے اقتدار کے سامنے ایک بھی پیش نہ گئی۔ اس وقت
کمال نے فوجی خدمات سے سبکدوش ہونا چاہا مگر انور نے منظور نہ کیا۔
اور حقیقت یہ ہے کہ گو وہ انور کی غلطی تھی یا صحت مگر وقت ایسا نازک تھا کہ
اب مصطفےٰ کو اپنی رائے پر اصرار تھا۔

حکومت جنگ میں شریک ہو چکی تھی۔ اور اراکین حکومت کا فرض تھا
کہ جس طرح بھی حکومت کی لاج رکھیں۔ مصطفےٰ اس وقت اکیسویں ڈویژن
کے سپہ سالار مقرر ہوئے۔ اور وہ شجاعت دکھائی کہ دشمن بھی حیران
رہ گئے۔ جرمن اور ترکی کی متحدہ فوج کا سپہ سالار اب "درہ دانیال" میں جرمن
جنرل لیمان سانڈرس مگر حقیقتاً مصطفےٰ کمال تھا۔ خواجہ چمن۔ چناق پر
برطانیہ سے خونریز معرکے ہوئے اور حق یہ ہے کہ برطانیہ نے اس معرکوں میں
اپنی پوری قوت صرف کر دی۔ مگر "شیر اسلام" کے مقابلہ میں برطانیہ کی خاک
نہ چلی۔ اور وہ ہزیمت ہوئی کہ آج تک اس کی مدافعت دلوں پر موجود ہے۔
کوہ قاف کی طرف انور پاشا روس کا مقابلہ کر رہے تھے۔ درہ دانیال

کی خبریں سن کر وہ ادھر واپس آئے اور مصطفٰے کمال فتح درہ دانیال کے بعد روس کے مقابلہ کے لئے کوہ قاف پہنچا۔ ترکی کے بہت سے مقبوضات روس کے قبضے میں پہنچ چکے تھے۔ سردی کی شدت کے سبب ترکی فوج کا بڑا حصہ ضائع ہو چکا تھا۔ سامان جنگ کافی نہ تھا۔ فوج بہت تھوڑی تھی مگر تیغ کمال نے یہاں بھی دشمنوں کے دانت کھٹے کر دئے۔ ترکی کے جو علاقے نکل چکے تھے وہ واپس لئے اور روسی لشکر کو ناکام واپس ہونا پڑا۔ اس فتح کے بعد مصطفٰے کمال واپس آیا تو فلسطین اور شام کے محاذ پر انگریزوں کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا یہاں ترکی فوج کی حالت کوہ قاف سے بھی بدتر تھی۔ اور انگریزوں کا مقابلہ روسیوں سے بھی زیادہ سخت۔ مگر مصطفٰے کمال نے خداداد قابلیت، اور ہمت و شجاعت کے یہاں بھی جوہر دکھائے مگر ترکوں کی شکست فتح سے بدل رہی اور ترک آگے بڑھ رہے تھے کہ لڑائی بند ہونے کی خبر پہنچی اور مصطفٰے کمال کو قسطنطنیہ واپس آنا پڑا۔ یہاں کا رنگ پوری طرح بگڑ چکا تھا۔ دیکھتے ہی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ ہر جگہ "اتحادی" دور دورہ تھا۔ اور سلطنت ٹرکی برائے نام سلطان صرف شاہ شطرنج بنا ہوا تھا۔ ایک اکیلا چنا کیا بھاڑ پھوڑتا۔ اور ایک مصطفٰے "اتحادیوں" کی پوری جمعیت کے مقابلہ میں جو اچھی طرح تسلط جما چکے تھے کیا کر سکتا تھا۔ انجمن نیست و نابود ہو چکی تھی۔ بہی خواہان ملک و قوم اغیار کے پنجہ میں پھنس چکے تھے۔ داماد فرید پاشا اتحادیوں کا کلمہ پڑھ رہا تھا۔ المختصر سلطنت ٹرکی ختم ہو کر اب اس کی جگہ "اتحادیوں" کا دور دورہ تھا۔ ایک قسطنطنیہ ہی نہیں۔ ایشیائے کوچک۔ باسفورس۔ بحیرۂ شمالی۔ ریلوے لائن غرض کوئی چیز ٹرکی کی نہ تھی اور ہر شئے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ افواج

"اتحادی" شب و روز شہر و بازار میں گشت لگاتی تھیں۔ ابھی کمال اس قیامت خیز منظر کو پوری طرح رونے بھی نہ پایا تھا کہ یہ وحشت انگیز خبر کانوں میں پہنچی کہ عارضی صلح ہو گئی۔ اس خبر نے کمال کے ہوش اُڑا دیئے۔ اسی کشمکش و پیچ میں تھا۔ کہ جو بچی کھچی فوج ٹرکی کی رہ گئی تھی وہ بھی "اتحادیوں" کے قبضہ میں پھنس گئی۔ اور نظر بند ہو گئی۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اُس کے ہتھیار بھی لے لئے گئے۔

اُس وقت کمال کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ اُس کے دل پر ہر لمحہ نا اُمیدی و مایوسی کی بجلیاں گر رہی تھیں۔ اور وہ سمجھ چکا تھا کہ سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ اور قسطنطنیہ ہاتھ سے گیا۔ ادھر "اتحادی" بھی مصطفیٰ کی ذات سے کھٹکے ہوئے تھے۔ اور اُس کو پورا اندیشہ تھا کہ اگر ذرا موقعہ ملا تو کوئی نہ کوئی الزام رکھکر "اتحادی" اُس کا خاتمہ کر دیں گے۔ بصد حسرت و یاس مصطفیٰ نے قسطنطنیہ کو الوداع کہا اور در و دیوار کو نا اُمیدی سے تکتا ہوا ایشیائے کوچک کی طرف چلا کہ اب کیا کروں۔

انگورہ پہنچکر مصطفیٰ کمال نے دیکھا کہ شہر کی عجیب حالت ہے چاروں طرف کیچڑ اور دلدل کے انبار ہیں۔ کہیں خاک کے تودے ہیں۔ کسی جگہ غلاظت کے ڈھیر ہیں۔ بخار پھیلا ہوا ہے۔ بیماریاں زوروں پر ہیں۔ کمال نے سب سے پہلے شہر کی حالت درست کی۔ جگہ جگہ لوگ مقرر کئے۔ صفائی کی طرف خاص توجہ کی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں غلیظ شہر کو چمن بنا دیا۔

شہر کی حالت درست ہونے کے بعد مصطفیٰ کمال نے ایک جماعت مرتب کی جس کے بارہ ارکان تجویز ہوئے۔ یہ سب کے سب قوم پرست اور ملک کے عاشق تھے۔ مصطفیٰ کی صدا پر دل و جان سے لبیک کہی۔ اور

اس جماعت نے مل کر ایک معاہدہ ایسا مرتب کیا جس میں ٹرکی سلطنت کا اقتدار قایم رہے اور حکومت اغیار کے پنجہ میں گرفتار ہو کر نیست نہ ہو جائے یہ مسودہ فرید پاشا کے پاس بھیجا گیا۔ اور یہ پیغام بھی کہ اگر شرائط صلح اس کے بموجب ہوں تو ٹرکی سلطنت کو منظور ہیں۔ ورنہ جو دوسری تجاویز طے ہونگی وہ ٹرکی سلطنت کی نہیں صرف فرید پاشا کی ہونگی۔ بات معقول تھی۔ فریدی پارلیمنٹ اتفاق کے سوا کیا کر سکتی تھی۔ تجاویز منظور ہوئیں۔ منظور ہونا تھا کہ "اتحادی" چراغ پاؤں ہو گئے اور پارلیمنٹ کے ممبروں کو ایک ایک کر کے گرفتار کرنا شروع کیا یہ بھی مصطفےٰ کی تدبیر تھی کہ اس نے پارلیمنٹ میں ممبروں کی تعداد ایسی پہنچا دی تھی جو انجمن کے ممبر رہ چکے تھے۔ ان لوگوں نے ہر قسم کے جبر و ظلم کو گوارہ کیا۔ مگر حکومت سے غداری پر رضامند نہ ہوئے اتحادیوں نے مظالم میں کسر نہ کی۔ اُن لوگوں کو مالٹا بھیجدیا۔ اور ان پرستاران مذہب نے بہ خوشی گردن تسلیم خم کی۔

جس وقت قسطنطنیہ میں ظلم و تعدی کا یہ بازار گرم تھا۔ اس وقت ممبران پارلیمنٹ کو جو باقی رہ گئے تھے۔ اس کے سوا کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ رات کے وقت بھاگ نکلے اور اپنے سر ہتھیلی پر رکھ کر انگورہ پہنچے مصطفےٰ کمال اور اس کی جماعت نے ان لوگوں کو سر آنکھوں پر جگہ دی۔ اور خدا کی قدرت سے ایک وہ وقت بھی آیا کہ انگورہ میں "مجلس عالیہ ملیہ" کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس کا مقصد صرف یہ تھا کس طرح اتحادیوں کے مظالم سے رہائی پائیں۔ اور قسطنطنیہ کو دشمنوں کے قبضہ سے بچائیں۔

انگورہ کی یہ کیفیت دیکھ کر اور سنکر "اتحادی" آپے سے باہر ہو گئے اور صرف اس فکر میں رہے کہ کسی طرح اس عاشق وطن مصطفےٰ کمال کو فنا کر دیں

چنانچہ ۱۴ مئی کو ایک کورٹ مارشل کے ذریعے مصطفےٰ کمال کے واسطے جرم بغاوت میں سزائے موت تجویز ہوئی۔

گھر میں بیٹھ کر جس کا جی چاہے جو فیصلہ کرے مصطفےٰ کمال اور اس کی جماعت نے اس فیصلہ کو سنکر خوب مضحکہ اُڑایا۔ اور یہ خبر "اتحادیوں" کو بھی پہنچی۔ بس نہیں چلتا تھا کہ کمال کو کچا ہی کھا جائیں۔ کوشش میں کمی نہیں کی۔ کسی نے لٹیرا تجویز کیا۔ کسی نے قزاق ٹھیرایا۔ مگر جس کو خدا رکھے اُسے کون چکھے۔ کمالی طاقت روز بروز ترقی کرتی گئی۔ اور "اتحادی" منہ تکتے رہے فیصلۂ موت رکھے کا رکھا رہ گیا۔ اور انگورہ نے وہ قوت پیدا کر لی کہ "اتحادی" بھی دم بخود رہ گئے۔

اس وقت "اتحادیوں" کے اشارہ سے "یونانیوں" نے پاؤں نکالے اور کمالی علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دی۔ اتحادیوں کا خیال تھا کہ یونانی چشم زدن میں کچل دینگے۔ مگر اُن کو یہ خبر نہ تھی کہ یونانی تو درکنار "اتحادیوں" کو بھی کمالی ناک چنے چبوا دیں گے۔ یونانیوں نے جدھر قدم اُٹھائے اور جس طرف رُخ کیا۔ وہیں مُنہ کی کھائی۔ لطف یہ ہے کہ "اتحادیوں" نے اُدھر لنڈن میں ایک کانفرنس تجویز کی اور اعلان کیا کہ

"یہ کانفرنس صلح ہے تاکہ مشرقِ قریبہ کے تمام معاملہ کا قلع قمع ہو جائے اور مخلوقِ خدا امن و آرام کی زندگی بسر کرے۔"

اور اِدھر یونانیوں کو کچھ ایسا چکمہ دیا کہ انھوں نے تمام وعدے عہد طاق میں رکھ، اناطولیہ میں لڑائی شروع کر دی۔ یہ عجیب نازک وقت تھا مٹھی بھر بشر سے اور ڈاکو جن کو یورپ حقارت و نفرت سے مکار اور دغاباز پکارا تھا ایک طاقت و سلطنت کے اور اس سلطنت کے جو کہ

پشت پناہ "اتحادی" تھے مقابلہ کے واسطے تیار ہوئے۔ قیاس عقل۔ وہم۔ گمان سب حیران ہیں۔ کہ کس طرح یہ چند افراد ایسی زبردست سلطنتوں کا مقابلہ کر سکے ہونگے اس وقت نہ معلوم کس مصلحت سے کمالیوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اور حضرت رپوٹر نے اس ہزیمت کی خبریں نہایت خوشی سے ہم تک پہنچائیں۔ مسلمانان عالم پر ان خبروں نے جو بجلی گرائی وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ نیندیں اُڑ گئیں۔ بھوکیں جاتی رہیں اور وہ وقت بالآخر آیا کہ مسلمان کانوں نے یہ خبر بھی سُن لی کہ

"یونانی فتح کرتے ہوئے انگورہ تک پہنچ گئے"

مسلمانوں پہ اس خبر سے کیا گذری۔ یہ صرف ان کے قلوب جان سکتے ہیں یونانی درندوں نے، "اتحادیوں" کی شہ پر، جو جو مظالم توڑے اُن کے خیال سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک دو نہیں سینکڑوں گاؤں جلا کر خاک سیاہ کر دیئے۔ ہزاروں بچوں کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا۔ لاکھوں گھر بے چراغ ہو گئے۔ اور سینکڑوں عورتوں کی عصمت دری ہوئی۔ مساجد تاخت و تاراج ہوئیں۔ اور اس سرزمین سے وہ جگر خراش صدائیں بلند ہوئیں۔ جن کو سُنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور پردہ دُنیا پر نہیں۔ زمین کے اُس حصہ پر جو یورپ کے زیر سایہ تھا، یونانی یہ ستم ڈھا رہے تھے انسانیت کو بالائے طاق رکھ کر حیوانیت کو انجام دے رہے تھے۔ غریب مسلمانوں نے اپنی فریادیں یورپ کے حضور میں پہنچائیں۔ فرانس کو متوجہ کیا۔ برطانیہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اٹلی سے التجا کی۔ مگر ترکی خون کی وقعت یورپ کی نگاہ میں پانی سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھی! ہر ظلم، ہر ستم، ہر زیادتی رد اکی گئی اور کسی نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے!!

اب وہ ساعت تھی کہ گنتی کے چند مسلمان جو ہر ممکن کوشش اس امر کی کر رہے تھے کہ شاید یورپ کسی طرح ہماری حالت زار پر توجہ کرے۔ قطعاً مایوس ہو گئے اور ان کو یقین کامل ہو گیا کہ یونانی مظالم "اتحادیوں" کے بل بوتے پر ہیں اور ہماری کسی التجا پر یورپ توجہ نہ کرے گا۔

یونان فتح کے نقارے بجاتا ہوا انگورہ کے قریب پہنچ چکا تھا اور یہ مختصر سی جماعت جس کو ابھی دنیا میں جنم لئے چند روز ہوئے تھے اپنے بچاؤ کی تدبیروں میں مصروف ہوئی۔ مگر کجا ایک مختصر سی جماعت اور وہ بھی خانماں برباد جس کے ہوش درست نہ عقل ٹھکانے اور کجا یونان کی زبردست طاقت جس کے حمایت پر "اتحادیوں" کی پوری قوت۔

ظالم اور خونخوار یونانیوں نے غضب یہ ڈھایا کہ جس قدر علاقے فتح کئے وہاں طرح طرح کے ستم توڑے۔ مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے مساجد کی بے حرمتی کی۔ ماؤں کے سامنے ان کے کلیجہ کے ٹکڑوں کو ذبح کیا۔ اور بیویوں کے سامنے شوہروں کو تہ تیغ کرنے لگے!

(۵)

ایک خاموش کمرہ میں جس کی رات نے دن کو مات کر رکھا ہے۔ قسطنطین شاہ یونان کی بھتیجی کونسٹنٹ (Constant.) شب خوابی کے ریشمی لباس میں بیٹھی ہوئی کسی معاملہ پر غور کر رہی ہے اس کا روشن چہرہ جو بجائے خود ایک چاند ہے۔ کبھی کبھی کسی خیال سے مدھم پڑ جاتا ہے۔ وہ چونک پڑتی ہے۔ اور پھر کسی خیال میں مستغرق ہو جاتی ہے۔ دفعتاً وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔ اس نے دوسرا لباس تبدیل کیا۔ اور دروازہ سے باہر آئی۔ تو گلہائے رنگین صحن چمن میں اس کی تعظیم کو جھکے۔ وہ قریب

گئی اور اِدھر اُدھر ٹہلنے لگی۔ ایک ہی قسم کی تین چیزیں اُس وقت ایک ہی جگہ پر جمع تھیں۔ چاند گو آسمان پر تھا۔ اور پھول اور ملکہ زمین پر، مگر سایۂ ماہتاب شہزادی کے قدموں میں اور دیکھنے والی آنکھوں کے سامنے تھا۔ اُس نے کچھ سوچا اور حکم دیا کہ "ہاں ذرا اُس شخص کو تو بلاؤ۔"

اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور ایک چُپ چاپ انسان گردن جھکائے سامنے آیا۔

شہزادی۔ "ہاں تو آپ سیاح ہیں؟"

سیاح۔ "جی ہاں۔"

شہزادی۔ "تو آپ کیا کہتے ہیں؟"

سیاح۔ "میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ میرے پاس "برطانیہ" اور "فرانس" دو شہزادوں کا پیام ہے۔"

شہزادی۔ "میں اس وقت بھی سمجھ گئی مگر آپ سیاح ہیں یا پیامبر۔"

سیاح۔ "اگر پیامبر سمجھتی ہیں تو پیامبر سہی۔"

شہزادی۔ "پھر آپ نے سیاح کیوں کہا؟"

سیاح۔ "اس لئے کہ میں نے عمر بھر سیاحت کی ہے۔ اور اب یہ کام پہلے "برطانیہ" نے میرے سپرد کیا پھر "فرانس" نے۔"

شہزادی۔ "خوب۔ اور کل اٹلی کا بھی پیغام آچکا ہے۔"

سیاح۔ "تو آپ تینوں میں سے کسی ایک کو پسند کیجئے۔ میں چونکہ فرانسیسی ہوں اس لئے فرانس کی سفارش کروں گا۔"

شہزادی۔ "اٹلی کا قاصد بھی یہی کہتا تھا۔"

(۶)

جنرل تھیوڈوکس وزیر جنگ ہشاش بشاش اپنے خیمہ میں ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا کہ جنرل بابولاس اور جنرل پولی منگوس دونوں نے حاضر ہو کر کرچ سے سلام کیا اور کہنے لگے :-

"اب ہم کو فوج یا سامانِ حرب کی مطلق ضرورت نہیں۔ یہ برطانیہ اور فرانس کا احسان ہے کہ عین موقعہ پر سامان جنگ بھیج دیا ورنہ پچھلا سامان اچھی طرح کافی تھا اور ہم کو یقین کامل ہے۔ کہ جس وقت ارادہ کریں گے اسی وقت انگورہ بلکہ تمام ٹرکش گورنمنٹ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں۔ ہم تو اس کے واسطے تیار ہیں۔ کہ اگر آج اتحادی اجازت دیدیں تو ٹرکی لاکھ مدافعت کی کوشش کرے ہم زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے میں قسطنطنیہ فتح کر سکتے ہیں۔"

تھیوڈوکس۔ "ان مکار مسلمانوں نے ہم کو بہت ہی پریشان کیا تھا۔ پچھلے معرکے اب تک میری آنکھوں سے فراموش نہیں ہوئے۔ کیا کروں مجبور تھا اور دانت پیس پیس کر رہ جاتا تھا۔ بہت روز بعد ہماری تلوار نے ان ظالموں کے خون سے اپنی پیاس بجھائی ہے۔ اب یورپ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یونان ظلم کر رہا ہے۔"

جنرل بابولاس۔ "میں نے آپ کے حکم کی تعمیل اس طرح کی ہے۔ کہ ترک ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ میں نے دو دو سال کے بچوں کو بھوکا پیاسا قتل کیا ہے۔ اُن کی ناپاک مسجدوں میں گدھوں کے ہل پھروا دیئے!

تھیوڈوکس۔ "یہ سب کچھ ہوا مگر ابھی میرا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔"

منگوس۔ "اب جو حکم دیجئے اس کی تعمیل ہو۔"

تھیو ٹوکس:"میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا ایسی وحشی اور اجڈ قوم ہر ظلم کی سزاوار ہے۔ ان کو ایسا مزا چکھاؤ کہ جب تک دنیا موجود ہے پھر اُکسنے کا نام نہ لیں"۔

منکوس:"اس سے بھی زیادہ"۔

تھیوٹوکس:"ہاں کھانا پانی سب بند کرو اور چن چن کر قتل کرو"۔

بابولاس:"ہمارے سینوں میں جو شعلے بھڑک رہے تھے وہ مدتوں بعد ٹھنڈے ہوئے ہیں"۔

تھیوٹوکس:"تم کو معلوم ہے۔ اس ناہنجار قوم نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟"

منکوس۔ اچھی طرح"۔

تھیوٹوکس:"خاک بھی نہیں عیلا المجید کا وقت یاد ہے؟"

منکوس:"ہاں"۔

بابولاس:"اُنھوں نے وہ کیا ہے کہ ہم بھول نہیں سکتے"۔

تھیوٹوکس:"ہمارا فرض ہے کہ اس کا بدلہ لیں اور بچے۔ بوڑھے۔ مرد عورت سب کو قتل کریں"۔

بابولاس:"بیشک۔ بیشک"۔

تھیوٹوکس:"تم انگورہ میں کیا کروگے؟"

بابولاس:"جو حکم ہو"۔

تھیوٹوکس:"قتل عام"۔

بابولاس:"ضرور"۔

تھیوٹوکس:"اس پر بھی غصہ کی آگ فرو نہیں ہوسکتی"۔

بابولاس:"اور جو حکم ہو؟"

تھیوٹوکس:۔ ایک متنفس زندہ نہ رہے۔ عورتوں کو لونڈیاں بناؤ۔ لڑکوں کو غلام بناؤ۔ مردوں کو قتل کرو اور یاد رکھو تمام انگورہ میں آگ لگا دو۔

بابولاس:۔ "بسر و چشم"

تھیوٹوکس:۔ "ترک بہادر قوم نہیں ہے۔ تم اگر انگورہ فتح کر لو تو کیا کمال کروگے اور انگورہ کی فتح میں رکھا ہی کیا ہے؟"

منکوس:۔ "ترک تو مقابلہ ہی نہیں کر رہے۔"

بابولاس:۔ "ان کے پاس ہے کیا۔ فوج ہے نہ روپیہ"

تھیوٹوکس:۔ "ہاں۔ اب تم کو صرف ایک کام کرنا ہے"

بابولاس:۔ "ارشاد؟"

تھیوٹوکس:۔ "مصطفیٰ کمال نے جو کچھ "اتحادیوں" سے گستاخی کی تم کو معلوم ہے؟"

بابولاس:۔ "اچھی طرح"

تھیوٹوکس:۔ "اس کی سزا۔"

بابولاس:۔ "جو تجویز ہو؟"

تھیوٹوکس:۔ "وہ زندہ گرفتار ہو۔"

بابولاس:۔ "بہت خوب"

تھیوٹوکس:۔ "اگر ایسا نہ ہوا تو مجھ کو انگورہ کے داخلہ کی کوئی خوشی نہیں"

منکوس۔ "بسر و چشم تعمیل ہوگی"

تھیوٹوکس:۔ "وہ اور انور انتہائی مکار ہیں۔"

منکوس:۔ "ہم کو معلوم ہے۔"

تھیوٹوکس:۔ "فوراً فرار ہو جائے گا"

منکوس:۔ "مگر بچ کر جائے گا کہاں؟"

تھیوٹوکس۔ "جدھر اس کا منہ اٹھا"
منکوس۔ "ایسا نہ ہوگا"
تھیوٹوکس۔ "ہاں۔ میری خوشی اگر چاہتے ہو تو وہ زندہ میرے سامنے حاضر ہو۔
منکوس۔ کل ہی لیجیے"
تھیوٹوکس۔ "میں "اتحادیوں" کے احسان کا معاوضہ یہ دونگا کہ اس کو زندہ ان کے سپرد کر دوں گا کہ وہ اس کو قتل کر کے اپنا دل ٹھنڈا کریں"

(۷)

ہیرنگٹن۔ "آپ نے نہایت دور اندیشی سے کام لیا۔ کہ اپنی تمام قوم کو ہر قسم کی شکایت سے بچا لیا اگر آپ ذرا بھی توقف کرتے تو اس کا نتیجہ بہت ہی خراب ہوتا"
داماد فرید۔ "میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اگرچہ قوم سے غداری کا خطاب قبول کیا"
ہیرنگٹن۔ "آپ اس کا مطلق نہ کیجیے۔ "اتحادی" آپ کے اس کرم کو فراموش نہ کریں گے۔ موسیو پوئینکا سے وزیر اعظم فرانس کا ایک پیام ابھی ابھی موصول ہوا ہے جس میں آپ کے احسان کا خصوصیت سے ذکر ہے"
داماد فرید پاشا اتنی گفتگو سننے کے بعد روانہ ہوا اور "قصر یلدیز" میں پہنچا جہاں شہزادہ عبد المجید خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ داماد فرید کی صورت دیکھتے ہی شہزادہ بیٹھا اور کہا۔
"کہیے تمام معاملات آپ کے حسب منشا ہو گئے"
داماد فرید۔ میرا منشا کیا؟
شہزادہ۔ جو آپ کی خواہش تھی۔

فرید:۔ "میری خواہش اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ قوم کو فایدہ پہنچے"

شہزادہ:۔ "اس سے قوم کو کچھ فایدہ پہنچا؟"

فرید:۔ "اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہ تھا"

شہزادہ:۔ "قوم ختم ہو گئی۔ حکومت فنا ہو گئی۔ آزادی سلب ہو گئی اور آپ خوش ہیں"

فرید:۔ "تو کیا اس کا ذمہ دار میں ہوں؟"

شہزادہ:۔ "ضرور"

فرید:۔ "شہزادہ صاحب! آپ غضب کرتے ہیں"

شہزادہ:۔ "میں کچھ نہیں کہتا۔ یہ قوم کا متفقہ فیصلہ ہے"

فرید:۔ "قوم دیوانی ہے"

شہزادہ:۔ "اور آپ؟"

فرید:۔ "میں نے انتہائی دانشمندی سے کام لیا"

شہزادہ:۔ "اس لئے کہ قوم کو چند چاندی کے سکوں پر فروخت کیا"

فرید:۔ "آپ کو ایسی بات زبان سے نہ نکالنی چاہئے"

شہزادہ:۔ "یہ قوم کا متفقہ فیصلہ ہے"

فرید:۔ "میں اس کے لئے تیار ہوں کہ وزارت سے علیحدہ ہو جاؤں"

شہزادہ:۔ "اب علیحدگی سے کیا حاصل؟"

فرید:۔ "اس لئے کہ میں غدار ہوں"

شہزادہ:۔ "غداری کا جو نتیجہ ہو سکتا تھا وہ ہو گیا"

فرید:۔ "یہ خدا بہتر جانتا ہے"

شہزادہ:۔ "آپ خدا کو شامل نہ کیجئے۔ یہ تو انسان ہی سمجھ سکتا ہے۔ آپ کے اپنے دوست آپ کے اس فعل پر لعنت بھیج رہے ہیں"

فرید:" غالباً آپ کا اشارہ توفیق کی طرف ہے۔"
شہزادہ:" ادھر ہی سہی تو کیا غلط ہے؟"
فرید:" توفیق بھی تو انسان ہے۔"
شہزادہ:" اور آپ؟"
فرید:" میں بھی۔"
شہزادہ:" اس انسان کے ساتھ قوم ہے۔ آپ کے ساتھ دشمنانِ قوم"
فرید:" آپ کی گفتگو بہت سخت ہے۔"
شہزادہ:" ختم کر دیجئے۔"

(۸)

قسطنطین:" شہزادی کون کوشٹ کے معاملہ میں میری عقل حیران ہے فرانس مجھ کو بدعقیدہ کہے۔ برطانیہ وہی سمجھے اور اٹلی دنیا تو سہی خیال کرے۔ مگر میں شروع سے دیکھ رہا ہوں کہ اس کی طبیعت لڑائیوں میں جس طرف مائل ہوئی فتح کا سہرا اُدھر ہی بندھا۔ پچھلے خونریز معرکہ میں "اتحادیوں" کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ مگر اس کی زبان سے جب نکلی۔ جرمنی کی مذمت اور اتحادیوں کی تعریف۔ میں تو اس کی زبان کو فرمانِ مسیح سمجھتا ہوں اسی واسطے میری دلی خواہش تھی کہ یہ برطانیہ کی دُلہن بنتی مگر افسوس اس نے برطانیہ۔ فرانس اور اٹلی سب کو ٹھکرا دیا۔ آخر یہ راز کیا ہے؟"

وینیزیلاس:" میں پہلے خیال کی بابت تو کچھ عرض نہیں کر سکتا ممکن ہے آپ کا تجربہ صحیح ہو۔ لیکن اس معاملہ میں میری عقل حیران بلکہ آپ سے زیادہ حیران ہے کہ ایسے عالی مرتبت شہزادوں کے پیام اس نے مسترد کر دئے ۱۹ء کے دورہ میں جب شہزادی کا پیام قصر شاہی میں ایک مہینہ کے

بجائے تین مہینہ رہا ہے۔ تو میرا خیال تھا کہ شہزادی برطانیہ کی طرف جھکی۔ مگر تعجب ہے کہ اس کی طبیعت کسی طرف بھی مائل نہیں ہوئی"

قسطنطین:۔ "تم نے اس کے خیالات معلوم تو کئے ہوتے میں نے اس کے متعلق بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اور اگر کچھ پتہ چلا تو صرف اس قدر کہ وہ تینوں سیاحوں کو حقارت سے دیکھ رہی ہے۔ تو کیا اب آسمان سے کوئی پیام اس کے واسطے آسکتا ہے"

وینز یلاس:۔ "میں نے اور نہ صرف میں نے بلکہ لیگیوس اور گونوس ہم تینوں نے اس سلسلہ میں اس سے گفتگو کی اور ایک دفعہ نہیں دو تین مرتبہ اور اس طرف سے نہیں برطانیہ۔ فرانس اور اٹلی کے تقاضوں سے مگر اس نے اپنے خیالات کا پتہ نہ لگنے دیا اور اگر کچھ پتہ چل سکا تو صرف اس قدر کہ وہ تینوں سے نفرت کر رہی ہے"

قسطنطین:۔ "میں تو اپنے پرانے عقیدہ پر قائم ہوں۔ اور مجھ کو اندیشہ ہے کہ اس کمبخت کی اتحادیوں سے یہ نفرت کہیں ہماری شکست کا سبب ہو جاوے۔

وینز یلاس:۔ "شکست کیسی اور کس سے ؟ ترکوں سے ؟ یونانیوں کو ؟ واہ واہ وہاں آج داخلہ ہو بھی گیا ہو گا۔ اور اس وقت انگورہ میں قتل عام ہو رہا ہو گا اور تعجب کیا کہ مصطفےٰ کمال زندہ گرفتار کر کے حاضر کر دیا گیا ہو گا"

قسطنطین:۔ "میں جس کام میں مدد اور مشورہ لینا چاہتا ہوں وہ صرف شہزادی کے متعلق ہے۔ اور اس کا فکر مجھ کو بہت زیادہ ہے۔ اور صرف اس لئے کہ برطانیہ سے کہیں اس سلسلہ میں دشمنی نہ ہو جائے"

وینز یلاس:۔ "ہم پھر کوشش کرتے ہیں اور شہزادی کو ترغیب دیتے ہیں

(۹)

سفاک یونانیوں نے عسکی شہر میں قتل عام کیا۔ صبح صادق کا سہانا وقت تھا کہ خولہ حمیدہ ایک مسلمان عورت مسجد کے دروازے کے آگے بیٹھی زار زار رو رہی تھی۔ اس کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا مسجد سے ایک نمازی باہر نکلا اور کہا۔

"اے بدنصیب عورت تم پر کیا گذری"

عورت:۔ "ہائے کس طرح کہوں میرا گاؤں ظالم دشمنوں نے جلا دیا۔ مردوں کو قتل کیا اور بچوں کو پکڑ لیا۔ میں اس شیر خوار بچہ کو لے کر بھاگی ہوں کہ خدا کے گھر میں پناہ لوں۔ ہائے میرا شوہر بے گناہ قتل کر دیا گیا۔ اور اس کی لاش بے گور و کفن پڑی ہے۔" عورت کی گفتگو ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ چار یونانی نشہ شراب میں مست آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اور معاً بندوق کے ایک فیر کی آواز آئی۔ نمازی زخمی ہو کر گرا اور عورت کی طرف دیکھتا ہوا کلمہ توحید پڑھ کر دنیا سے رخصت ہوا۔ ابھی عورت سناٹے میں تھی کہ ایک خونخوار یونانی نے اس کے بچہ کے پیٹ میں کرچ چبھو کر بچہ کو کرچ کی نوک پر اٹھا لیا۔ اور جو بچہ ابھی اس کی گود میں ہمک رہا تھا۔ خون میں نہا گیا! عورت ماتا کی آگ میں بچہ کے ساتھ زمین سے اوپر اچھلی مگر دوسرے یونانی نے دھکا دے دیا۔ گری اور اٹھی۔ تو دیکھا کہ سفاک بچہ کو کرچ میں لئے چاروں طرف ناچتا پھرتا ہے۔ تھوڑی دیر جفا کار یہ تماشہ کرتا رہا۔ اور اس کے بعد بچہ کو زمین پر پھینک دیا۔ عورت دوڑ کر اس سے لپٹی مگر بچہ دم توڑ رہا تھا! گود میں لیا تو کبھی کا ختم تھا! پھول سے رخساروں کو بوسہ دیا۔ اور تھوڑی سی زمین کھود کر آگے بڑھی تو گولیوں کی آواز کان میں آئی۔ ٹھٹکی، تو دیکھا کہ سامنے سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں! دہشت گردوں

مخلوق خدا سراسیمہ و پریشان بھاگ رہی ہے۔ یونانی ان کی تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور بھاگتے ہوئے بدنصیبوں کو نشانہ بندوق بنا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک سپاہی نے قریب آکر بندوق کا کندا زور سے مارا اور عورت وہیں گر کر شہید ہو گئی۔

(۱۰)

"شہزادی! جو اصل واقعہ تھا وہ میں نے حرف بہ حرف بیان کر دیا۔ یوں تو ان تینوں شہزادوں کی حالت آپ کی محبت میں ردی ہو رہی ہے۔ مگر اٹلی کو اس لئے کہ وہ اس کا اہل نہیں اگر ہم نظر انداز بھی کر دیں تو برطانیہ و فرانس دو نو شہزادے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ میں صرف دو روز فرانس میں رہا میں نے دیکھا کہ شہزادہ کے اضطراب کا اثر تمام رعیت پر پڑ رہا ہے۔ وہ چہل پہل وہ رونق گھروں میں یا بازاروں میں کسی جگہ نظر نہیں آتی۔ جہاں جاؤ جدھر دیکھو ہر شخص کی زبان پر یہ ہی چرچا ہے۔ اور میں نے جو کچھ اپنی آنکھ سے دیکھا وہ یہ ہے۔ کہ شہزادہ کی حالت روز بروز ردی ہو رہی ہے۔ کھانا پینا سب چھوٹ گیا۔ ہر وقت آپ کی تصویر آنکھ کے سامنے ہے۔ اور سوا رونے کے کوئی اور کام نہیں ہے۔ بڑے بڑے طبیب اور ڈاکٹر جلو میں حاضر ہیں۔ اور اچھے اچھے ماہر اور دانشمند مشورہ کو موجود ہیں۔ مگر دل کی لگی کسی طرح نہیں بجھتی۔ فرانس سے میں لندن آیا۔ یہاں کا حال بھی دگرگوں ہے۔ اور چونکہ قصر شاہی میں کسی کو داخلہ کی اجازت نہیں اس لئے مفصل حال معلوم نہ ہو سکا۔ مگر یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہے۔ کہ شہزادہ کی زبان پر صرف آپ کا کلمہ ہے۔"

شہزادی۔ "ہاں یہ تو میں سب کچھ سن چکی۔ جو کچھ ہو رہا ہے اس سے باخبر ہوں اور جو کچھ ہو گا وہ بھی جانتی ہوں۔ تم یونانی فتوحات اور غریب ترکوں کی

حالت کا ذکر سناؤ۔"

گوزرس:۔"ہائیں۔ شہزادی! یہ آپ کی زبان سے کیا الفاظ نکل رہے ہیں "غریب ترک"۔ کیا آپ کو ان ناہنجاروں سے کچھ ہمدردی ہے؟ یہ ظالم آپ کو علم نہیں کون ہیں۔ اور انھوں نے یونان کو کیسے ناک چنے چبوائے ہیں۔ وہ تو عیسائیوں کے نام کے دشمن ہیں۔ اور ایسے ایسے ستم ڈھاتے ہیں۔ کہ ان کے خیال سے اذیت ہوتی ہے۔ مدت کے بعد یہ موقعہ ہم کو میسّر آیا ہے۔ کہ ان سے بدلے لیں۔ اور جو ظلم و ستم انھوں نے برسوں ہم پر کئے ہیں اُس کا جواب دیں۔"

شہزادی:۔"مجھے رتی رتی سب معلوم ہے۔ اور جس قدر تم کو یا ارکینِ سلطنت میں کسی کو معلوم ہے۔ اس سے زیادہ مجھ کو علم ہے لیکن یہاں سوال مذہب یا قوم کا نہیں ہے۔ صرف حقیقت کا سوال ہے۔ کہ یونانی کیا کر رہے ہیں اور ترکوں نے کیا کیا؟"

گوزرس:۔"ترک جفا شعار کیا کر سکتے ہیں۔ وہ جس سزا کے مستوجب تھے وہ قدرت نے ان کو دی۔"

شہزادی:۔"وہی معلوم کرنا چاہتی ہوں۔"

گوزرس۔ ہمارے فاتح لشکر نے اُن سے اپنے صدیوں کے بدلے لئے مگر اب بھی ہمارا دل ٹھنڈا نہیں ہوا۔ لیکن آپ کی گفتگو سے ترکوں کے ساتھ ہمدردی کی بُو آ رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ستم ہے اور غضب ہے۔

شہزادی:۔"مجھے ترکوں سے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہر لاچار اور بیکس ہستی، ہر سمجھدار انسان کی مستحق ہمدردی ہے۔ ہاں تو فرمایئے کہ اب ترک کہاں ہیں۔ اور یونانی کہاں؟"

گوزرس:۔"آپ اس گفتگو کو اسی جگہ ختم کر دیجئے۔ یہاں تو جو کچھ ہو رہا ہے

اچھا ہو رہا ہے۔ ایک انگورہ کی فتح البتہ باقی تھی۔ وہ کل ہو گئی ہو گی۔ اور ناہنجار و جفا شعار قوم کا خاتمہ ہو گیا ہو گا۔ مگر اندیشہ یہ ہے کہ آپ کی وجہ سے کہیں رقابت کی آگ "اتحادیوں" میں نہ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ اٹلی کا پیام آچکا ہے کہ اگر شہزادی کونٹ کونسٹ نے اٹلی کے شہزادہ کو ٹھکرا دیا اور فرانس یا برطانیہ کو ترجیح دی تو یونان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اس تعلق کی تہ میں سلطنت کی بربادی پوشیدہ ہے۔ اٹلی فرانس سے خائف ہے نہ برطانیہ سے۔"

شہزادی۔ "مجھے اس گفت گو سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں صرف انگورہ کا حال سننا چاہتی ہوں۔"

گونرس۔ "میں آپ کے پاس بادشاہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اور وزیر جنگ کا فیصلہ ہے کہ آپ برطانیہ کا پیغام منظور کریں۔ انگورہ کی کیفیت سنا چکا کہ وہ ختم ہو گیا اور ظفر مند یونانی فوج داخل ہو گئی۔"

شہزادی۔ "اور ترکوں کا کیا حشر ہوا؟"

گونرس۔ "آپ کے یہ سوالات میرے بدن میں آگ لگا رہے ہیں۔ جو ہر مفتوح قوم کا حشر ہوتا ہے۔ بالخصوص بے ایمان اور بدمعاش کا وہی ترکوں کا حشر ہوا۔ لیکن ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ اُن کو ابھی اُن کے اعمال کی پوری سزا نہیں ملی۔"

(۱۱)

انگورہ سے چند میل کے فاصلہ پر یونانی فوجیں فتح کے نشہ میں سرشار و بدمست پھر رہی ہیں۔ صبح کا وقت ہے اور ہر سپاہی آج کا دن عید کے دن سے زیادہ مبارک سمجھ رہا ہے۔ اور منتظر ہے کہ کس وقت کوچ کا حکم ہو اور ہم انگورہ میں داخل ہو کر قتل و غارت کا بازار گرم کریں۔ یونانی فوج کے دونو

مشہور جنرل منکوس اور بابولاس فتح اور شراب دونوں نشوں میں مست ہو کر داخلۂ انگورہ پر غور کر رہے ہیں۔ کچھ دیر کے تامل کے بعد منکوس نے کہا۔
"دشمن اب ہمارے گھیرے میں ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص بھاگ سکے"

بابولاس: "ابھی شمالی سمت پر پورا قبضہ نہیں ہوا"

منکوس: "تو کیا اب بھی ان میں مقابلہ کی طاقت باقی ہے"

بابولاس: "بہ ظاہر تو نہیں ہے"

منکوس: "آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اُن کو اس وقت جان بچانی مشکل ہے"

بابولاس: "ہاں مگر مجھ کو اندیشہ ہے کہ کہیں کمال فرار نہ ہو گیا ہو"

منکوس: "وہ کدھر ہے؟"

بابولاس: "شمالی سمت قبضہ میں نہیں۔ ایک دستہ موجود ہے"

منکوس: "یہ کافی نہیں"

بابولاس: "تو کیا لڑائی کا احتمال ہے؟"

منکوس: "نہیں۔ مقابلے کے قابل تو وہ نہیں رہے۔ مگر بھاگنے کے قابل تو ہیں"

بابولاس: "میں اُدھر کا انتظام کر دیتا ہوں"

منکوس: "اور اگر کمال بھاگ گیا ہو؟"

بابولاس: "ممکن ہے مگر بہت مشکل"

منکوس: "لیکن احتیاط ضروری ہے"

بابولاس: "راستہ کو جاسوس انگورہ گئے تھے"

منکوس: "کیا خبر لائے؟"

بابولاس: "عجیب حالت ہے بس ترکوں کی بہادری دیکھ لی!"

منکوس: "بھیڑوں بکریوں کی طرح منہ چھپائے ہیں"

بابولاس :- "وہ تو بہت دم خم رکھتے تھے!"

منکوس :- "ان کو بالشویکوں سے بہت امیدیں تھیں"

بابولاس :- "ہاں انھیں کے بھروسہ پر یہ شوں شاں تھی"

منکوس :- "اور اب بھی بالشویک ان کی مدد کو تیار ہیں"

بابولاس :- "اب کیا ہو سکتا ہے"

منکوس :- "اگر ہم سلسلہ آمد و رفت بند نہ کرتے اور ہماری ظفر مند فوج کا یہ دل گردہ نہ ہوتا کہ جان لڑا دیتے تو یقیناً بالشویک مدد پہنچا دیتے۔ گر وہ تو اس طرح لڑے ہیں کہ خود مجھ کو تعجب ہے"

بابولاس :- "اس وقت یونان نے "اتحادیوں" کی لاج رکھ لی"

منکوس :- "اتحادی" بہت خوش ہیں۔ رات کو بھی مبارکباد کا پیام آیا ہے"

بابولاس :- "مصطفےٰ کمال اگر اتحادیوں کے قبضہ میں نہ آتا؟"

منکوس :- "موت کا فتویٰ رکھے کا رکھا رہ جاتا"

بابولاس :- "اتحادی یونان کا ہمیشہ احسان مانیں گے"

منکوس :- "ان کو ماننا چاہئے"

بابولاس :- "کمال کی حوالگی گویا ٹرکش گورنمنٹ کی حوالگی ہے"

منکوس :- "اتحادی اگر غور کریں تو یہ سب کچھ ان کو ہم نے دیا"

بابولاس :- "فرانس اور برطانیہ کو اس کا اقرار ہے"

منکوس :- "ہم ان کے بدلے لڑ رہے ہیں"

بابولاس :- "جس قدر فوج ہمارے کام آئی یہ صرف ان ہی کے واسطے"

باتیں ہو رہی تھیں اور دس بج چکے تھے کہ بابولاس نے کہا ہم اب کھڑے ہوں۔ انگورہ میں داخل ہونا چاہئے۔ فوج پہنچتا ہی پہنچتی سے منتظر ہے

اور وہ مستحق ہے۔ کہ اس کو قتل عام کا حکم دیدیا جائے۔"

منکوس: "کچھ مضائقہ نہیں وہ جو چاہیں کریں۔ ان کو تین روز جشن منانا چاہئے"

پاپولاس: "ان فقیروں کے پاس روپیہ پیسہ تو ہے نہیں"

منکوس: "فوج کو تو کچھ نہ کچھ مل ہی جائے گا"

منکوس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ توپوں کی آواز نے میدان سر پر اٹھا لیا۔ اور پاپولاس نے گھبرا کر کہا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

منکوس: "یہ تو ترکوں کا حملہ ہے!!"

پاپولاس: "بیوقوف۔ دیوانے۔ پاگل"

ایک کرنل گھبرایا ہوا اندر داخل ہوا۔ اور کہا:۔

"ترکوں نے نہایت زبردست حملہ کیا گو ہم نے مدافعانہ کوششوں میں کمی نہیں کی مگر ہم ہر چہار طرف سے گھر گئے ترکی فوج کی کمان خود مصطفےٰ کمال کے ہاتھ میں ہے"

پاپولاس: "ہم گھر گئے!"

کرنل: "دایاں بازو بالکل ٹوٹ گیا"

پاپولاس: "منکوس! یہ کیا ہو رہا ہے؟"

منکوس: "اُف! غضب ہو گیا۔ لڑائی دست بدست شروع ہو گئی"

پاپولاس: "اوہ اوہ فوج پیچھے ہٹ رہی ہے"

منکوس: "ستم ستم ستم"

پاپولاس: "جاؤ۔ جاؤ۔ فوراً موقعہ پر پہنچو"

منکوس: "ہمیں ہٹنا چاہئے"

بابولاس: "اور ابھی کیا کہہ رہے تھے کہ انگورہ میں داخلہ ہو!"
منکوس: "ترکوں نے کوئی چال کی"
بابولاس: "باتوں کا وقت نہیں۔ دیکھو گیبونس کیسی غلطی کر رہا ہے۔ محاذ چھوڑ رہا ہے"
منکوس: "اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے"
بابولاس: "ترک بڑھ گئے"
منکوس: "ہم کو بھاگنا چاہیے"
بابولاس: "اوہ اوہ قتل عام ہو رہا ہے۔ فوج کا بڑا حصہ کٹ رہا ہے"
منکوس: "یہ دیکھو تمام سامان حرب ترکوں کے قبضہ میں گیا"
بابولاس: "اس وقت جان کے لالے ہیں۔ سامان حرب کیسا"
منکوس: "اوہ اوہ اور غضب گیبونس پھنس گیا"
بابولاس: "کیسے بزدل لوگ ہیں اس کو تنہا چھوڑ دیا"
منکوس: "بزدل نہیں مجبور ہیں"
بابولاس: "کیسی لغو باتیں کر رہے ہو"
منکوس: "اس کے سوا کوئی علاج نہیں ہے"
بابولاس: "آہ! آہ!!"
منکوس: "گرفتاری! گرفتاری!!"
بابولاس: "ترکوں نے غضب ڈھا دیا۔ محاذ ٹوٹ گیا"
منکوس: "بھاگو۔ فوراً بھاگو"

(۱۲)

پہاڑی کی دن کی شکست! قاصد بے کار رہا۔ خط بے سود نکلے انجانیر رضنیل اور خوشامدیں لغو ثابت ہوئیں۔ آخر اس نخوت اور غفلت کا انجام کیا ہوگا

یہ ہی ناکہ ایک انسان جوان انسان جس کا دل ارمانوں اور خواہشوں سے لبریز ہے۔ دُنیا کو خیرباد کہہ کر اپنی عمر تم پر قربان کرے۔ اس کے واسطے میں اب بھی بسرو چشم حاضر ہوں۔ مجھے اقرار ہے کہ آج پیاری کون کو نسٹ کی بمثل صورت یورپ کیا تمام روئے زمین پر اپنا جواب نہیں رکھتی۔ لیکن کیا یہ ضروری نہیں۔ کہ قدرت کی اس نعمت اور حسن کی اس دیوی کا کوئی پرستار بھی ہو۔ میں اس سے پہلے بھی اور اب بھی یقین دلا چکا ہوں اور دلاتا ہوں کہ اس درخواست کے یہ معنی نہیں ہو سکتے۔ نہ کبھی ہونگے۔ کہ میری خواہش کی تکمیل مجھ بدنصیب کو اس چاند سے چہرے کا مالک بنا دے۔ میں اس تکمیل میں اپنی غلامی کا وعدہ کرتا ہوں۔ ہمیشہ ہوں اور سدا رہوں گا۔ پیاری کون کونسٹ میں آج سے پانچ سال پہلے کی وہ شام یاد دلاتا ہوں جب میں بحرِ اسود میں اس وقت تمہارے ساتھ تھا جب تمہارا جہاز لا انتہا پانی میں اٹھکیلیاں کرتا چلا جاتا تھا۔ اور گستاخ ہوا تمہارے چہرے کو سیاہ بالوں سے پریشان کر رہی تھی۔ تم نے جس رحم و کرم کا میرے ساتھ سلوک کیا آہ کون کونسٹ وہ سماں، کیا کوئی وقت ایسا نہیں گذرتا کہ فراموش ہو۔ وہ کیسی مبارک ساعت تھی جب میرے یہ ہی ہاتھ جو اُس وقت کو یاد کرکے تڑپ رہے ہیں۔ تمہارے بالوں کو درست کر رہے تھے۔ اور تم مجھ کو اس کی بخوشی اجازت دے رہی تھیں۔ آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ اور گو پانی کی روانی شور مچا رہی تھی۔ مگر کانوں کے علاوہ آنکھ کچھ دیکھ رہی تھی۔ اور وہ فضائے آسمانی کا سناٹا تھا جہاں کا ہر ذرہ نغمہ طیور سے محروم تھا۔ آسمان ہمارے سامنے تھا اور اُس کا غریب مہمان آفتاب دم توڑ توڑ کر رخصت ہو رہا تھا کہ ہمارے جہاز میں روشنی دکھائی دی۔ ٹھیک اسی وقت جب ہم باہر کے تختہ پر آئے تم نے دیکھا کہ

چودھویں رات کا چاند آہستہ آہستہ سطح آسمان پر نمودار ہو رہا ہے۔ کیا وہ منظر میں بھول سکتا ہوں۔ جب چاند اپنے پورے حسن سے پانی پر چمکا اور میں نے کہا کہ ایک یہ نہیں ایسے ایسے ہزار چاند پیاری کون کو نسٹ کے چہرے پر قربان! میرے اس دعوے پر وہ نازک ہونٹ جن پر مسکراہٹ کھلی ہمیشہ میری آنکھ کے سامنے ہیں۔

آہ پیاری کون کونسٹ اب وہ وقت آیا ہے کہ میں اس دنیا سے رخصت ہوتا ہوں لیکن یہ آخری التجا اور کرتا ہوں رحم شہنشاہ دی رحم۔

ایس ڈی ہوسٹو (فرانس)

(۱۳)

موسیو برانڈ: "یہ ایسا واقعہ ہے۔ کہ آج کے خفیہ اجلاس میں اگر ہم تینوں ڈاڑھیں مار کر روئیں تو تعجب نہیں تمام خوشی رنج سے بدل گئی۔ ہم سمجھ رہے تھے کہ ترکوں کا خاتمہ ہو گیا اور وہ یورپ کیا ایشیا میں بھی برائے نام زندہ رہیں گے۔ لیکن نہ معلوم کیا غضب ہوا کہ ایکا ایکی کچھ کا کچھ ہو گیا۔"

کرزن: "نقشہ جنگ کو اس نتیجہ سے کوئی واسطہ نہیں۔ یونانیوں کا فرار شکست نہیں ہے۔"

لارڈ جارج: "پھر کیا ہے؟"

کرزن: "انھوں نے جو کچھ کیا وہ انتہائی شجاعت تھی۔ کوئی مبصر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس فتح کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ بروصہ اور سمرنا نہیں انگورہ کی حدود تک کوئی ترک اس قابل نہیں نظر آیا۔ جس کے ہاتھ میں تلوار ہوتی سب گردنیں خم کئے تقدیر کو رو رہے تھے۔ ایک رات میں آخر کونسی ایسی طاقت تھی جس نے ترکوں کو اس قابل بنا دیا؟"

لائڈ جارج:۔ "تو کیا تمھارا مطلب یہ ہے کہ آسمان سے کوئی فوج اُتر آئی تھی؟"

کرزن:۔ "نہیں یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ لیکن میری عقل حیران ہے۔ کہ آخر یہ انقلاب ہوا کیوں؟"

لائڈ جارج:۔ "ترک ہمیشہ یہ ہی کیا کرتے ہیں۔ وہ پیچھے ہٹتے ہیں کہ دشمن اچھی طرح آگے بڑھ جائے۔ اور جہاں دشمن اُن کے قبضہ میں پہنچا اور انھوں نے صفایا کیا۔"

کرزن:۔ "مگر اتنا پیچھے ہٹنا سمجھ میں نہیں آیا۔"

لائڈ جارج:۔ "اس لئے نہیں آتا کہ انتہائی مکار اور فریبی ہیں"

کرزن:۔ "ایک ڈویژن یونانیوں کا صاف کر دیا۔ اب اُن کے پاس کیا ہوگا اور آخر ترک تعداد میں ہونگے کتنے؟"

لائڈ جارج:۔ "ایک ڈویژن پورا؟"

کرزن:۔ "ہاں اور سامانِ حرب تمام"

لائڈ جارج:۔ "غضب ہوگیا۔"

کرزن:۔ "اور کمانڈر انچیف بھی۔"

لائڈ جارج:۔ "ہائیں۔"

موسیو براند:۔ "افسوس۔"

کرزن:۔ "یہ بدمعاش قوم تو غضب کی فریبی نکلی۔"

لائڈ جارج:۔ "ہماری پوری مدد وہاں موجود ہے۔"

کرزن:۔ "پھر بھی کچھ نہ ہو سکا۔ قسطنطنیہ میں خبر پہنچ گئی۔"

لائڈ جارج:۔ "چھپ سکتی ہی نہ تھی۔"

کرزن:۔ "وہاں کیا اثر ہوا؟"

لائڈ جارج :- "ابتری شروع ہو گئی۔"

کرزن :- "ہم کو پوری طاقت سے دبانا چاہیئے"

لائڈ جارج :- "کوشش تو یہی ہے۔ ہیرنگٹن کو تاکید بھی کر دی ہے مگر یہ آثار اچھے نہیں"

کرزن :- "آیا ہوا شکار ہاتھ سے نکل گیا۔"

(۱۴)

"میں نے آپ کو اس وقت صرف مشورہ کے واسطے بلایا ہے۔ میں حیران ہوں کہ اگر سختی سے کام لیتا ہوں تو آپ لوگ سمجھیں گے کہ ہم زیادتی کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہم بہت تحمل سے کام لے رہے ہیں۔ میں متعجب ہوں کہ مصطفےٰ کمال کی فتح میں ایسا کیا جادو بھرا ہوا تھا کہ جس وقت سے یہ خبر مشہور ہوئی ہے۔ ترک جامہ سے باہر ہو گئے اور ہر جگہ زیادتی کر رہے ہیں۔ مجھے شام کو اطلاع ملی کہ انھوں نے ۲۶ رسالہ کے تین جوانوں کو قتل کر دیا اور تمام بازاروں میں اودھم مچا رکھا ہے۔"

داماد فرید :- "جو کچھ کر رہے ہیں اس کا روکنا محال ہے۔ وہ آج جامع مسجد میں جلسہ عام کر رہے ہیں۔ ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں۔ اس وقت ان سے بات کرنا خواہ مخواہ بھڑوں کے چھتے کو چھیڑنا ہے۔"

ہیرنگٹن :- "کیا وجہ ہے کہ ہم مارشل لاء جاری کر دیں۔ دو روز میں سب ٹھیک ہو جائیں گے؟"

داماد فرید:۔ "مگر ایک خبر یہ بھی مشہور ہو رہی ہے۔ کہ مصطفےٰ عنقریب قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والا ہے۔ اگر یہ صحیح ہوا تو اندرونی بغاوت کمال کو بہت زیادہ مدد دے گی۔"

ہیرنگٹن:۔ "یہ ہی میں بھی سوچ رہا ہوں۔ لیکن آپ ان لوگوں کو سمجھائیے اور اگر سیدھی طرح نہ مانیں تو اُن کو طاقت سے دبائیے۔"

داماد فرید:۔ "طاقت اس وقت کام نہیں کر سکتی۔ یہ لوگ آپے سے باہر ہیں۔ اس وقت اگر کچھ کام نکل سکتا ہے تو نرمی سے۔"

ہیرنگٹن:۔ "نرمی یا سختی کسی سے کام لیجئے۔ مگر اس شورش کو کس طرح دبایئے۔ اُنھوں نے آج کے جلسہ کی کوئی اجازت طلب کی؟"

داماد فرید:۔ "مطلق نہیں۔ میں نے معلوم کرنا چاہا اور آخر معلوم ہو ہی گیا کہ وہ "اتحادیوں" کی فوج سے مقابلہ کے لئے ہر طرح تیار ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم سے ہتھیار لے لئے گئے۔ مگر قسطنطنیہ میں جو ہمارا گھر ہے۔ بغیر ہتھیاروں کے ان سے لڑنے کے واسطے تیار ہیں۔"

ہیرنگٹن:۔ "پھر اس وقت کیا کرنا چاہئے؟"

داماد فرید پاشا:۔ "ترک ایسی قوم نہیں کہ اب کسی دھوکہ میں آجائے وہ کسی طرح قبضہ میں آتے نہیں دکھائی دیتے۔"

ہیرنگٹن:۔ "آج کے جلسہ میں کیا ہوگا؟"

داماد فرید:۔ "اظہارِ مسرت۔ مصطفےٰ کمال کو مبارکباد۔ قسطنطنیہ کی آزادی کا"

ہیرنگٹن:۔ "یہ تو نہایت خطرناک ہے!"

داماد فرید:۔ "بیشک"

ہیرنگٹن:۔ "آپ اس وقت "اتحادیوں" کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟"

داماد:۔ "میرے امکان میں جو کچھ تھا وہ آپ نے دیکھ لیا۔ اور جو فرمایئے۔ تعمیل کے واسطے تیار ہوں۔"

ہیرنگٹن:۔ "آپ خود ہی کوئی تجویز کیجئے۔ اور ان کو یقین دلایئے کہ قسطنطنیہ جلد خالی ہو جائے گا بشرطیکہ شورش نہ ہو۔"

داماد:۔ "وہ اس کا یقین نہ کریں گے اور میری بات ہرگز نہ مانیں گے۔"

ہیرنگٹن:۔ "مصطفےٰ کمال کا یہاں سے نکل جانا بڑی سخت غلطی تھی۔"

داماد:۔ "اب تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔"

ہیرنگٹن:۔ "اندیشہ ہے کہ یونان اور ٹرکی کی جنگ بڑے پیمانہ پر ہو۔"

داماد:۔ "مگر کمال کے پاس سامانِ حرب کہاں سے آیا۔"

ہیرنگٹن:۔ "اوہ آپ کو نہیں معلوم۔"

داماد:۔ "نہیں۔"

ہیرنگٹن:۔ "اس کے ساتھ بالشویک مدد ہے۔"

داماد:۔ "بیشک بیشک"

ہیرنگٹن:۔ "اسی لئے مجھے خوف ہے کہ لڑائی اور ہو گی۔"

داماد:۔ "اگر کمال نے فتح اب حاصل کی تو قسطنطنیہ کی حالت اس سے زیادہ ردی ہو گی۔"

ہیرنگٹن:۔ "یہ ٹھیک ہے۔ خیر میں اس کا انتظام کرتا ہوں۔"

جنرل پولی منکوس سپہ سالار یونان دانت چباتا ہوا ایک درخت کے نیچے اِدھر سے اُدھر ٹہل رہا تھا۔ کہ متکلوس اس کے پاس پہنچا اور کہا:۔

"تم سے زیادہ کمزور انسان دنیا میں نہیں دیکھا۔ تم نے فتح کو شکست سے بدلا اور اب تک زندہ ہو۔"

منگوس "کیا آپ نے سمجھ لیا تھا کہ ترک منہ کا نوالہ ہیں۔ یہ وہ جری قوم ہے جس نے تن تنہا تمام یورپ کو انگلی پر نچا دیا۔ جو لوگ یورپ کے قبضہ میں نہ آسکے اُن پر میں کس طرح قابو پاسکتا ہوں۔ اگر لڑائی کی تدابیر میں کوئی کسر رہ گئی تو بیشک میں ذمہ وار ہوں۔ یہ شبہ ہی نہ تھا کہ ترک حملہ کریں گے۔ ہم انگورہ کے داخلہ کے واسطے تیار تھے۔ اور کوشش یہ کررہے تھے کہ کسی طرح کمال فرار نہ ہوجائے۔ اپنی طرف سے اُن کو پوری طرح گھیر لیا تھا۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ انجام یہ ہوگا۔"

منگوس "کیسی گفتگو کرتے ہو جب تم نے اُن کو پوری طرح سے گھیر لیا تھا تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ تمہارے اوپر حملہ کرسکیں۔ میں ایسی لغو باتوں کو سننا بھی نہیں چاہتا۔"

منگوس "وہ تو ایک جادو تھا۔ جس کے اوپر جتنا غور کرو اتنی ہی عقل حیران ہوتی ہے۔ انھوں نے غضب ڈھا دیا کہ زمین سے نکل پڑے۔ اور اس بے جگری سے حملہ کر دیا کہ ہم کو پیچھے ہٹنے کے سوا کوئی صورت نہ رہی۔ انھوں نے لڑائی تلوار کی شروع کر دی اور کوئی دس منٹ میں سر پر آپڑے۔"

منگوس "تمہارے پاس تلواریں نہ تھیں؟"

منگوس "بیشک تھیں۔ مگر دل نہ تھے۔ اور اگر ٹھیرتے تو جو بچے ہیں وہ بھی نہ بچتے۔"

منگوس "اب دوبارہ انگورہ پر حملہ کرو۔"

منگوس "اب تو وہ حملہ کر رہے ہیں۔"

منگوس "ترک؟"

منگوس "جی ہاں ترک!"

(۱۵)

انگورہ کی ملت عالیہ کے اُس اجلاس میں جو جولائی ۱۹۲۱ء میں منعقد ہوا۔ جب مسلمانوں کی تمام جماعت اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔ تو صدر "جمعیت اسلامیہ" مصطفےٰ کمال نے کھڑے ہو کر کہا:-

برادرانِ ملت! یہ جو کچھ بھی ہوا حاشا و کلا ہماری طاقت یا ہمت کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ جو کچھ ہے صرف خدائے برتر کی عنایت اور کرم ہے۔ ہم مٹھی بھر مسلمان "اتحادیوں" کی زبردست طاقت پر فتح پانے کے ہرگز قابل نہیں ہو سکتے معبود حقیقی نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا دیا۔ اور دُنیا کو بتا دیا کہ اس کا وعدہ سچا ہے اور وہ اس طرح قلت کو کثرت پر فتح دیتا ہے۔ لیکن یہ کچھ ہوا ابھی کچھ نہیں ہوا جس ہمت اور جرأت سے تم نے دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کیا اور اپنے وطن کو اُن کے خطرناک پنجہ سے بچایا۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ تم نے اسلام کی شرم رکھ لی۔ اور روئے زمین کے مسلمانوں کی جن کے دل تمھارے ساتھ ہیں۔ اور جن کے کان تمھاری آواز پر لگے ہوئے ہیں۔ عزت بچائی۔ مگر ابھی تم کو اپنے وطن کو دشمن کے ناپاک قدم سے پاک کرنا ہے اور اُن کو دکھانا ہے کہ مسلمان اس گئی گذری حالت میں بھی اخوۃ کی دولت سے مالا مال ہیں۔

برادرانِ ملت! دشمن نے بروصہ پر اپنے پاؤں جما لیے ہیں۔ اور ابھی جو کچھ تم نے انگورہ میں کیا اس سے زیادہ بروصہ میں کرنا ہے وہاں دشمن کی پوری تعداد موجود ہے۔ اور سامانِ حرب کا کافی انتظام ہے مگر یاد رکھو تمہارے سامنے صرف فتح ہی نہیں شہادت بھی ہے۔ ایسی زندگی سے جس میں دشمن کے غلام ہو کر رہو۔ وہ شہادت جس میں ابدی عزت میسر ہو بدرجہا بہتر ہے۔ تمہارا کام ہے کہ تم اسلام پر اپنے وطن پر۔ اپنی خودداری پر قربان ہو۔ یہ تم کو یقین

دلاتا ہوں کہ اگر خلوص تم سے جدا نہ ہوا، اگر نفسانیت تمہارے پاس آکر نہ پھٹکی تو خدا کا وعدہ پورا ہوگا۔ اور تم اسی قلت سے، جس کا تم کو تجربہ ہو چکا، کثرت پر فتح پاؤ گے۔ ہاں برادرانِ ملت! اب خاموشی کا وقت نہیں فتح و نصرت تمہارے قدم چوم رہی ہے بسم اللہ کرو۔ بڑھو اور چلو اور اس وقت تک دم نہ لو جب تک تمہارے قدم بروصہ میں نہ پہنچ جائیں۔ اُس وقت تک نہ ٹھیرو نہ رُکو اور پلٹ کر نہ دیکھو۔ جب تک تمہارے ظفر مند ہاتھ بروصہ میں اسلام کا جھنڈا نہ گاڑ دیں۔ کچھ شک نہیں یونان کے ساتھ اس وقت بہت لوگ ہیں۔ مگر تمہارے ساتھ کیا ہے۔ تم کو معلوم ہے۔ تمہارے ساتھ وہی ہے۔ جس کی خبر کلام الٰہی نے ان الفاظ میں دی ہے "اِنَّ اللّٰہَ مَعَنا" تمہارے ساتھ خدا ہے اور جب تک خدا پر بھروسہ ہے۔ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ یہ خوف و ہراس کا وقت نہیں ہے۔ ہمت و جرأت کا وقت ہے۔ تم کو معلوم ہے تم کون ہو۔ تم اُن فرزندانِ اسلام کی زندہ یادگار ہو جنھوں نے کفر و ضلالت کو چشم زدن میں غارت کر دیا۔ تم اُن مسلمانوں کے نام لیوا ہو جنھوں نے اپنی جانیں کلمۂ توحید پر قربان کر دیں۔ آج قسطنطنیہ میں تم کو اُن مبارک ہستیوں کے سینکڑوں مزار نظر آئیں گے۔ جو خدمت رسول پر قربان ہوئے۔ اور صرف اس لیے کہ اسلام کا بول بالا ہو۔ وہ خدا اور اُس کے رسول پر نثار ہو گئے ہیں جانتا ہوں تم کو اپنی زندگیاں اپنے وطن اور اپنے مذہب سے زیادہ عزیز نہیں لیکن میں تم کو بتا رہا ہوں کہ تاریخ تمہارے کارناموں پر فخر کر رہی ہے۔ تم تاریخ میں اُس جگہ پہ ممتاز ہو جہاں کوئی دوسری قوم نہیں پہنچ سکی۔ قادسیہ کے خونریز معرکے "صلیبی جنگیں" اپنے سامنے رکھو اور یقین کر لو کہ آج تم کو وہ تماشے دُنیا کو دوبارہ دکھانے ہیں۔ جن کی نظیر تاریخ میں نہیں ہے۔ مسلمانوں کے وہ کارنامے جن کا

دیکھنے والا آفتاب تمہارے سروں پر چمک رہا ہے پردۂ دُنیا سے فراموش ہو گئے اور دُنیا بھول چکی کہ مُسلمانوں نے اپنی ہمت سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے۔

آج وقت ہے کہ تم اس دنیا کو پھر دکھا دو کہ مسلمان نے کیا کیا اور کیونکر کیا۔ میں تم کو اس وقت صرف مسلمانوں کے مشہور کمانڈر خالد بن ولید کے وہ الفاظ یاد دلاتا ہوں جو اس مقدس انسان کی زبان سے میدانِ جنگ میں نکلے۔ اور جو یہ تھے۔ کہ

"گو تمھاری فوج دشمن سے کم ہے۔ مگر ہمارا مقصود فتح میں شہادت بھی ہے۔ اور اس وقت تک میدان سے واپس نہ ہونگے جب تک فتح یا شہادت دونو چیزوں میں سے ایک حاصل نہ ہو جائے"

برادرانِ ملت! آج بھی وہی وقت ہے۔ دشمن کی پوری جماعت ہر حصہ میں موجود ہے۔ اس کے حمایتی ہم سے بہت زبردست ہیں۔ لیکن ہمارے ساتھ بھی ایک حمایتی ہے۔ اس پر بھروسہ کرو اور آج وہ کرو جو تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے۔

تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ آج تمام دُنیا کے مُسلمانوں کی جانیں تمھارے ساتھ لڑی ہوئی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیندیں اُڑ چکی ہیں۔ جن کی بھوکیں ختم ہو گئی ہیں۔ اور وہ صرف تمھاری فتح کے انتظار میں دُنیا کے ہر عیش کو بھول چکے ہیں یہ معمولی ساعت نہیں ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ تم کو اسلام کی لاج رکھنی ہے۔ اور دُنیا کو اپنے مذہب مقدس کی وہ شان دکھانی چاہئے۔ جو اس کو دنگ کر دے میرا منہ نہیں کہ میں تمھاری شجاعت کی تعریف کروں۔ تم نے انگورہ کی مدافعت میں دادِ مردانگی دی اور جو قربانیاں کی ہیں اس کا پورا معاوضہ تو خدا کے ہاں ہے۔ لیکن تم نے وہ کیا جو کسی سے نہ ہو سکا۔ تم نے یونان کے نہیں "اتحادیوں" کے دانت کھٹے کئے اور گو تباہی و بربادی تمھارے سروں پر چھا چکی تھی۔ دشمن

تم کو چاروں طرف سے گھیر چکا تھا مگر تم نے خدا پر بھروسہ کیا اور دشمن کو اس طرح بھگا دیا کہ وہ مدت العمر یاد رکھے گا۔ میرا فرض ہے کہ میں تم کو امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد کا وہ واقعہ یاد دلا دوں جب مسلمانوں نے دریا کی روانی کو پانی سمجھا اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے! ور ایران کو دکھا دیا کہ مسلمان دنیا کی کسی چیز سے ڈرنے والے نہیں۔ یہ اس سے زیادہ نازک وقت ہے۔ تم یقین کرو کہ زمین پر بسنے والے انسان ہی نہیں عالم بالا کی مقدس روحیں تمہارے کارناموں کو دیکھ رہی ہیں۔ اور جس وقت تم فاتحانہ حیثیت سے بروصہ میں داخل ہوگے تو تمہاری کامیابی پر جہاں اس دنیا کی مبارکباد ہوگی وہاں اس دنیا کی مبارکباد بھی ہوگی، ہوگی اور ضرور ہوگی جس کے بسنے والے تمہاری شجاعت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور تمہاری کامیابی کے منتظر ہیں۔ —

میں جہاں تمام مسلمانوں کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں وہاں عصمت پاشا کاظم پاشا، فتحی بے، رؤف بے، اور ان تمام اراکین مجلس عالیہ کا شکرگزار ہوں جنھوں نے اپنی جانیں لڑا کر اسلام کو کامیاب کیا اور دشمن کو ایسا زیر کیا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھے گا۔ بروصہ تمہاری پیشوائی کو تیار، در و دیوار تمہارے قدموں کو سر آنکھوں پر رکھنے کے منتظر ہیں۔ اور صرف تمہارے داخلہ کی دیر ہے۔

میں آخر میں تم سے ایک بات کہوں گا۔ اور وہ یہ کہ قرن اولیٰ کے مسلمان جو کچھ کر گئے وہ سامنے رکھو۔ اور جس وقت آگے بڑھ گئے پھر پیچھے ہٹنے کا نہ لینا۔ سنا برادران ملت! بسم اللہ! بسم اللہ!

مصطفےٰ کمال کی تقریر ختم ہوتے ہی حاضرین جلسہ نے با آواز بلند کلمۂ توحید پڑھا۔ اور اس زور سے کہ اس غلغلہ نے زمین و آسمان سر پر اٹھا

ہر طرف سے زندہ باش مصطفےٰ کمال کے نعرے بلند ہوئے اور افواج
جاں نثار نے عہد کیا کہ " انشاء اللہ یہ قدم پیچھے نہ ہٹیں گے۔ اور یہ تلواریں
اس وقت تک میان میں نہ آئیں گی جب تک دشمنوں کے قدم سے ہر حصہ
کا سرزمین پاک نہ ہو جائے "

(۱۶)

شہزادی کون کو لسٹ کے حضور میں جب اٹلی کے شہزادہ کا قاصد
باریاب ہوا تو شہزادی اس کی صورت دیکھتے ہی مسکرائی اور کہا فرمایئے "؟
قاصد " آپ کو خود معلوم ہے جس غرض سے حاضر ہوا ہوں "
شہزادی " ہاں مگر آپ بھی تو فرمایئے "
قاصد " کیا میری ہی زبان سے کہنا زیادہ مفید ہو گا "
شہزادی " آپ اس قدر دور سے آئے ہیں۔ کہئے جو کہنا ہے "؟
قاصد " میں صرف شہزادہ والا تبار کی حالت بیان کرنے آیا ہوں "
شہزادی " ہاں! کیا کیفیت ہے "؟
قاصد " مرض الموت "
شہزادی " افسوس "
قاصد " علاج کیجئے "
شہزادی " کیا روم میں طبیب نہیں ہیں "؟
قاصد " زندگی طبیبوں کے اختیار میں نہیں ہے "
شہزادی " پھر کس کے اختیار میں ہے "؟
قاصد " آپ کے ہاتھ میں "
شہزادی " کیونکر "؟

قاصد:" درخواست منظور فرمایئے۔"
شہزادی:" خوب۔ کئی درخواستیں ہیں"
قاصد:" اٹلی کا حق فایق ہے۔"
شہزادی:" کیوں ؟"
قاصد:" اس لئے کہ ہمارے شہزادہ کی حالت ردی ہے۔"
شہزادی:" سب کی حالت یہ ہی ہے۔"
قاصد:" یہ بھی مجھے معلوم ہے۔"
شہزادی:" پھر اٹلی کیوں فایق ہو؟"
قاصد:" اس لیئے کہ وہ سب سے زیادہ پرستش کرے گا۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ جو قدر شہزادی کی اٹلی میں ہوگی دوسری جگہ نہ ہوگی۔"
شہزادی:" اس یقین کا ثبوت۔"
قاصد:" اٹلی کا وعدہ۔"
شہزادی:" اگر اس سے زیادہ وعدے دوسروں کے ہوں ؟"
قاصد:" اس لئے کہ اٹلی کی حالت ردی ہے۔"
شہزادی:" اگر دوسروں کی حالت بھی ایسی ہی ہو؟"
قاصد:" اس لئے کہ اٹلی کی زندگی کا انحصار اس پر ہے۔"
شہزادی:" اگر دوسروں کی بھی کیفیت یہ ہی ہو ؟
قاصد:...... ....

(۱۷)

جس وقت یونانی فوج جمع ہوگئی ہوتو بروصہ میں جنرل منگلوس نے ایک دربار عام کیا اور کہا:۔

"اے بدنصیب قوم تم پر جو قیامت ٹوٹی اس کا صدمہ کسی حالت میں ہمارے دل سے دُور نہیں ہو سکتا میں یہ نہیں کہتا کہ ترکوں نے کوئی بہادری دکھائی وہ مکار قوم ہے۔ اس کے پاس سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہیں۔ وہ تمھاری شجاعت اور ہمت کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور نہ تم اُن کی مکاری کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ انگورہ میں ان کی فتح کی وجہ صرف اُن کی مکاری ہوئی اور تمھاری سادہ لوحی۔ تم نشۂ فتح میں مست ہو گئے۔ اور یہ نہ سمجھے کہ یہ گیونس کی جان رکھنے والی قوم ہے۔ جو سسک سسک کر دنیا کی تاریخ میں زندہ ہوئی آج تک جس قدر معرکے خلاف ہوئے کسی میں انھوں نے بہادری نہ دکھائی۔ اگر کبھی کامیاب ہوئے بھی تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ صرف اپنی مکاری سے تم نے جس ہمت و استقلال سے اس وقت تک فتوحات حاصل کیں۔ انھوں نے تمھارا نام روشن کر دیا ایک عیسائی دنیا تم کو شاید معلوم نہیں تمھاری شجاعت کی پرستش کر رہی تھی۔ اس عزت کو جو خدا کے ہاں سے تم کو عطا ہوئی بلند کرو۔ اور یہ غضب نہ کرو جو تم نے انگورہ میں کیا۔ تم کو معلوم ہے عیسائی دنیا تم پر لعنت برسا رہی ہے۔ تم نے عیسائیوں کی فتوحات کا خاتمہ کر دیا۔ تم نے فقط یونان کی نہیں "اتحادیوں" کی ناک کاٹ دی۔ تمھارے پاس سامان حرب اتنا موجود تھا کہ ترک سو سال تک بھی اتنا فراہم نہیں کر سکتے۔ میرے دوست تم کو اتحادیوں کو منہ دکھانا ہے۔ بتاؤ کیا منہ دکھاؤ گے۔ تمھارا انگورہ سے فرار ہونا دنیا میں مشہور ہو رہا ہے۔ فرانس تمھارا مضحکہ اڑا رہا ہے برطانیہ تمھارے نام پر نفرت کا اظہار کر رہا ہے۔ اور اٹلی نے تو تم کو بزدلوں میں درج کر دیا۔ کیا تم اس الزام کو جو تمھاری پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ اس طرح قایم رکھو گے اور دور نہ کرو گے۔

ترک شیر نہ تھے کہ تم کو کھا جاتے اُن کا حملہ گیدڑ بھبکی تھی۔ اُن کے پاس سامانِ حرب تم سے زیادہ نہ تھا۔ اُن کی فوج تم سے بڑی نہ تھی۔ اُنھوں نے تم کو اپنی طاقت سے نہیں دبایا۔ صرف اپنے رعب سے۔ افسوس تمھاری بزدلی اور کم ہمتی پر۔ تم کو علم نہ ہو مگر مجھے معلوم ہے کہ اتحادی انگشت بدنداں ہیں کہ ترک جیسی ڈرپوک اور بزدل قوم تم پر کامیاب ہو جائے۔ اگر تمھارے پاؤں انگورہ سے نہ ڈگمگاتے اگر تم راہِ فرار اختیار نہ کرتے تو ترک ایک دم کا بھی مقابلہ نہ کر سکتے۔ اُن کے پاس رکھا ہی کیا خاک تھا۔ وہ تو سمجھ چکے تھے کہ مرنا ہے۔ اُنھوں نے دم توڑا یعنی تم پر حملہ کیا اور تم بزدل اُن کے داؤں میں آگئے۔

تم کو خبر ہے آج ایتھنز میں کیا ہو رہا ہے۔ خاک اُڑ رہی ہے۔ لوگ رو رہے ہیں۔ اور شہر بے چراغ ہے۔ تم نے میدانِ جنگ سے بھاگ کر ایسا غضب کیا ہے۔ کہ دنیا کو منہ دکھانے کی جگہ ہمارے واسطے نہیں اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ انگورہ میں جو عزت کھو چکے ہو بروصہ میں اس کو قایم کرو اور اتحادیوں سے وہ بھروسہ حاصل کرو جو آج تمھارے پاس نہیں ہے ان ظالموں مکاروں جفاکاروں کا اصلی وطن ان کا دارالخلافہ اُن کا پایۂ تخت شہر جس پر اتحادی قبضہ کر چکے تھے۔ جس میں یونان کا حصہ یقینی تھا! اس فتح کی خبر سے دوبارا روشن ہو گیا۔ جہاں اندھیرا گھپ تھا۔ وہاں روشنی ہی روشنی دکھائی دے رہی ہے۔

تم نے اتحادیوں کو مصیبت میں ڈال دیا اُن کے انتظام درہم برہم ہو گئے اُن کی توقعات کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اُن کی امیدوں کو تم نے اور صرف تم نے خاک میں ملا دیا۔ اگر حمیت قومی باقی ہے۔ اگر انسانیت تم سے ختم نہیں ہوئی

تو اب بھی کچھ نہیں گیا۔ بروصہ میں دشمن کو اس طرح تہ تیغ کرو کہ ایک متنفس زندہ نہ رہے۔ اور ترک اگر کچھ باقی رہیں تو رو دے زمین پر انکی قسمت فقیروں سے زیادہ نہ ہو۔ تم کو خوب معلوم ہے کہ یہی وہ قوم ہے۔ جو ہمیشہ تثلیث کی دشمن رہی جس نے ہمیشہ ہم کو تباہ و برباد کرنا چاہا۔ کیا تم جائز سمجھتے ہو کہ تم تمہاری عزیز تمہاری آبادی۔ تمہارے مرد۔ تمہاری عورتیں۔ تمہارے بچے۔ ان روسیاہ مکاروں کی حکومت میں زندگی بسر کریں۔ اگر تمہاری قسمت میں فتح نہیں ہے۔ اور تم کو دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر زندہ رہنا ہے۔ تو ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔ گو مجھے امید نہیں کہ ترک اب اتنی ہمت کریں کہ وہ ہم سے مقابلہ پر آمادہ ہوں لیکن اُن کے سر پر موت چونکہ سوار ہے تعجب نہیں کہ انگورہ پر جو اُن کو فتح ہوئی اس کے نشہ میں بیہوش ہو کر وہ پھر بروصہ کا رُخ کریں۔ یہ میں خوب جانتا ہوں کہ اُن کی موت اُن کو بروصہ میں لائے گی۔ اور تم اگر یونانی خون تمہاری رگوں میں موجود ہے۔ تو مصطفےٰ کمال کے خون سے بروصہ کی زمین کو رنگو گے۔ اور اگر میرا خیال درست نکلا اور اُن کو اب مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔ تو تم انگورہ پر حملہ کرو۔ اور وہ کشت و خون اور قتل عام کرو کہ تمہارے ہوا خواہ مطمئن ہو جائیں اور اس شکست سے جو تکلیف اُن کو پہنچی ہے وہ رفع ہو جائے۔

ایک نہایت ضروری بات میں تم سے اور کہہ دیتا ہوں۔ تم میں سے بعض کا خیال ہے۔ کہ بالشویک اُن کو مدد دے رہے ہیں۔ اول تو خیال ہی غلط ہے وسائل آمد و رفت پر پوری نگرانی ہے۔ اور اگر ایسا ہے بھی تو کیا تم کو معلوم نہیں کہ اتحادیوں کی پوری کمک ہمارے ساتھ ہے۔ کمک کیسی اُن کی جانیں ہمارے ساتھ لڑی ہوئی ہیں۔ تم میدان جنگ میں تنہا نہیں ہو۔ تمہارے ساتھ روئے زمین کی عیسائی قومیں ہیں۔ اور یہ اسباب حرب ہی سے نہیں فوج سے

بھی تمھارے ساتھ ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم ان مکار اور ظالم ترکوں سے فرار
کرو اور ان کے مقابلے سے ہٹو کیا تم مصطفےٰ کمال سے ڈرتے ہو۔ تم کو شاید
معلوم نہیں کہ یہ چند لٹیرے ڈاکو ہیں۔ جو قسطنطنیہ پر ہمارا یعنی اتحادیوں کا
قبضہ ہوتے ہی رات کے وقت بھاگ کر انگورہ میں پناہ گزین ہوئے۔ اور
وہاں برائے نام اپنی سلطنت قایم کی۔ وہ کیا ان کی فوج کیا ان کی طاقت کیا۔
آٹھ دس ہزار سے زیادہ فوج اُن کے پاس نہ تھی۔ مگر اس کا رعب تھا جن میں
تم آ گئے۔ اور انگورہ کو ہاتھ سے نکال دیا۔ آج شام تک یا زیادہ سے زیادہ
کل شام تک تم اُن کی راہ دیکھو۔ اس وقت تک کی تحقیقات تو یہی ہے
کہ اُن کو آگے بڑھنے کی ہمت نہیں۔ اگر وہ آگے نہ بڑھیں تو میرے بہادرو
پرسوں تم انگورہ پر حملہ کرو۔ اور چند گھنٹوں میں میرے کان یہ سُن لیں کہ
لشکر یونان کا قبضہ نہ صرف بروصہ پر ہو گیا۔ بلکہ ترک دُنیا کے پردہ سے
نیست و نابود ہو گئے۔

بہادر یونانیوں تم کو اختیار ہے کہ جس وقت تک جی چاہے انگورہ میں
قتل عام کرو تم مختار ہو کہ تم کو اگر کسی جگہ بھی ترک عورت۔ بچہ یا مرد کی صورت
نظر آئے اس کو تہ تیغ کر دو۔ تم جس قدر چاہو ترک عورتوں کو اپنی لونڈیاں بنا سکتے
ہو یہ گویا تمھاری ہی خدمت کے واسطے بنائی گئی ہیں۔ بس اب کوئی اُمید
نہیں کہ ترک بروصہ کی طرف پیش قدمی کریں۔ اب میں تم لوگوں کو عام اجازت
دیتا ہوں کہ جس رُخ سے چاہو انگورہ میں داخل ہو اور جو چاہو کرو"

منگلوس کی تقریر خدا معلوم ختم ہوئی یا ابھی کچھ اور بڑھتی کہ توپوں کی
متواتر گولہ باری نے اس کو حیران کر دیا وہ فوراً خیمہ سے باہر آیا۔ دوربین سے
دیکھا کہ جرار ترک بروصہ پر حملہ کر رہے ہیں۔ ابھی وہ دیکھ ہی رہا تھا کہ اس کا

اپنا کرنل برسوڈ سامنے سے آیا۔ اور کہا آپ اِدھر کیا دیکھ رہے ہیں۔ ترک غضب کر گئے کہ چاروں طرف سے ہم کو گھیر لیا اور ہماری پناہ کی کوئی جگہ نہیں

منگلوس "کیا میں بھی گھِرا ہُوا ہوں ؟"

برسوڈ "جی ہاں"

منگلوس "ہائیں ؟"

برسوڈ "یہ دیکھئے چاروں طرف ترک ہیں"

منگلوس "ترک اس قدر تعداد میں ہرگز نہیں"

برسوڈ "مگر نقشہ جنگ انھوں نے ایسا ڈال دیا"

منگلوس "بزدل۔ ڈرپوک۔ وہ نقشہ کیا جانیں؟ توڑ دو ان کا نقشہ۔ فوج تیار کرو"

برسوڈ "فوج مقابلہ کر رہی مگر پیچھے ہٹ رہی ہے"

منگلوس "پیچھے ہٹ رہی ہے ؟"

برسوڈ "وہ دیکھئے کس بری طرح بھاگ رہے ہیں۔ حملہ بھی قیامت خیز ہے"

منگلوس "بیوقوف"

برسوڈ "آپ کچھ عقلمندی کیجئے"

منگلوس "اچھا پیچھے ہٹو"

برسوڈ "ترک چاروں طرف ہیں"

منگلوس "کیا میں نرغہ میں ہوں ؟"

برسوڈ "حضور والا!"

منگلوس نے اب پھر اُس فوج کی طرف جو یہاں موجود تھی رُخ کیا۔ اور کہا "تم نے دیکھا کیا ستم ہو گیا۔ تمہاری قوم نے غضب ڈھا دیا۔ بہتر ہو گا کہ یہ سب

دریا میں ڈوب مریں۔ صرف یونان کی نہیں "تثلیث" کی ناک کاٹ رہے ہیں۔ اُن کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر یہ بھاگ کر زندہ رہے تو یونان ان کو وہ سنگین سزائیں دے گا کہ دُنیا تھرا جائے گی۔ میرے بہادرو! اگر تم میں کوئی قومی حمیت موجود ہے کوئی وطن کی محبت دل میں ہے۔ تو جاؤ اُن کو روکو اور ان جفا کار سنگدل ترکوں کو مزہ چکھاؤ۔"

منکلوس کے الفاظ سُنتے ہی یہ فوج میدان میں پہنچی۔ ترک گولہ باری میں مصروف تھے۔ ہر چند یونانیوں نے اپنی آتش فشاں توپوں کے دہانے کھولے اور آناً فاناً تمام میدان دھواں دھار ہو گیا۔ مگر ترکوں کے قدم پیچھے نہ ہٹے اور وہ پہلے سے زیادہ جرأت سے گولہ باری میں مصروف ہوئے۔ اس طرف یہ معرکہ ہو رہا تھا کہ مسلمان فوج کا سپہ سالار دایاں بازو کاٹ کر پیچھے سے حملہ آور ہوا اور اس زور سے تلوار چلائی کہ یونانی مقابلہ کی تاب نہ لاسکے ہر چند یونانی سپہ سالار چیختا چلاتا رہا مگر وہ نہ ٹھیرے۔

فوج کے پیچھے ہٹتے ہی یونانی جنرل آگ بگولہ ہو گئے۔ اور پانچ میل پیچھے ہٹ کر پھر قیام کیا۔ مگر یونانیوں کے چہرے فق ہو رہے تھے یہاں پہونچکر یونانی جنرل نے اپنی ہزیمت خوردہ فوج کو ٹھیک کیا اور اُن کو شرم دلا کر مقابلہ کے واسطے تیار کیا۔

ترک بلا سے بے درماں کی طرح گرے۔ یونانی جنرل بہت سخت مقابلہ کرتا رہا۔ اور بہتیری کوشش کی اگر زیادہ نہیں تو کم از کم یونانی فوج بھاگنے سے محفوظ رہے۔ مگر ترکوں کی آتش باری قیامت خیز تھی۔ یونانی گاجر مولی کی طرح کٹ گئے لڑائی کی یہ رنگ دیکھ کر یونانیوں کے قدم اُکھڑے۔ بھاگتے ہوئے یونانیوں پر ترکوں کا پھر سے حملہ ہوا۔ اور تیغ کمال نے سینکڑوں گردنیں تن سے جدا کر دیں۔

اب یونانی اور پیچھے ہٹے مگر جس طرف جاتے تھے اور جدھر نظر اٹھاتے تھے ترک اُن کے سر پر تھے۔ منگلوس کو جان بچانی مشکل تھی۔ ہر چند بھاگنے کی کوشش کی مگر کسی طرف فرار کا راستہ نہ ملا۔ اُس وقت آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ رات کا سایہ پڑتے ہی وہ یونانی جنرل فوج کی کمان چھوڑ چھاڑ ایک طرف ہو لیئے۔

(۱۸)

عصمت پاشا "جس شجاعت اور ہمت کے جوہر ترکوں نے ان لڑائیوں میں دکھائے حقیقت یہ ہے اس کو دیکھ کر "اتحادی" کیا دنیا دنگ رہ گئی۔ یونانیوں کے پاس فوج ہم سے کم نہ تھی۔ سامانِ حرب ہم سے بہت زیادہ تھا اس لئے فتح صرف اس جانثار فوج کی ہمت و جرأت کی تھی۔ یہ قابل قدر ہستیاں حق رکھتی ہیں کہ ان کے جوش قومی اور حُب وطن پر ایک انگورہ اور بروصہ کیا تمام یورپ قربان کر دیا جائے"

مصطفےٰ کمال "ہم میں اگر کچھ کمی تھی تو صرف یہ ہی۔ کیونکہ تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ کبھی کوئی قوم شجاعت و ہمت میں ہم سے سبقت نہیں لے گئی۔ ہم نے جو کچھ کھویا اور جہاں جہاں ہم کو شکست ہوئی۔ جو جو علاقے ہمارے قبضہ سے گئے وہ صرف یورپ کی چالبازی اور مکاری سے۔ ہمارے نفاق باہمی نے ہم کو یہ دن دکھایا کہ آج ہم جو یورپ کے ایک ایسے حصے پر قابض تھے۔ اپنے گھر سے بھی نکال دیے گئے۔ اور قسطنطنیہ پر اغیار کا قبضہ ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ ہم نے اپنی کمزوری معلوم کر لی اور اپنے مرض کا علاج کیا۔ اور آج جو فتوحات ہم کو حاصل ہوئیں وہ صرف اس لئے کہ اخوت جو ہمارا اصلی جوہر تھا ہم کو دوبارہ میسر آگیا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ شجاعت ہمارے گھر کی لونڈی ہے اور ہمیشہ رہیگی"

احمد کاظم بے: "ہمارا منہ نہیں کہ ہم قادرِ مطلق کا شکریہ ادا کر سکیں جس نے ہم کو ہماری کھوئی ہوئی ہمت دوبارہ عطا کی اور ہم آج اس قابل ہو گئے جو لوگ کل تک ہمارا مضحکہ اڑا رہے تھے۔ آج ہماری آتش باری سے میلوں پرے بھاگ رہے ہیں۔ اور حیران ہیں کہ ہم نے ان میدانوں میں کیا جادو کیا۔ میں سن رہا ہوں کہ یونان خودکشی پر آمادہ ہے اس نے فیصلہ کیا ہے کہ فوج کا وہ حصہ جو باقی رہا ہے۔ اس کو سخت سزائیں دی جائیں۔"

رفیق علی بے: "مبارک ہے وہ قوم جس کے کارنامے مردہ ہو کر دنیا میں دوبارہ زندہ ہوں۔ اب وہ وقت بھی دور نہیں ہے۔ کہ ہم دشمن کے ناپاک قدموں سے قسطنطنیہ کو پاک کریں۔ اور ان ظالموں کو اپنے گھر سے نکال کر اطمینان سے زندگی بسر کریں۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ قسطنطنیہ کا ہر بچہ ایک مصیبت میں ہے۔ اور وہ منتظر ہیں کہ ہم اُن کی مدد کو ہاتھ بڑھائیں۔ وہ ہر طرح ہماری اعانت کو تیار ہیں۔

کرنل گریفن کا حشر بتا رہا ہے کہ قسطنطنیہ پر کیا گذر رہی ہے۔ وہ اپنی زندگی سے بیزار ہیں۔ اور اُن کو جان دوبھر ہو رہی ہے۔ صرف اتنی سی بات پر کہ جس وقت عشا کی نماز کے بعد انھوں نے "غازی اعظم" کی درازیٔ عمر کا نعرہ لگایا "اتحادی" کرنل جو اپنے زعم حکومت میں مدہوش اُدھر سے گذر رہا تھا تاب نہ لا سکا۔ اور انتشار کا حکم دیا۔ ترک اس کی تعمیل ورکنار ذرہ خاک کے برابر بھی نہ سمجھے اور اُنھوں نے علی الاعلان کہہ دیا کہ "اتحادیوں" کا جو لمحہ قسطنطنیہ میں اطمینان سے گذر جائے اُسے غنیمت سمجھیں۔ وہ اتنا کہہ کر بگڑ گئے اور اگر کرنل گریفن وہاں سے اس وقت روپوش نہ ہو جاتا تو اس کی خیر نہ تھی۔ ایک قسطنطنیہ ہی پر کیا منحصر ہے۔ اس وقت دنیائے اسلام پر جو حالت گذر رہی

ہے۔ وہ ہم سب کی آنکھ کے روبرو ہے۔ شاید ہی کوئی بدنصیب مسلمان ایسا ہو جس کو اس وقت اپنی جان کی پرواہ ہو۔ ہر مسلمان خواہ وہ زمین کے کسی حصہ کا رہنے والا ہو اس وقت جان اور مال سے قربان ہونے کو تیار ہے۔ ہر طرف سے ہماری امداد کے واسطے پرستاران کلمۂ توحید موجود ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم دنیا کی کسی طاقت سے پیچھے ہٹ سکیں۔"

مصطفےٰ کمال "میرے عزیز بھائیو! میرے بہادر دوستو! سب سے پہلے تم کو اس خدائے برتر کے حضور میں شکر گذار ہونا چاہیے جس نے تم کو یہ مبارک ساعت دی اور اس قلت کو جو آفتاب کے سامنے ذرہ تھی۔ کثرت پر فتح دے کر اپنے وعدے کو پورا کیا۔ اس کے بعد ہم تمام مسلمانوں کے مشکر گذار ہیں۔ جنھوں نے اخوت اسلامی کا درس روئے زمین کو دیدیا۔ اور دکھا دیا کہ خدا کی مقدس کتاب پر عمل کرنے والے۔ اور اسلام کی رسی کو مضبوط پکڑنے والے مسلمان اس گئے گذرے زمانے میں بھی روئے زمین پر موجود ہیں۔ میرے محترم دوستو! مساوات کا جو زریں اصول اسلام نے ہم میں قائم کیا تھا وہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہیں۔ ہم ہر جگہ اور ہر پہلو میں کامیاب ہوں گے۔ ہم میں کوئی بہتر اور برتر نہیں۔ ہم سب برابر ہیں اور اس وقت اپنے مذہب اور اپنی جانوں کو بچانے میدان میں نکلے ہیں۔ خدا ہماری مدد کرے گا بشرطیکہ ہم اس کے احکام تعمیل کریں۔ آپ سب حضرات کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جس وقت دنیا میں یونان کا وجود ہوا، یہ مصیبت اس پر کبھی نہیں آئی۔ اور یہ مصیبت صرف یونان ہی پر نہیں اس کے حمایتیوں پر بھی ہے کہ ترکی تلوار اس بیجگری اور بے خوفی سے اس کے سر پر چمکی ہو۔ یہ صرف خدا کی مدد تھی اور وہی ہمارا مددگار ہے۔"

فتحی محمد بے۔ خدا ہمارے غازی اعظم مصطفےٰ کمال کی عمر میں برکت دے جس کی کوششوں نے ہم کو یہ دن دکھایا۔"
متفقہ آواز "آمین۔ آمین۔ آمین۔ آمین"

(۱۹)

محترم شہزادی! آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ شہزادہ برٹن کی حالت آپ کے فراق میں روز بروز اور لحہ بہ لحہ ردی ہو رہی ہے۔ ہم نے منت خوشامد کا کوئی دقیقہ ایسا نہیں جو فروگذاشت کیا ہو۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ایک انسانی جان محض آپ کے تغافل سے ضائع ہو رہی ہے۔ لیکن تعجب اور سخت تعجب ہے کہ آپ اس کی طرف بالکل پرواہ نہیں کرتیں۔ یہ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس وقت اور بھی بہت سے شہزادے آپ سے شادی کے خواہشمند ہیں۔ اور انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر آپ خدارا ذرا تو ان حالات پر نظر ڈالئے جو آپ کے اور آپ کی سلطنت کے گرد پیش پیدا ہو رہے ہیں۔ ہم نے اس وقت تک جو کچھ کیا وہ محض آپ کی وجہ سے۔ ہم کو یونان سے کوئی خاص ہمدردی نہیں ہے۔ اگر وہ تباہ ہوتا ہے تو ہو۔ برباد ہوتا ہے تو ہو جائے۔ لیکن ہم نے اس وقت جب کہ ترک آپ سے نبرد آزما ہیں خفیہ اور علانیہ ہر قسم کی مدد سے آپ کو دشمن کے نرغہ سے بچایا۔ اس کا نتیجہ ہم کو یہ ملا کہ آپ نے ہماری درخواست پر ایک لحہ کے واسطے کان نہ دھرا۔ کیا دنیا میں اس سے زیادہ کوئی عزت آپ کو میسر آسکتی ہے کہ آپ برطانیہ کے تخت کی مالک ہوں۔ اور وہ سلطنت جس کا جواب آج دنیا میں نہیں۔ جو روئے زمین پر سب سے زیادہ طاقتور ہو آپ کی ملکیت ہو۔ ہم نے آپ کے پاس دو مرتبہ اپنے ایلچی روانہ کئے۔ خود آپ سے بارہا عرض کیا۔ کہ شہزادہ

ہرٹن کی زندگی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اگر آپ توجہ کریں تو ہر دقت بآسانی طے ہو سکتی ہے۔ مگر ہماری عقل کام نہیں کرتی کہ آپ خود اور اپنے ساتھ اپنی تمام قوم کو کس واسطے پریشان کرتی ہیں۔ ترکوں کی لڑائی کا جو حشر ہوا اس نے آپ کی آنکھیں کھول دیں۔ اور آپ کو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ ناہنجار عنقریب آپ کی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اب اس وقت اس کے سوا اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔ کہ ہم اپنی قوت سے جفا شعار ترکوں کا سر کچلیں اور آپ کو دشمن کے قبضہ سے بچائیں مگر یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ شہزادہ ہرٹن سے شادی نہ کر لیں۔ جو آپ کی فرقت میں تڑپ تڑپ کر اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ہم اُس کی زندگی سے مایوس ہیں۔

(۲۰)

رات عجیب کشمکش و پیچ میں گذری۔ جس قدر یونانی معہ افسروں کے بھاگ سکتے تھے بھاگے اور ابھی آفتاب پوری طرح طلوع نہ ہوا تھا کہ نمازوں سے مسلمانوں نے فراغت پاتے ہی بروصہ پر حملہ کیا۔ چند یونانی جو راستہ نہ پا سکے اور جن کو راہ فرار نہ ملی موجود تھے۔ مگر مقابلہ کی ہمت یا طاقت مطلق نہ تھی۔ ہتھیار ڈال دیئے اور اطاعت قبول کی۔ چند لمحہ بعد مسلمانوں کا داخلہ بروصہ میں ہوا۔ اور جیسا کہ مصطفےٰ کمال نے اپنی تقریر میں بیان کیا تھا بروصہ کے در و دیوار ہی نے نہیں۔ ذرہ ذرہ نے مسلمانوں کا شاندار استقبال کیا۔ ہر سمت سے غازی کمال پاشا کی درازی عمر کی دعاؤں کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ داخلہ کے بعد پہلا کام مسلمانوں نے یہ کیا۔ کہ ان مظالم کو دیکھا جو چلتے وقت یونانی درندوں نے توڑے تھے۔ ایک دو نہیں سینکڑوں گاؤں میں آگ لگا دی اور دو چار نہیں لاتعداد مسلمان لاشیں بیگناہ سڑکوں پر ڈال دی تھیں بعور نقیبا

اپنے وارثوں کو اور بچے اپنے باپوں کو رو رہے تھے مائیں اپنے بچوں کے واسطے چیخیں مار رہی تھیں۔ اور یہ سب مظالم صرف اس واسطے کئے گئے تھے کہ وہ مسلمان تھے۔ اور وہ مصطفےٰ کمال کی درازی عمر کے نعرے لگا رہے تھے یہاں سے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر فاتح ترکوں کا کلیجہ منہ کو آگیا۔ پھر بھی ان کی انتہائی شرافت و انسانیت تھی۔ کہ انھوں نے یونانیوں کو اطلاع دیدی کہ گو تم نے غریب رعیت پر چلتے وقت وہ ظلم وستم توڑے ہیں جو تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتے۔ تاہم تمہاری اس قدر عظیم الشان فوج جو ہماری قید میں ہے معہ اپنے افسروں کے ہماری مہمان ہے۔ تم خاطر جمع رکھو کہ ان کا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور ہم ان کی خاطر مدارات اپنے بھائیوں کی طرح کرینگے۔

اب ترکی افسروں نے قیدیوں کی طرف دیکھا۔ اور کہا:۔

"گو تم نے، تمہارے بھائیوں نے تمہارے افسروں نے بروصہ کو خالی کرنے سے قبل حیوانیت کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اس وقت خدا نے ہم کو اتنی طاقت دی ہے۔ کہ اس کا بدلہ بآسانی لے سکتے ہیں۔ لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ ہم ایسی باتوں سے بہت دور ہیں۔ ہمارے مذہب نے ہم کو بیکس و لاچار پر ہاتھ اٹھانے سے منع کیا ہے۔ گو تم ہماری قید میں ہو مگر ہمارے بھائی ہو۔ اور ہم تمہارے آرام و آسایش کی خاطر خود تکلیف اٹھانے کے واسطے تیار ہیں۔ تم مطمئن رہو۔ اور کسی قسم کا اندیشہ دل میں نہ لاؤ۔"

(۲۱)

آدھی رات کا سنسان وقت تھا۔ غازی مصطفےٰ کمال اپنے خیمہ میں آرام کر رہا تھا۔ اور محافظ دستوں کے سوا تمام فوج بے خبر پڑی سوتی تھی کہ آسمان نے رنگ بدلا اور آناً فاناً تیرہ و تار ہوگیا۔ سیاہ گھٹا چاروں طرف چھا گئی۔ اور

اس قیامت کا اندھیرا ہوا کہ محافظ بھی حیران ہو گئے۔ ابر سیاہ بالآخر رنگ
لایا اور مہیب بارش شروع ہوئی لیکن اس بارش کے ساتھ بجلی کی چمک اور بادل
کی کڑک اس غضب کی تھی کہ ہر مرتبہ معلوم ہوتا تھا کہ بجلی گری۔ اچھے اچھے شجاع
دہل رہے تھے اور عقل کام نہیں کرتی تھی کہ یہ کس قسم کی گھٹا اور ابر ہے۔ پانی
تھوڑی دیر میں دھونتال ہو گیا۔ اور ایک دو گھنٹہ تک اس زور کا پانی برسا کہ
سڑکوں پر دو فٹ سے اونچا پانی موجود تھا۔ ریتلے میدانوں میں دلدل کے انبار
ہو گئے۔ مگر پانی کی اس شدت کے ساتھ بجلی کی چمک اور بادل کی کڑک بھی بدستور
تھی۔ یہ سماں دو گھنٹہ تک طاری رہا۔ تین بج چکے تھے کہ فلک سیاہ نے کروٹ لی۔
بارش ختم ہوئی ترشح فنا ہوا۔ بجلی تھمی اور بادل خاموش ہوا۔ موسم چونکہ گرم تھا اس لیے
ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے پھر سب کو نیند کے چکر میں ڈال دیا۔ غازی
مصطفےٰ کمال اپنے خیمہ میں تن تنہا آرام میں مصروف تھا کہ دفعتاً اس کی آنکھ
کسی دھماکے سے کھلی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے سر پر بجلی چمک رہی ہے۔
اور وہ بجلی جس کی چمک لمحہ دو لمحہ میں زائل نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک مستقل بجلی ہے جو
خیمہ میں روشن ہے۔ اور اس کے آگے برقی روشنی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ غازی
اس نظارہ میں منہمک تھا کہ اس نے دیکھا خیمہ کی بلندی سے ایک تخت رواں
یا ہوائی جہاز اترتا دکھائی دیا۔ یہ نہ کسی کے کندھے پر تھا نہ اس میں چلانے
والے موجود تھے یہاں تک کہ وہ تخت یا ہوائی جہاز سطح زمین پر آکر ٹھیرا اور
ایک مہ جبین چوریشمی سادہ لباس پہنے ہوئے تھی اور جس کے جسم پر ہیرے اور
موتی جگمگا رہے تھے۔ اس میں سے باہر نکلی۔ اس کا حسن قیامت تھا۔ اس کی
چال آفت تھی۔ وہ بجلی گراتی غازی کمال کے قریب آئی۔ اور اپنی بیش بہا انگشتری
انگلی سے اتار کر غازی کمال کو پہنائی۔ وہ اس کے بعد کچھ دیر ٹھٹکی۔ اس نے

غور سے غازی ممدوح کے چہرے کو دیکھا۔ اور ایک رومال جیب میں سے نکال کر غازی کمال کے چہرے پر ڈال دیا۔ رومال پر لکھا تھا

"شہزادی کون کوسٹ کا پیام محبت"

(۲۲)

فخر ملت غازی اعظم کی خدمت میں میں تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے ان فتوحات پر جو ترکوں کو یونانیوں کے خلاف انگورہ کی مدافعت اور بروصہ کے حملہ میں حاصل ہوئیں۔ نہایت خلوص اور سچے دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ غازی اعظم! یہ لڑائیاں جو اس وقت ٹرکی لشکر یونان سے لڑ رہی ہیں صرف ٹرکی کی نہیں بلکہ اسلام اور ملت کی ہیں جس میں صرف ٹرکی نہیں بلکہ دنیا کے تمام مسلمان متفق ہیں۔ ہماری جانیں آپ کے ساتھ لڑ رہی ہیں گو ہم مجبور ہیں کہ ہزاروں لاکھوں کوس دور پڑے ہیں۔ اور ہمارے دل کے ارمان دلوں میں موجود ہیں لیکن اے غازی اعظم! ہمارے دل آپ کے ساتھ ہیں۔ ہماری آنکھیں آپ کے تاروں کی اور ہمارے کان آپ کی خبروں کے ہر لمحہ جس بے چینی اور اضطراب سے منتظر ہیں ہم اُن کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔ ہمارے سامنے اس وقت دُنیا کی کوئی خبر نہیں ہے۔ اور ہم کو اس وقت تک چین نہیں آسکتا جب تک لشکر ٹرکی کے جرار سپاہی مکار یونان کو اُس کے اعمال کی پوری سزا نہ دیدیں۔

ہم نے ایک لاکھ پونڈ کی جو قسط روانہ کی تھی اُس کی رسید جنرل نورالدین پاشا کی دستخطی آگئی ہے۔ اس تار کے ہمراہ دو لاکھ پونڈ کی دوسری قسط ارسال ہے۔ غازی اعظم اس قسط کے ساتھ سات کروڑ مسلمانوں کی دُعائیں اور التجائیں شامل ہیں اس قسط میں جہاں ہندوستان کے متمول افراد کی نذریں ہیں وہاں ان غریب اور بدنصیب

مسلمان مردوں اور عورتوں کے چندے بھی ہیں جن کو دو وقت پیٹ بھر کر روٹی میسّر نہیں ہوتی۔

ہم یقین دلاتے ہیں کہ جس وقت تک سلطنت ٹرکی ان دغاباز یونانیوں سے برسرِ پیکار ہے۔ خواہ اس کی حمایت پر برطانیہ ہو یا فرانس ہم ہر قسم کی اعانت اور خدمت کے واسطے تیار ہیں۔ کہ اسلام کا سر بلند ہو اور دغاباز یونانی ہزیمت اٹھائیں۔

میں تمام مسلمانانِ ہند کی طرف سے بصد ادب یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ ان بہادرانِ اسلام کی خدمت میں جو اس خونریز معرکہ میں سامنے آئے اور فتح حاصل کی۔ دلی مبارکباد پیش کر دیجئے۔ اور یقین دلا دیجئے کہ ہندوستان کے مسلمان ہر اس خدمت کے واسطے جو اُن کے امکان میں ہے بسر و چشم حاضر ہیں۔

کل کے جلسہ میں جو بمقام بمبئی تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے منعقد ہوا اور جس میں اطراف و جوانب کے نمایندے موجود تھے جس جوش و خروش سے مسلمانوں نے اس نعرۂ فتح پر آمین کی میں اس کو بیان نہیں کرسکتا۔ اور دُعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم کی اعانت ہر حال میں آپ کے فاتح لشکر کے ساتھ ہو اور آپ دشمن کا سر کچلنے میں ہر طرح کامیاب ہوں۔ پریزیڈنٹ خلافت کمیٹی ہندوستان

(۲۳)

لائڈ جارج:۔ "آخر اس کی کوئی وجہ تو ضرور ہوگی؟"

کرزن:۔ "اس کے سوا کوئی وجہ نہیں کہ بالشویک نے مدد دی"

لائڈ جارج:۔ "یہ ہی سہی مگر یونانیوں کے پاس کیا نہ تھا؟"

موسیو برانڈ:۔ "ہمت"

لائڈ جارج:۔ "پھر جنگ کی کیا ضرورت تھی؟"

کرزن:۔ "حماقت۔"

موسیو برانڈ:۔ "یونان نے ناک کاٹ دی"

کرزن:۔ "دنیا میں رسوا کیا"

لائڈ جارج:۔ "ہماری مدد کا حال سب کو معلوم ہو گیا"

موسیو برانڈ:۔ "یہ شکست یونان کی نہیں اتحادیوں کی ہے"

کرزن:۔ "یہ شبہ ہی نہ تھا"

لائڈ جارج:۔ "منگلوس کا تار ہے کہ ہم کل انگورہ میں داخل ہونگے"

کرزن:۔ "ترک پیچھے ہٹ رہے تھے"

لائڈ جارج:۔ "لاکھ پیچھے ہٹ رہے ہوں"

کرزن:۔ "اب کیا ہو سکتا ہے؟"

موسیو برانڈ:۔ "ایک دفعہ پوری طاقت سے کام لینا چاہیے"

کرزن:۔ "اب کیا طاقت کم تھی؟"

لائڈ جارج:۔ "کوشش تو کرنی چاہیے"

کرزن:۔ "نتیجہ ظاہر ہے"

لائڈ جارج:۔ "کیا؟"

کرزن:۔ "یونان کی شکست"

لائڈ جارج:۔ "ترک اب قیامت بپا کر دیں گے"

کرزن:۔ "وہ جو کچھ کریں تھوڑا ہے"

لائڈ جارج:۔ "ان کا دم خم توڑنا چاہیے"

کرزن:۔ "کس طرح؟"

موسیو برانڈ:۔ "پھر کوشش ہو"

کرزن:۔ "اب بھی کوشش میں کمی نہیں کی گئی تھی"

لائڈ جارج:۔ "سامان جو گیا وہ پورا ہو۔ فوج ترکوں سے دُگنی ہو۔"

موسیو برانڈ:۔ "یونان سے پھر بھی کچھ نہ ہو گا۔"

(۲۴)

نسیم بے:۔ "اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ قسطنطنیہ میں مارشل جاری کیجئے۔"

ہیر نگٹن:۔ "حالات کے اعتبار سے مناسب نہیں ہے۔"

نسیم بے:۔ "ابتری اور زیادہ ہو گی؟"

ہیر نگٹن:۔ "اس وقت مارشل لا مناسب نہیں۔"

نسیم بے:۔ "یہ کمبخت کسی طرح قبضہ میں نہ آئیں گے۔"

ہیر نگٹن:۔ "اس طرح تو اور فساد ہو گا۔"

نسیم بے:۔ "تو آپ نے کیا تدبیر سوچی؟"

ہیر نگٹن:۔ "انگورہ نامہ و پیام ہو رہا ہے۔"

نسیم بے:۔ "انگورہ سے؟"

ہیر نگٹن:۔ "ہاں۔"

نسیم بے:۔ "مصطفےٰ کی سرداری کو آپ نے تسلیم کر لیا۔"

ہیر نگٹن:۔ "مصلحت یہ ہی ہے۔"

نسیم بے:۔ "بس۔ تو ہمارا خاتمہ سمجھئے۔"

ہیر نگٹن:۔ "کیوں؟"

نسیم بے:۔ "وہ پوری جماعت ہماری دشمن ہے۔"

ہیر نگٹن:۔ "ہو۔"

نسیم بے:۔ "پھر ہم کہاں رہیں گے؟"

ہیر نگٹن:۔ "آپ قسطنطنیہ میں رہنا نہیں چاہتے۔"

نسیم بے۔ "اگر اتحادیوں کا قبضہ نہ ہوا تو ہرگز نہیں۔"
ہیر نگٹن۔ "قسطنطنیہ ہم کو چھوڑنا پڑے گا۔ واقعات نے ایسی ہی صورت اختیار کرلی۔"
نسیم بے۔ "میرا خیال ہے کہ آپ کمال سے ڈر گئے۔"
ہیر نگٹن۔ "اگر ایسا ہو تو آپ کو خوش ہونا چاہئے۔"
نسیم بے۔ "یہ کیوں؟"
ہیر نگٹن۔ "اس لئے کہ آپ بھی ترک ہیں۔"
نسیم بے۔ "مگر میں تو غدار تسلیم کیا گیا ہوں۔"
ہیر نگٹن۔ "تو اب آپ کی کیا خواہش ہے؟ قسطنطنیہ کا کیا ہو؟"
نسیم بے۔ "قسطنطنیہ "اتحادیوں" کے قبضہ میں رہے۔"
ہیر نگٹن۔ "آپ کی یہ خواہش کس قدر افسوس ناک ہے۔"
نسیم بے۔ "کیونکہ میں "اتحادیوں" کے ساتھ ہوں۔"
ہیر نگٹن۔ "جب آپ وطن سے قوم سے مذہب سے مخلص نہیں تو . . . ."
نسیم بے۔ "تو کیا؟"
ہیر نگٹن۔ "اتحادی آپ پر بھروسہ . . . ."
نسیم بے۔ "صاف کہئے۔"
ہیر نگٹن۔ "کہہ رہا ہوں۔"
نسیم بے۔ "بھروسہ کیا؟"
ہیر نگٹن۔ "بھروسہ نہیں کر سکتے۔"
نسیم بے۔ "یہ آپ اب کہہ رہے ہیں جب میں اور داماد فرید تباہ ہو گئے!"
ہیر نگٹن۔ "آپ کب تباہ ہو گئے؟"
نسیم بے۔ "قوم ہماری جان کی دشمن ہے۔"

ہیرنگٹن:۔ "آپ نے کیا کیا؟"
نسیم بے:۔ "اتحادیوں" کا ساتھ دیا۔"
ہیرنگٹن:۔ "کس طرح؟"
نسیم بے:۔ "صلحنامہ پر دستخط کر دیئے۔"
ہیرنگٹن:۔ "اُس وقت اور کیا ہو سکتا تھا؟"
نسیم بے:۔ "جو اس وقت ہو سکتا ہے۔"
ہیرنگٹن:۔ "اس وقت آپ اپنی قوم سے مصالحت کر سکتے ہیں۔"
نسیم بے:۔ "قوم تو ہم کو کچا کھا جائے گی۔"
ہیرنگٹن:۔ "اور یہ غلط ہو گا؟"
نسیم بے:۔ "افسوس ہم کو "اتحادیوں" نے کسی طرف کا نہ رکھا۔"
ہیرنگٹن:۔ "اتحادی آپ کا ساتھ دینے کو موجود ہیں۔"
نسیم بے:۔ "یہ ہی ہم چاہتے ہیں۔"
ہیرنگٹن:۔ "کس طرح۔"
نسیم بے:۔ "ہم کو یہاں سے نکال دیجئے۔"
ہیرنگٹن:۔ "بہت خوشی سے۔"
نسیم بے:۔ "اور ہمارے گذارے کا بندوبست کر دیجئے۔"
ہیرنگٹن:۔ "یہ بھی سہی۔"
نسیم بے:۔ "تو کیا قسطنطنیہ کو آپ نے چھوڑ دیا۔"
ہیرنگٹن:۔ "ہاں۔ حالات ایسے ہیں۔"
نسیم بے:۔ "مصطفٰے کی فتوحات نے آپ کے خیالات میں تغیر کیا۔"
ہیرنگٹن:۔ "قسطنطنیہ پر ہمارا مستقل قبضہ کا ارادہ کبھی نہ تھا۔"

نسیم بے :- "افسوس! ہم کو اس کا علم نہ ہوا۔"

ہیز نگٹن :- "آپ کو کیا علم ہوا۔"

نسیم بے :- "یہ کہ قسطنطنیہ اتحادیوں کے پاس رہیگا ورنہ....."

ہیز نگٹن :- "ورنہ کیا ؟"

نسیم بے :- "ہم نے جو کیا وہ نہ کرتے۔"

ہیز نگٹن :- "آپ نے کیا کیا ؟"

نسیم بے :- "غدار بنے۔ تباہ ہوئے۔"

ہیز نگٹن :- "اس میں اتحادیوں کا کیا قصور ہے۔"

نسیم بے :- "ہم کو دھوکا ہوا۔"

ہیز نگٹن :- "یہ آپ کی عقل ہے۔ آپ اس کے ذمہ دار ہیں۔"

نسیم بے :- "اب آپ ہمارا انتظام کر دیجئے۔ اور فوراً ہماری جماعت کو کسی امن کی جگہ پر پہنچا دیجئے۔"

ہیز نگٹن :- "بہت اچھا۔"

(۲۵)

کرزن :- ہماری بابت عام طور پر مشہور ہے۔ کہ ہم نے شرائط صلح میں ترکوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ لیکن لوگ اب کہہ رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے جرمنی کے ساتھ کیا رعایت کی اگر ہم اس جنگ میں ناکام ہو جاتے تو کیا جرمنی اور ترک کسی قسم کی رعایت کے واسطے تیار تھے۔ اور ہم ان سے توقع کر سکتے تھے کہ وہ ہماری آسایش و عزت کو ملحوظ رکھتے ؟ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ہم نے ترکوں کے ساتھ کیا زیادتی کی۔ ہم نے جو کچھ کیا جایز کیا اور چونکہ ہمارا فرض ہر کمزور کی مدد کرنا ہے۔ اس لئے ہم نے جو کچھ کیا ہم علی الاعلان کہتے ہیں

کو جایز کیا۔ اور درست کیا"

موسیلو پرانڈ۔ "میں اس خیال سے بالکل متفق ہوں۔ آپ نے جو کچھ کیا درست کیا۔ اور یقیناً ہم نے ترکوں کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی۔ یہ ترکوں کی زیادتی ہے۔ کہ وہ ہمارے جایز فیصلہ کو ناجایز سمجھ رہے ہیں۔ ترک اگر یہ چاہیں کہ وہ کمزوروں پر جبر تعدی کی حکومت کریں تو یورپ اس کو جایز نہیں سمجھ سکتا۔ اور جب تک یورپ کے دم میں دم ہے۔ یورپ ترکوں کی کوئی زیادتی روا نہ رکھیگا۔"

کرزن۔ "ہم نے اب تک جو کچھ کیا سیلف ڈیٹرمینیشن یعنی حق انتخاب حکومت کے تحت میں کیا ہے۔ اور یہ ہونا چاہئے تھا۔ اس کی ترقی ہرگز ہرگز کوئی عداوت یا ظلم نہیں ہے مگر یہ تعجب ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان معاہدہ سیورے کو ظلم سے تعبیر کر رہے ہیں۔ اور وہ ایک دم کے واسطے بھی اس پر غور نہیں کرتے کہ آخر ہم نے جرمنی اور آسٹریلیا کے ساتھ کیا کیا؟ ہم نے جو علاقے ان سے لیکر دوسروں کو دیئے وہ ہرگز ظالم نہیں ہے۔ ترک ان پر حکومت قایم نہیں رکھ سکتے تھے۔ جب تک انکی حکومت قایم رہی ظلم و ستم کا بازار گرم رہا۔ کیونکہ کثرت غیر اقوام کی تھی۔ اور جب تک کوئی قوم مذہب کے اس درجہ کو نہ پہنچ جائے کہ وہ غیر اقوام کی ہر ضرورت کا خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی پوری طرح احساس کر سکے یقیناً وہ حکومت کی اہل نہیں۔

ہم نے عربوں اور ترکوں کی باہمی خانہ جنگیوں اور اس تعلق کو جس نے ایک دوسرے کو جان کا دشمن بنا دیا تھا۔ ملحوظ رکھکر علیحدہ علیحدہ حکومت قائم کر دی تو کیا یہ ظلم ہے؟ ترکوں کو کیا حق تھا کہ وہ بدوؤں اور عربوں کو ہمیشہ کے واسطے اپنا غلام بنائے رکھتے؟ اقوام ارض عرب اس فیصلہ پر ہماری ممنون ہیں۔ اور عرصہ سے اس آزادی کی تمنی جو آج یورپ کی وجہ سے اُن کو عطا ہوئی۔ مسلمانوں کے ناجایز

مطالبہ کو عقلِ سلیم ہرگز تسلیم نہیں کرسکتی۔ ہم نے عرب کو بالکل آزاد کردیا اور وہ ترکوں کے پنجہ سے رہائی پاگیا۔ اُن کو آج سے نہیں ہمیشہ سے ترکوں کے مظالم کی شکایت تھی۔ اور دُنیا جانتی ہے۔ کہ ترکوں نے عربوں کو بہت ہی پریشان کر رکھا تھا۔ عرب ہم سے ایک دفعہ نہیں بارہا فریادی ہوئے اور خواہش کی کہ ہم اُن کو آزادی دلوائیں۔ اب رہا عراق عرب کا سوال اس پر قبضہ سے ہمارا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اُن کو حکومت کے اُصول سکھائیں۔ اور طریقہ بتائیں۔ جس وقت وہ یہ حاصل کریں گے عراق عرب بالکل آزاد ہے۔ ہمارا اُن سے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ خودمختارانہ حکومت کریں گے۔ اگر شام کے متعلق کوئی اعتراض ہے تو اس کا جواب ظاہر ہے کہ شام صرف اس لئے فرانس کو دیا گیا کہ اس میں تہذیب کی اہلیت ملک کے ہر حصہ سے زیادہ ہے۔ اور وہ حق رکھتا ہے کہ اس کو تہذیب و تمدن کے اُصول سکھائے جائیں ہم کو پورا یقین ہے۔ کہ جب وہ اس دولت سے مالامال ہوا وہ بالکل آزاد ہوگا۔ اور ہمیشہ فرانس کا ممنون رہیگا۔ چند ہی روز میں وہاں بہت سی نئی باتیں یورپ کی داخل ہوگئی ہیں۔ اور قدیمی جہالت کے فنا ہونے کی رفتار اگر ایسی ہی ہے تو بہت جلد دُنیا دیکھ لے گی کہ شام کیا سے کیا ہوگیا۔"

موسیو برانڈ۔"بہت ٹھیک! بہت ٹھیک!! بہت ٹھیک!!!"

کرزن۔"فلسطین کی بابت مسلمانوں کو اعتراض ہے۔ مگر یہ کس قدر ظلم کی بات ہے کہ بدنصیب یہودیوں پر ترک حکومت کریں۔ جو رحم و اخلاص سے قطعاً ناآشنا ہیں۔ فلسطین کو علیحدہ کرنے میں ہم کو کیا فائدہ پہنچا۔ اگر یہودی آزاد نہ ہوئے تو ہم کو کیا۔ ہمارا مقصد انسانی ہمدردی ہے اور ہم اس کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔ آج فلسطین میں جاکر دیکھو ہر یہودی باغ باغ نظر آئے گا۔ فقط اس واسطے کہ اُس نے ظلم سے رہائی پائی۔ یہ ہی کیفیت ارمینیا کی ہے کہ دن رات کے جھگڑے

سنتے سنتے کان پک گئے۔ کبھی یہ سنتے ہیں کہ ترکوں نے جہاز بھر کر ارمنیوں کو اڑا دیا۔ کبھی یہ سنتے ہیں۔ ارمنیوں نے ترکوں کا قتل عام کر دیا۔ اب دونو بالکل الگ الگ ہیں نہ اُن سے اُن کو واسطہ نہ ان سے اُن کو۔"

موسیو براؤنڈ "میرے معزز دوست نے اپنی تقریر میں جو کچھ کہا وہ حرف بحرف درست ہے۔ اور اس قدر نقصان کے بعد جو ترکوں کو ہوا اور جس کو وہ نقصان سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ بالآخر ضرور اُن کے واسطے مفید ہوگا۔ کہ وہ اپنی تھوڑی سی حکومت پر اطمینان سے زندگی بسر کر سکیں گے) ان کا بددل ہونا اور افسردہ خاطر ہو جانا یقینی ہے۔ نہ صرف ترک بلکہ تمام دنیا کے مسلمان ان فیصلوں کو جایز نہیں سمجھتے اور اُن کا یہ خیال اس وجہ سے ایک خاص حد تک درست ہے۔ کہ وہ موقعہ پر موجود نہیں۔ یہاں کے حالات سے بے خبر ہیں۔ خیر وہ معذور ہیں۔ لیکن ایک خاص بات جو میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کمال کی فتح جو اس وقت ہوئی ترکوں کی شجاعت کا ثبوت ضرور ہے۔ مگر کیا کوئی معقول آدمی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ بغیر سامان حرب کے ترک یونان پر جہاں سامان حرب کی مطلق کمی نہیں کسی طرح بھی فتح پا سکتے تھے؟ ظاہر ہے کہ ترکوں کے ساتھ بالشویکوں کی مدد کس وجہ سے ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ بالشویکوں کو ترکوں سے کوئی خاص ہمدردی نہیں ہے۔ وہ کسی نہ کسی بہانہ سے یہ چاہتے ہیں۔ کہ "اتحادیوں" میں سے کسی ایک سے برسر پیکار ہوں۔ اور مجھ کو اچھی طرح سے معلوم ہے۔ کہ یہ فیصلہ نا قابل ہے۔ اور جنگ کی پوری تیاریاں کر رہے ہیں۔ ترکوں کو اس سے بہتر موقعہ کیا مل سکتا ہے۔ اُن کے پاس جس چیز کی کمی ہوگی وہ بالشویک پوری کریں گے۔ اور اُن کو مقابلہ کے واسطے آمادہ کریں گے۔ ترک جو اپنی تازہ فتوحات کے نشہ میں مست ہیں۔ وہ "اتحادیوں" کی پرواہ نہ کریں گے۔ اُن کے رویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر قسم کی جنگ کے واسطے تیار ہیں۔ اور اُن کو اپنی فتح

کا یقین ہے۔ اس حالت میں ترکوں سے بگاڑنا یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ "انجادی" ازسر نو جنگ میں شریک ہوں اور سرزمین یورپ پر ایک اور قیامت خیز آگ کا شعلہ بھڑکے"۔

کرزن: "میں اپنے محترم دوست کی اس مدبرانہ تقریر سے متفق ہوں حقیقت یہ ہے۔ کہ میرے معزز دوست موسیو برانڈ نے واقعات کو اچھی طرح سمجھ لیا۔ اور وہ جو رائے رکھتے ہیں سونے میں تولنے کے قابل ہے"۔

موسیو برانڈ: "اس آگ کو فرو کرنے کے واسطے اور یورپ کی سرزمین کو اس جنگ سے محفوظ کرنے کا بہترین موقعہ یہ ہے کہ ترکوں کو ٹھنڈا کیا جائے اور معاملہ کے طے کرنے میں کافی وقت صرف کر دینا چاہئے۔ اس عرصہ میں کچھ تو ترکوں کا جوش ٹھنڈا ہوگا۔ اور کچھ ممکن ہے دونوں میں اختلاف رائے کی وجہ سے کوئی نقص پیدا ہو جائے"۔

کرزن: "اصل یہ ہے کہ اب ہم کو یونان کے ساتھ کوئی خاص ہمدردی نہیں قسطنطین کی واپسی نے جو درحقیقت جرمن کا دوست ہے۔ یونان کی ہمدردی کھودی تاہم ترکوں کے مقابلہ میں وہ اعانت کا مستحق ضرور ہے۔ میرے معزز دوست نے بیان کیا کہ اس وقت ترک نہایت جوش سے میدان میں آئیں گے۔ اور یہ لڑائی اس واسطے کہ بالشویک ان کے ساتھ ہیں ایک خونریز جنگ ہوگی جس سے بچنے کی ہم کو ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ اس وقت جو ترکوں کا مطالبہ ہے۔ کہ "معاہدہ سیورے" پر نظر ثانی کی جائے وہ منظور کر لینا چاہئے۔ اور ایک کانفرنس کے ذریعہ سے اس کو طے کرنا مناسب ہوگا"۔

موسیو برانڈ: "اس میں کیا ہوگا۔ تو ہم جانتے ہیں۔ مگر ممکن ہے اس عرصہ میں کوئی صورت پیدا ہو جائے اور ترک کمزور ہو جائیں۔ کیونکہ انکی موجودہ حالت پائدار نہیں۔ بہت ممکن ہے کہ وہ سمرنا پر حملہ کریں اور اس حملے میں ان کو شکست ہو۔ ان تمام باتوں کو مد نظر رکھکر یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ "معاہدہ سیورے" پر نظر ثانی کا مطالبہ منظور کیا جائے

میں اس سلسلہ میں یہ ہی کہوں گا۔ کہ جہاں تک مجھ کو فرانس کی عام رائے کا علم ہوا اور جہاں تک میں نے فرانس کے اخبارات کا مطالعہ کیا فرانس اس معاہدہ کو درست تسلیم نہیں کرتا۔ اور ہم اس طرح ایک بہت بڑی بات حاصل کر سکتے ہیں؟

کرزن :- "میں متفق ہوں اور مجھ کو زیادہ تر اس معاملہ میں یہ خیال بھی ہے۔ کہ یونان کے ساتھ ہم نے جو کچھ کیا وہ اُس کا مستحق نہ ٹھیرا۔ اُس نے ہم کو دھوکا دیا اور بدعہدی کی۔ قسطنطین کا واپس بلا لینا یقیناً یونان کی زبردست غلطی ہے۔ اس کانفرنس سے نہ صرف یونان کی قلعی کھل جائے گی۔ بلکہ بالشویکوں کی طاقت کو بھی نقصان پہنچے گا۔"

موسیو برانڈ :- "ممکن ہے یہ خیالات درست ہوں جن سے میں اس وقت اتفاق نہیں کر سکتا۔ لیکن میرے سامنے صرف فرانس کی وہ تمام آبادی ہے۔ جو اس معاہدہ کو منصفانہ فیصلہ نہیں سمجھتی۔"

کرزن :- "بحث نتیجہ سے ہے۔"

موسیو برانڈ :- "یہ ہی نہ کہ معاہدہ شورے کی نظر ثانی؟"

کرزن :- "ہاں"

موسیو برانڈ :- "وہ طے ہو چکا"

کرزن :- "کہاں منعقد ہو؟"

موسیو برانڈ :- "یہ بعد میں طے ہو گا۔"

(۲۶)

مصطفیٰ کمال :- "بروصہ، بقاریہ، دوانہ پر جو شجاعت ہم نے دکھائی اور جس طرح دشمن کو پسپا کیا وہ دنیا کو ہمیشہ یاد رہیگا۔ ہم نے اتحادیوں پر نہیں دنیا پر ثابت کر دیا کہ ترک علوائے بے دود نہیں اُن میں ابھی بزرگوں کی شان اور اسلام کی آن باقی ہے۔"

رفعت پاشا:" غازی اعظم! وہ وقت نہایت نازک تھا جب سقاریہ ہماری آنکھوں کے سامنے تھا۔ دریا کی موجیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ اور خوفناک تلاطم چاروں طرف بپا تھا۔ بہادرانِ اسلام کلمہ توحید پڑھ کر دریا کو عبور کرنے اُٹھے اُن بہادروں کے دلوں پر کیا گذر رہی تھی۔ خدا بہتر جانتا ہے اُنھوں نے دُنیا کی مہر و محبت کو فراموش کیا اور اپنی پیاری جانیں اپنے مقدس مذہب اور قوم و ملّت پر قربان کیں۔ اُن کے بڑھے ہوئے دل، اُن کی بلند ہمتیں دریا کی خوفناک صورت دبا نہ سکی یہاں تک کہ دشمن کی بوٹیاں چبالیں۔"

مصطفی کمال:" اُن کی شجاعت میری آنکھ کے سامنے ہے۔ اُن کی قربانیاں میرے دِل پر نقش کا لحجر ہیں۔ اُنھوں نے وہی کیا جس کی اُن سے اُمید تھی۔ اُنھوں نے اپنے آباؤ اجداد کا نام زندہ کر دیا۔ اور یہ اُن ہی کا دم تھا کہ "اتحادیں" میں کھلبلی مچ گئی۔"

فتحی بے:" دشمن کے پاس سامان حرب اور فوج کی تعداد کم نہ تھی۔ اور بظاہر ہمارے پاس کوئی چیز اس سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن جو خون ہماری رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ وہ اپنا رنگ دکھا گیا۔ اور اب دشمن کو اور صرف یونان ہی کو نہیں "اتحادیں" کو ہماری طاقت کا اچھی طرح علم ہو گیا۔ آج میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تھریس اور سمرنا کیا اگر ہماری راہ میں کوئی حائل نہ ہو تو ہم ایتھنز میں جا کر دم لیں گے۔

صبغہ فوج:" لاریب۔ لاریب۔ لاریب!"

مصطفی کمال:" بہادرانِ اسلام! تمھاری شجاعت و ہمت سے مجھے بہت اُمید ہے ابھی دشمن کا دماغ درست نہیں ہوا ہے۔ اور اس شکست کو وہ شکست اتفاقی سمجھ رہا ہے۔ اور اب وہ اپنی پوری طاقت تھریس اور سمرنا پر صرف کریگا۔ گر مجھے اے شجاعانِ اسلام! تمھاری ہمت سے پوری اُمید ہے کہ تم اُس وقت تک دم

نہ لوگے۔ جب تک اسلام کا جھنڈا تھریس اور سمرنا میں نہ گاڑ لو۔"

متفقہ فوج:۔ "یقیناً انشاء اللہ۔"

رفعت پاشا:۔ "انشاء اللہ۔ انشاء اللہ۔ انشاء اللہ۔"

(۳۷)

"میرے خیال میں مشرقی سمت ذرا کمزور ہے۔ اگر دو دستے ادھر روانہ کیے جائیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔"

منگلوس:۔ "وزارت جنگ نے جنرل سیوفس کو خواہ مخواہ بھیجنے کی تکلیف گوارا کی۔ اس میں شک نہیں اس کا تجربہ بہت وسیع ہے۔ اور اس کی عمر جنگ ہی میں گذری اور بڑے بڑے معرکے سر کیے ہیں۔ لیکن ایک نہیں ہزار سیوفس آ جائیں اس سے بہتر نقشہ اور نہیں ہو سکتا۔ لو وہ آ گیا۔"

سیوفس:۔ "منگلوس! دوسرا خط جنگ درست نہیں۔ انتظام ایسا کرو کہ تم گولہ کی زد میں نہ رہو۔ اور تمھارا گولہ بالکل وسط میں جا کر پڑے۔ اس لئے دوسرے ڈویژن کا وسطی حصہ بنا کر جنوب مشرق کی طرف لے جاؤ۔ پہلے دستہ کی کمان ہوملیٹ کے پاس ہے۔ وہی آگے بڑھے گا۔ ہاں اتنا تم سب خیال رکھو کہ اگر فوج جس طرف مدد کو روانہ ہو اس کی جگہ خالی حصہ پُر کرے۔"

منگلوس:۔ "درست ہے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ترک خندقوں میں زیادہ نہیں ٹھیرتے۔ بروصہ میں بھی انھوں نے خندقوں میں بہت کم قیام کیا۔ اور اس لئے اگر مناسب ہو تو پہلے ہوائی جہازوں سے کام لیا جاتے۔"

سیوفس:۔ "کیا ان کی تمام فوج آ گئی؟"

منگلوس:۔ "ہاں میرا خیال ہے۔"

سیوفس:۔ "ہوائی جہاز ان کے پاس بھی ہیں؟"

منگلوس۔ بر دو حصہ پر اُن کے چار ہوائی جہاز اُڑ رہے تھے۔ مگر انھوں نے جہازوں سے مطلق کام نہیں لیا۔ صرف دیکھ بھال کے واسطے رکھے۔ حالانکہ ہم میدان میں تھے۔ اور جہاز ہمارے سروں پر۔ لیکن ایک بھی بم نہیں گرا۔ البتہ انگورہ میں دو بم ضرور ایک ہوائی جہاز نے گرائے۔"

سیوفس۔ "ممکن ہے اُن کے پاس نہ ہوں۔"

منگلوس۔ "یہ قیاس میں نہیں آسکتا جب ہوائی جہاز اُن کے پاس موجود ہیں تو بم کس طرح نہ ہونگے۔ اُن کے پاس سامانِ حرب کسی طرح ہم سے کم نہیں۔ یہ خیال مغالطہ میں ڈالنے والا ہے۔ اور ایسے یقین نقصان پہنچا دیا کرتے ہیں۔ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ ترکوں کے پاس ہوائی جہاز ہیں۔ اب تم کہتے ہو بم نہیں۔ ممکن ہے اُنھوں نے قصداً بم نہ پھینکے ہوں۔ اور صرف دیکھ بھال کے لئے پرواز کی ہو۔"

سیوفس۔ "ترک ایسے شریف نہیں ہو سکتے۔ یہ خیال محض غلط ہے۔ بم ہوتے اور وہ نہ پھینکتے؟ خیر اس فضول بحث سے کچھ حاصل نہیں۔ اب تم نقشۂ جنگ پر غور کرو۔ دیکھو کیا غلطی کر رہے ہو۔ ادہر کا قبضہ پھر کمزور کیا۔ اور یہ بھی فرنٹ ہے۔ اُدہ اُدہ بالکل شکست ہے اور کھلی ہوئی۔"

منگلوس۔ "آپ نے خطِ انفراغ کے نیچے غور نہیں کیا۔ یہ نصف ڈویژن گھات میں موجود ہے۔ کہ اگر ترک ادھر حملہ کریں تو ایک قدم نہ بڑھنے دے۔"

سیوفس۔ "ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ مگر ایک کام کرو۔ یہ کمزوری ایک جگہ رکھو اور وہاں بھی اسی طرح کچھ فوج کمین میں رکھو۔ میرے خیال میں یہ دایاں بازو کمزور کردو۔"

منگلوس۔ "مگر دو جگہ ایسی کمزوری دکھانے سے اندیشہ ہے کہ ترک جو بہت سیانے ہیں چوکنے ہو جائیں گے۔ اور ایسا نہ ہو کہ ادہر کا حال بھی بیکار ہو جائے اور یہ تدبیر بے سود ہو جائے۔"

سیلوفس:۔ "ہاں یہ خیال بھی صحیح ہے۔"

منگلوس۔ (دوربین دیکھ کر) "دیکھئے وہ برابر حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور عنقریب حملہ کرنا چاہتے ہیں۔"

سیلوفس:۔ "چلو تو موقعہ پر چلو۔"

منگلوس:۔ "ہاں۔ یہ ہی مناسب ہے۔"

سیلوفس:۔ "کرنل وھونی پہنچ گیا؟"

منگلوس:۔ "وہ تیار ہے۔"

سیلوفس:۔ "بہت اچھا۔"

(۲۸)

مصطفےٰ کمال:۔ "عصمت پاشا! وہ راز اب تک میری سمجھ میں نہیں آیا خواب تھا یا عالم بیداری؟"

عصمت پاشا:۔ "غازی اعظم! جب آپ فرماتے ہیں کہ میں نے انگوٹھی ہشیار ہو کر اپنے ہاتھ میں دیکھی لیکن شام کو نہ تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ گر گئی یا کیا ہوا تو ضرور وہ عالم بیداری تھا۔ بہرحال وہ آپ کی انگلی میں ڈھیلی تھی۔ گر گئی۔"

مصطفےٰ کمال:۔ "میں اس روز اس قدر مصروف رہا کہ یہ واقعہ مجھے شام کو یاد آیا اور اس وقت میں نے دیکھا تو وہ انگوٹھی نہ تھی۔ افسوس تو یہ ہے کہ اسی وقت پر وصہ کا داخلہ ہوا۔ اور میں وہ رومال بھی بھول گیا۔ کہ کیا ہوا۔ لیکن میں نے عالم بیداری میں اس کے الفاظ پڑھے ہیں۔ اور یقیناً عالم خواب نہ تھا۔"

عصمت پاشا:۔ "تو اب سوال یہ ہے کہ کون کونسٹ کا داخلہ ہوا کس طرح اور عورت نے اتنی بڑی ہمت تن تنہا بغیر کسی ہمراہی کے کیونکر کی۔"

مصطفےٰ کمال:۔ "یہ ہی معاملہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔"

عصمت پاشا: "مگر ایک بات اور ہے اُسی رات کی رپورٹ ہے کہ ایک ہوائی جہاز کی آواز ہمارے لشکر میں سُنائی دی جس میں بالکل اندھیرا تھا۔"

مصطفیٰ کمال: "یہ تو مجھے معلوم ہے اور اُس کے ساتھ یہ بھی کہ سرچ لائٹ سے اُس جہاز نے کچھ دیکھا بھی تھا۔"

عصمت پاشا: "لیکن اس طرح تو دشمن کا اُترنا بھی ممکن تھا۔ ہماری فوج قابل الزام ہے لیجئے رؤف پاشا آگئے یہ اس مسئلہ کو حل کریں گے۔ کیوں رؤف پاشا! یہ کون کونسٹ کا کیا معاملہ ہے؟"

رؤف پاشا: "راز کا۔"

عصمت پاشا: "فرمایئے۔ فرمایئے"

مصطفیٰ کمال: "ہاں بتایئے نا۔"

رؤف پاشا: "غازی اعظم! واقعہ یہ ہے۔ کہ رات کے اس حصہ میں جب بارش کم ہو چکی تھی۔ آسمان پر ایک ہوائی جہاز کی آواز سُنائی دی۔ فوج اُسی وقت تیار ہو گئی اور ایک جہاز فوراً پرواز کے واسطے تیار ہوا لیکن اس سے پہلے کہ ہمارا جہاز اوپر جاتا اُس جہاز نے جس میں اندھیرا گھُپ تھا روشنی کی اور امن کا جھنڈا دکھایا۔ ہم کو اس پر اعتبار نہ ہوا۔ اور ہم نے اپنا جہاز اوپر بھیجکر تلاشی لی۔ تو اُس میں سوا ایک عورت کے جو خود جہاز کا کام کر رہی تھی کچھ نہ تھا۔ یہ جہاز خیمہ عالی کے قریب آکر اُترا اور وہ عورت اندر داخل ہوئی۔ میں نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ شہزادی کون کونسٹ تھی۔ اگرچہ آداب شاہی کے خلاف تھا مگر میں نے خود تلاشی لی۔ تو سوا ایک رومال کے جو جیب میں تھا کچھ نہ تھا۔ میں نے اندر داخل ہونے کی اجازت دی تاہم میں دیکھتا رہا کہ وہ کیا کرتی ہے۔۔۔۔۔"

مصطفیٰ کمال: "ہاں تو تم نے کیا دیکھا؟"

رؤف پاشا۔ میں نے دیکھا کہ وہ عشق کی آگ میں بھن رہی تھی۔ اس نے جوتوں کو بوسہ دیا۔ تلووں سے آنکھیں ملیں اور انگلی میں انگوٹھی پہنا کر رومال منہ پر ڈال دیا"

مصطفیٰ کمال "اس کے بعد؟"

رؤف پاشا "اس کی واپسی کی حالت بھی ایسی ہی تھی"

مصطفیٰ کمال "کیسی؟"

رؤف پاشا "اس نے چلتے وقت بھی وہی کہا جو آتے وقت کہا تھا"

مصطفیٰ کمال "عصمت پاشا! اب کہو"

رؤف پاشا "اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں"

مصطفیٰ کمال "اچھا اور لیجئے۔ یہ خط پڑھئے"

رؤف پاشا "اوہو"

عصمت پاشا "اچھا"

"تیغ کمالی کی فتوحات پر جو یونان کے برخلاف حاصل ہوئیں دلی مبارکباد قبول کیجئے۔

"کون کوسٹا"

رؤف پاشا۔ "وہ مارا"

عصمت پاشا "ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ"

مصطفےٰ کمال "تم کو یہ بھی معلوم ہے اس وقت تمام یورپ اس کا دلدادہ ہے"

رؤف پاشا "معلوم ہے"

عصمت پاشا "تفصیل سے فرمائیے"

رؤف پاشا "برطانیہ، فرانس، اٹلی، تینوں شہزادے اس کے فراق میں مر رہے ہیں۔ اور وہ انکار کر چکی ہے"

عصمت پاشا: "اچھا ہے"
مصطفیٰ کمال: "خدا کی دین"
عصمت پاشا: "بے شک"
رؤف پاشا: "لاریب"

(۲۹)

انگورہ کا وہ عالیشان زنانہ جلسہ جس کی اطلاع دنوں پہلے اخبارات میں مشتہر ہوگئی تھی۔ اور جس کی شرکت کے واسطے دُور دُور سے معزز خواتین تشریف لائی تھیں آج منعقد ہوتا ہے۔ چونکہ خواتین کی تعداد توقع سے زیادہ ہوگئی اس واسطے جو مقام جلسہ کے واسطے تجویز کیا گیا تھا وہ بدلنا پڑا اور اسی وقت ایک دوسری عمارت جو انگورہ سے دو میل فاصلہ پر تھی جلسہ کے واسطے تجویز ہوئی۔ اس جلسہ میں چونکہ مردوں کے بیٹھنے کی مطلق گنجایش نہ تھی۔ اس لئے اسی وقت اعلان کر دیا گیا کہ مرد شریک نہ ہوں۔ صدارت کے واسطے مصطفےٰ کمال کو منتخب کیا گیا۔ مگر جب مردوں کی شرکت اڑا دی گئی۔ تو خالدہ ادیب خانم صدر جلسہ تجویز ہوئیں سب سے پہلے فدائے ملت فاطمہ سعدیہ نے ایک پُر مغز اور مؤثر تقریر میں حاضرین جلسہ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے بعد مختلف خواتین کی تقریریں حُبِ وطن اور جوشِ مذہب کے متعلق ہوئیں۔ عین جس وقت جلسہ ہو رہا تھا اور ترکی خواتین اپنی ترقی اور کامیابی کی تجویزوں میں مستغرق تھیں۔ مصطفےٰ کمال کی طرف سے ایک قاصد آیا اور اس نے ایک پرچہ خالدہ ادیب خانم صدر جلسہ کے ہاتھ میں دیا۔ خالدہ نے یہ پرچہ جلسہ میں پڑھا جس کے الفاظ یہ تھے۔

"مسلم خواتین کا یہ جلسہ جو اپنے پاک مذہب اور پیارے وطن کی حمایت میں قرار پایا ہے۔ حق رکھتا ہے کہ ہر عورت اس کی کامیابی کی متمنی ہو۔ اس اُصول کے تحت میں ہر ایک

عورت ہونے کی حیثیت سے اپنی دلی آرزوئیں اور خواہشیں جو اس جلسہ کی کامیابی سے متعلق ہیں نہایت کامیابی سے پیش کرتی ہوں۔

کون کونسٹ

خالدہ ادیب خانم نے یہ پرچہ باآواز بلند پڑھا۔ اور کہا:۔

شہزادی کون کونسٹ جو شاہ قسطنطین کی حقیقی بھتیجی ہے۔ اور اس وقت تمام یورپ میں اپنے حسن و قابلیت کے اعتبار سے ممتاز ہے۔ ان الفاظ میں ہمارے غازی اعظم کو جن کے صدر ہونے کی خبر دی گئی تھی اپنی مبارکباد پیش کرتی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ جہاں یورپ میں ترکوں کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے موجود ہیں وہاں ایسی سچی اور صادق عورتیں بھی موجود ہیں۔ جو ہمارے مقصد سے اپنی ہمدردی رکھتی ہیں۔ کون کونسٹ معمولی عورت نہیں بہت بڑے پایہ کی شہزادی ہے اور یہ وہ خاتون ہے جس کے آگے آج یورپ کی بڑی سے بڑی طاقتیں سرنگوں ہیں۔

میری بہنو! ترکی کی بربادی آپ سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ ہمارے سب مقبوضات ایک ایک کرکے ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ اور آپ نے اگر آنکھوں سے نہیں دیکھا تو کانوں سے ضرور سن لیا۔ کہ کس بیدردی اور سفاکی سے دشمن نے ہمارے گھروں میں قتل عام کیا۔ ذرا اس حالت کا اندازہ کیجئے۔ کلیجہ کانپے گا۔ بدن تھرائے گا اور دل کے ٹکڑے اڑیں گے۔ کہ ماؤں کی آنکھوں کے سامنے اُن کے پیارے بچے سنگینوں کی نوکوں پر اٹھائے گئے۔ بیویوں نے اپنی آنکھوں سے شوہروں کی لاشیں دیکھیں۔ گھر خاک سیاہ ہوئے اور وقت آگیا کہ روئے زمین پر اُن کی پناہ کے واسطے آسمان کے سوا کوئی سایہ نہ رہا! میرا کلیجہ منہ کو آتا ہے جب میں خیال کرتی ہوں کہ ان بیگناہ ہستیوں کی جو عورت کی صورت میں اپنی زندگی بسر کر رہی تھیں۔ ظالموں نے عصمت دری کی! تم کو معلوم ہے

آج وہ غیرتمند بیویاں کہاں ہیں؟ انھوں نے اپنے چہرے پھر اس قابل نہ سمجھے کہ وہ وطن اور عزیزوں کو دکھا سکتیں، دریا کی لہریں آن باحمیت بیویوں کو آغوش میں لیئے ہوئے ہیں۔

اس قیامت خیز ظلم پر جس سے زیادہ مردود کوئی انسانی فعل نہیں ہو سکتا۔ یورپ نے ہماری فریادوں پر کان نہ دھرا دن دہاڑے ہم پر ستم ٹوٹے اور ہر قسم کا ستم ہر قسم کا ظلم اور ہر قسم کا غضب جو کسی مذہب اور ملت میں آج تک جائز نہ تھا ہمارے واسطے روا رکھا گیا۔ ہمارے مظالم کی آواز جو عرش کا کنگرہ ہلانے والی تھی "اتحادیوں" کے ایوان میں جس وقت پہنچی تو موسیو برانڈ اور لائڈ جارج نے زور سے قہقہہ مارا۔ کیا ہم کو یہ سوال کرنے کا حق حاصل ہے کہ اگر یہی کیفیت فرانس برطانیہ پر گذرتی اور اس قسم کی فریادیں دوسروں کے کان میں پہنچتیں اور ایسے قہقہے لگتے۔ تو "اتحادی" اُسے جائز سمجھتے۔ اور کہہ دیتے کہ لڑائی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہمارے کلیجے "اتحادیوں" نے بھون دیئے۔ اور ہمارے ساتھ جو سلوک خود کیا اور دوسروں کو ترغیب دی کہ کریں۔ وہ اس دُنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا اور نہ اُمید ہے کہ اس کا مثل ہو۔ مگر میری معزز بہنو!! میں یہ سوال کرتی ہوں کہ ایسا کیوں ہوا؟ آپکے پاس اس کا جواب سوا اس کے کچھ نہیں کہ یہ صرف اس لیئے ہوا اور ہونا چاہیئے تھا۔ ہوا۔ جائز ہوا۔ درست ہوا۔ کہ ہم نے اپنے پاک مذہب کے احکام کو پس پشت ڈال دیا۔ ہماری گود سے وہ بچے پیدا ہوئے جو اسلام کے بدنام کرنے والے تھے۔ ہم نے اُن بچوں کی ماں بہنوں نے، ملک سے غداری کی۔ اور چند سکوں کے لالچ میں ملت فروش ہو گئے۔ یہ غلط نہیں ہے۔ دُور نہ جاؤ اس وقت بھی دا ماد فرید پاشا کی واردات میرے دعویٰ کی کافی شہادت ہو گی۔ خدارا ذرا اپنی نظریں بلند کرو۔ تم کیا ہو تم نے دُنیا میں کیا کیا کام کئے۔ اور آج تاریخ تمھارے ناموں کو کس طرح مخاطب

کر رہی ہے۔ میری محترم بہنو! تم خولہ ہو۔ تم فاطمہ ہو۔ تم عائشہ ہو۔ تم وہ ہو کہ جو کام مرد نہ کر سکتے تھے تم نے کئے۔ جہاں مردوں کے پر جلے وہاں تم پہنچیں اور جن میدانوں میں دشمن کے تیر و تفنگ کی بارش ہو رہی تھی۔ وہاں تم نے اپنے سینے سپر کیے

تم نے یورپ کا اثر جو زہر کی طرح سرایت کرتا ہے قبول کیا۔ تمھارے ہوٹل تمھارے قہوہ خانے، شراب کی بوتلوں سے معمور ہوئے۔ اور تمھاری نازک اندام بچیاں جو اپنی عصمت پر قربان ہونے والیاں تھیں علی الاعلان اور کھلے خزانے غیر مردوں کے ساتھ گفتگو اور تفریح کو فخر سمجھنے لگیں!

میرا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ وہ مساجد جن میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہتی تھی، جہاں مؤذن کی صدائے اللہ اکبر کشش مقناطیسی کا اثر رکھتی تھی، تمھاری آنکھوں کے سامنے ویران ہوئیں۔ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تمھارے بچے عین اس وقت جب خدا کے گھروں سے صدائے توحید بلند ہوئی، شراب اور جوئے میں مصروف ہوئے مگر تمھارے کان پر جوں نہ چلی!

بہنو! تم نے دیکھ لیا کہ زنانہ مدارس جن پر تمھاری زندگیوں کا انحصار تھا۔ جہاں سے ایک سے ایک بہتر اور برتر ہستیاں پیدا ہوتی تھیں۔ تاراج ہو گئے لیکن مجھے معاف کرنا اگر میں کہوں کہ تمھارے دل پر چوٹ نہ لگی!

میں اس وقت یہ کہنے کا حق رکھتی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میری سب بہنیں میری ہمنوا ہوں گی کہ یہ تمام مصیبت ہماری لامذہبی نے ڈھائی۔ تعلیم نسواں جو اسلام کا جزو لاینفک تھی ہم سے غارت ہوئی اور جس قوم نے میدان جنگ کی ویریاں پیدا کی تھیں۔ اس کی عورتیں تلوار کی جھنکار اور کرچ کی چمک سے نفرت کرنے لگیں!

کبھی کسی مسلمان کو بہ حیثیت مسلمان کے اس واقعہ سے انکار ہو سکتا ہے۔ کہ روس کی لڑائیوں میں عورتوں نے مردوں کے برابر حصہ لیا۔ وہ میدان جنگ میں مقابلہ کے واسطے

آئیں۔ انھوں نے ضرار جیسے بہادر کو چشم زدن میں ٹھیک بنا دیا حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زخم کی مرہم پٹی کیا میدانِ جنگ میں جناب سیّدہ نے نہیں کی؟ کیا قادسیہ کے خونریز معرکوں میں عورتوں نے کام نہیں کیا؟ کیا مسلم عورتوں نے میدانِ جنگ میں مردوں کے دل اپنی تقریروں سے نہیں بڑھائے؟ یہ ایسے واقعات ہیں جن کا بطلان ناممکن ہے۔ مگر آج مجھ کو یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے اور اگر غیر مسلم دنیا مجھ کو جھوٹا سمجھے تو حق بجانب ہے۔ یہ آسمان زمین کا فرق کسی قوم میں کبھی نہیں ہوا مسلم خاتونوں کی حالت میں جو تغیر ہوا ہے۔ یہ ایک اچنبھا ہے۔ کجا وہ کیفیت کہ عورتیں مردوں کے دوش بدوش کام کریں۔ یا یہ حالت کہ میدانِ جنگ تو درکنار علمی مجالس میں ان کا پتہ نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی گود سے ایسے بچے پیدا ہوئے جو فخرِ قوم ہونے کی بجائے ننگِ قوم ہوئے

میری معزز بہنو! تم کو معلوم ہے یہ اسلام کے واسطے کیسا نازک وقت ہے چاروں طرف سے دشمن نے تم کو نرغہ میں لے لیا۔ ایک نہیں ہر طاقت ہماری دشمن ہے۔ اور کوشش کر رہی ہے کہ ہم صفحۂ دنیا سے نیست و نابود ہو جائیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ ہر مسلمان ہر وہ شخص جو کلمہ توحید کا معترف ہے۔ جان و مال سے دشمن کے مقابلہ کو اُٹھے اور دنیا کو دکھا اور سُنا دے کہ اسلام کیا چیز ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب پھر کہتی ہوں کہ ہم میں جب تک مذہب کی حقیقی روح نہ ہوگی ہم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ذرا میری معزز بہنو اس وقت کی نزاکت پر نظر ڈالو۔ اور غور کرو کہ یہ کیسا وقت ہے اسلام کے واسطے پاؤں تلے کی چیونٹی بھی دشمن ہے۔ مردوں نے اپنا فرض پورا کیا۔ انھوں نے ملت پر اپنی جانیں اور مال قربان کر دیئے۔ اور انگورہ کو دشمن کے ناپاک قدموں سے بچایا۔ بروصہ اور سقاریہ پر جو ہمت و شجاعت دکھائی اُسی کا نتیجہ ہے کہ آج یورپ ترکوں کا لوہا مان گیا۔ مگر ہم بھی

تو اسی رسول عربی کے کلمہ گو ہیں جس پر آج ہمارے مرد نثار ہو رہے ہیں۔ اور یہ ہمارے جاں نثار مردوں ہی کا طفیل ہے کہ ہم عزت و آبرو سے اپنے ملک میں بیٹھے اس وقت حکومت کر رہے ہیں۔ بہنو! مجھے یہ کہنے کی اجازت دو کہ ہمارے مرد ہمارے واسطے کیا کیا کر رہے ہیں۔ وہ ہمارے واسطے فکر معاش کریں۔ کھیتی باڑی کریں زمین جوتیں۔ ہل چلائیں۔ ملازمت کریں۔ تجارت کریں اور جب فکر معاش سے فارغ ہوں۔ تو دریا سے کوئیں سے تالاب سے پانی کی مشکیں ہمارے اور ہمارے بچوں کے واسطے کندھوں پر ڈھو ڈھو کر لائیں۔ میلے کپڑوں کو دریا پر لے جاکر دھوئیں اور پھر ان سب کاموں کو کرنے کے بعد ملک کا انتظام کریں کہ امن امان قایم رہے۔ اور ان تمام مصیبتوں سے فراغت پا کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ اور ہم ان تمام کاموں کے مقابلہ میں جب ہمارے سامنے جنس آگئی تو اٹھ کر تھوڑا سا کھانا پکا دیا۔ کیا اس محنت و مشقت کے مقابلہ میں جو مردوں نے انجام دی ہمارا یہ کام کوئی وقعت رکھتا ہے ؟ مجھے اب یہ کہنے میں تامل نہیں کہ ترکوں کی اس پستی کی وجہ عورتیں اور صرف عورتیں ہیں۔ محترم بہنو! کیا آپ کو معلوم ہے۔ "جنگ یورپ" میں عیسائی عورتوں نے کیا کیا۔ انھوں نے مردوں سے کم خدمات انجام نہیں دیں۔ مرد میدان جنگ میں گئے تو سامان حرب عورتوں نے تیار کیا۔ ذرا قریب کے کارخانہ پر نظر ڈالو۔ اس وقت جب "جنگ یورپ" ہو رہی تھی تمام عورتیں ہی عورتیں بھری تھیں۔ جنگی ہسپتالوں میں مرد نہ تھے صرف عورتیں اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کر رہی تھیں۔ دفتروں میں تار کے محکموں میں غرض انھوں نے پوری طاقت سے مردوں کا ہاتھ بٹایا۔ اور اس لڑائی میں مرد اور عورت دونوں دشمن کے مقابلہ پر رہے تھے یہ اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ بالآخر "اتحادیوں" کو فتح ہوئی لیکن ترک آج تنہا ہے۔ عورت بیکار رہ گئی۔ وہ صرف اس واسطے ہے کہ پکی پکائی اُنکے

سامنے آجائے۔ اور وہ کھالے اور دن بھر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہے۔ سوتی رہے یا سوچتی رہے غرض اک قوم اس طرح نصف بیکار ہوگئی قوم مراد ہے مرد اور عورت سے اگر کسی جگہ کی آبادی دس ہزار ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ دس ہزار مرد ہیں ان میں پانچ ہزار عورتیں بھی ہیں۔ مگر جب عورت بیکار ہوگئی تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ آبادی کا صرف نصف حصہ کام کا ہے۔ یعنی پانچ ہزار کام کے اور پانچ ہزار بیکار ہیں۔ جہاں اور ممالک کی بابت جانتی ہوں۔ وہاں مجھے ہندوستان کی بابت بھی معلوم ہے۔ اور وہاں حقیقت یہ ہے کہ مردوں نے عورتوں کو بالکل بیکار کردیا۔ اور نہایت لغو دلیلیں گھڑ کر پردہ شرعی اتنا سخت کردیا۔ کہ وہ گھر کی چار دیواری کے سوا اور کسی جگہ جانے آنے سے بھی محروم کردی گئی ہیں۔ مگر میں یہ سوال کرتی ہوں اور کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ مجھے حق ہے کہ کیا پردہ شرعی قرن اولی میں نہ تھا۔ کیا یہ پردہ شرعی رسول اللہ کے بعد نازل ہوا۔ اور اگر نہیں تو اس وقت پردہ کی کیا کیفیت تھی۔

کیوں محترم بہنو! کیسی خوش نصیب ہیں وہ قومیں جن میں مرد اور عورت دونوں کر اس دنیا کی ہر آفت کو دور کرنے میں مصروف ہیں کیسی خوش نصیب ہونگی وہ بہنیں جو دشمن کے مقابلہ میں برسر پیکار ہونگی! ور مردوں کا ہاتھ بٹا رہی ہونگی۔ آپ جتنی ہونگی کہ ہم مردوں کو کیا مدد دیں۔ آپ ہر قسم کی مدد دے سکتی ہیں۔ آپ ان کے بوجھ ڈھو سکتی ہیں آپ ان کے واسطے ہسپتال بنا سکتی ہیں۔ آپ ان کے واسطے سب کچھ کرسکتی ہیں بشرطیکہ کرنا چاہیں۔

میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ جنگ یورپ کے زمانہ میں عیسائی عورتوں نے بلا کسی معاوضہ بلا اجرت کے اپنے ان مردوں کے واسطے جو میدان جنگ میں کام کر رہے تھے۔ اپنی نیند حرام کردی۔ ساری ساری رات کام کیا اور صرف چائے کی ایک پیالی پر

صبح کردی۔ کیا وہ بھی ہماری ہی طرح نازک اندام نہیں ہیں۔ میں دعوے سے کہتی ہوں کہ ترک عورت یقیناً انگریزی اور فرانسیسی عورت سے طاقتور ہے۔ کیا یہ ہمارے واسطے شرم کی جگہ نہیں کہ کمزور عورتیں اپنے مردوں کا اسی طرح ہاتھ بٹائیں۔ اور طاقت ور عورتیں عیش و آرام میں ایسی مصروف ہوں کہ اُن کے گھروں پر دشمنوں کا قبضہ ہو جائے اور وہ سوار دونے پیٹنے کے اور کچھ نہ کرسکیں۔

میری محترم بہنو! اگر ہمت باندھو وطن اور مذہب پر قربان ہو جاؤ اور ان بھائیوں اور مردوں کی خدمت اپنا فرض سمجھو۔ جو اس وقت اپنی جانیں تمہاری عصمت پر قربان کر رہے ہیں۔

(۳۰)

سقاریہ سے بالکل متصل ہی ایک ایسے مقام پر جہاں دریا کی لہریں اپنی ہستی دکھا دکھا کر آناً فاناً فنا ہو رہی تھیں۔ صبح صادق کا سہانا وقت تھا اور سوا ہوا کے فراٹوں اور دریا کی روانی کے ہر سمت سناٹا چھایا ہوا تھا۔ غازی مصطفےٰ کمال نے نماز فجر ادا کرنے کے بعد ہر چہار طرف نظر ڈالی اور اس خیال سے کہ آج یہ تمام سرزمین دشمن کے قبضہ سے پاک ہے معبود حقیقی کا شکر ادا کیا۔ اور آگے بڑھا۔ ہوا ٹھنڈی تھی اور جھونکے فرحت بخش۔ غازی کمال اسی طرح خراماں خراماں چلا جا رہا تھا کہ اُس نے سامنے سے ایک آدمی آتا ہوا دیکھا۔ یہ آدمی جوں جوں قریب آتا جاتا تھا۔ غازی اعظم کی حیرت بڑھتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ یہ شخص قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ مرد نہیں عورت ہے۔ اور عورت بھی معمولی نہیں کون کوشٹ، قسطنطین کی بھتیجی، ابھی غازی اعظم نے کچھ نہ کہا تھا۔ کہ شہزادی سامنے آکر قدمبوس ہوئی۔ غازی کمال نے اُس کا سر قدموں سے اُٹھا کر کہا۔

"شہزادی میں ان مہربانیوں کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا"

شہزادی: "میں تو کوئی مہربانی نہیں کر رہی"

غازی: "میں اُس رات کو بھی حیران رہا"

شہزادی: "حیرانی کی کیا بات ہے؟"

غازی: "اس لئے کہ اُس وقت بھی شکریہ ادا کرنے سے مجبور تھا"

شہزادی: "شکریہ کی ضرورت نہ تھی"

غازی: "آپ جو کرم ہم پر کر رہی ہیں۔ وہ شکریہ کا مستحق نہیں ہے؟"

شہزادی: "میں کچھ نہیں کر رہی"

غازی: "پھر یہ کیا ہے؟"

شہزادی: "جس کے آپ مستحق ہیں"

غازی: "میں کیا دُنیا کی کوئی ہستی میرے عقیدہ میں اس کی مستحق نہیں"

شہزادی: "کیوں؟"

غازی: "اس لئے کہ سجدہ کا مستحق صرف خدا ہے"

شہزادی: "میں سجدہ نہیں کر رہی"

غازی: "قدمبوسی بھی ایک قسم کا سجدہ ہے"

شہزادی: "میری نیت یہ نہ تھی"

غازی: "بس تو آپ بیگناہ ہیں"

شہزادی: "میں آپ کی خدمت کا اعتراف کر رہی ہوں"

غازی: "میں پھر حیرت میں ہوں؟"

شہزادی: "کیوں؟"

غازی: "میری کوشش آپ کے خلاف ہے"

شہزادی: "میں نہیں سمجھی"

غازی: "میں مسلمان ہوں"

شہزادی: "اور میں"

غازی: "آپ عیسائی ہیں"

شہزادی: "آپ مجھ کو انسان سمجھتے ہیں؟"

غازی: "ضرور"

شہزادی: "اور آپ خود؟"

غازی: "خود بھی انسان ہوں"

شہزادی: "بس انسانیت شرف ہے، مذہب نہ سہی"

غازی: "میں اب تک نہ سمجھ سکا کہ آپ کو مجھ سے کیا اور کیوں ہمدردی ہے؟"

شہزادی: "میں آپ کے کمال کی معترف ہوں"

غازی: "آپ کی خواہش کیا ہے؟"

شہزادی: "آپ کی کنیز بنوں"

غازی: "مجھے پھر کہنا پڑا کہ میں مسلمان ہوں"

شہزادی: "مسلمان کوئی اور نہیں ہو سکتا"

غازی: "ہر شخص ہو سکتا ہے"

شہزادی: "پھر مجھے بھی مسلمان سمجھئے"

غازی: "آپ کے اسلام قبول کرنے کی وجہ"

شہزادی: "مصطفےٰ کمال"

غازی: "میں متحیر ہوں"

شہزادی: "میں سچی ہوں"

غازی: "میری حیرت رفع نہیں ہوئی"

شہزادی:۔ "میرا ہر لفظ صحیح ہے۔"

غازی:۔ "وجہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔"

شہزادی:۔ "غور کیجئے۔"

غازی:۔ "آپ ہی طے کر دیجئے۔"

شہزادی:۔ "نہیں۔بس۔رخصت۔سلام۔"

غازی:۔ "فی امان اللہ۔"

(۱۳۱)

تھیوڈوکس:۔ "تھریس اور سمرنا کی اگر چپہ بھر زمین بھی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی۔ تو ہماری زندگی دُنیا میں بے کار ہے۔ ہم کو پھر اپنی قوم، اپنے بادشاہ، اپنے ہم چشموں کو، نہیں یورپ کو منہ دکھانے کی جگہ نہیں۔" اتحادیوں" نے ہم کو منہ مانگی مدد دی ہے۔ اور اب بھی جس قدر مدد کی ضرورت ہے۔ وہ دینے سے باہر نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ترکوں کا سامان حرب۔ اُن کی فوج ہم سے زیادہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ہمارے برابر بھی نہیں ہم اُن مقامات پر قابض ہیں اب ہمارا یہاں سے نکلنا اور اس زمین کو چھوڑنا کیا معنی کھلی ہوئی بات ہے کہ ہم ترکوں کے حملہ کی تاب نہیں لا سکے۔ اس سے زیادہ شرم کی بات ہمارے واسطے اور کیا ہوگی۔ کیا تم لوگ سمجھتے ہو۔ کہ پھر بھی ہمارے منہ اس قابل ہیں کہ ہم کسی کو دکھا سکیں۔ نہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔"

منگلوس:۔ "ہمارا کام صرف کوشش کرنا ہے فتح شکست و افعات پر منحصر ہے۔ انگورہ میں بھی ہماری فوج نے اپنی شجاعت میں کمی نہیں کی۔ مگر اس کا کیا علاج کہ ترک ٹڈیوں کی طرح زمین سے امنڈتے چلے آرہے تھے۔ اور وہ چشم زدن میں سر پہ آ پہنچے۔ اگر لڑائی لڑائی کی طرح ہوتی تو کون کہہ سکتا ہے کہ

نقشۂ جنگ میں کوئی خامی تھی مگر جب وہ نقشہ وغیرہ کی خاک پرواہ نہ کریں اور بے جگر ہو کر سر ہی پر آدھمکیں تو انسان کیا کر سکتا ہے"

تھیوڈوکس :"کیسی کمزور بات کہتے ہو جو انسان وہ ہیں وہ تم ہو۔ تم ٹڈیوں کی طرح کیوں نہ نکلے اور جس طرح وہ تمھارے سر پر آ پہنچے تم نے نقشہ کو خاک میں ملا کر یہ کوشش کیوں نہ کی کہ تم اُن کے سر پر پہنچتے ؟ اور جس طرح وہ جانیں قربان کرتے ہوئے بے جگر ہو کر لڑ رہے تھے تم بے جگر ہو کر کیوں نہ لڑے ؟"

منگلوس :"مجھے تو آج بھی اندیشہ ہے کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ترکوں کا کچھ ایسا رُعب ہماری فوج پر چھایا ہے کہ اُن کی ہمتیں ختم ہو گئیں"

تھیوڈوکس :" افسوس۔ منگلوس ! یہ فقرے کس مُنہ سے نکل رہے ہیں ؟ منگلوس کے ! اور کس وقت نکل رہے ہیں ؟ میدانِ جنگ میں ! کب ؟ جب دشمن سر پر آموجود ہوا ! دریا میں ڈوب مرو !

منگلوس :" اس بے جمعیتی میں میں تنہا نہیں ہوں۔ فوج آپ کے سامنے ہے خود کمان کیجئے۔ اور دیکھئے کہ ترک بلائے بے درماں ہیں"

تھیوڈوکس :" منگلوس ! تم کو کیا ہو گیا ؟ تم میرے سامنے ایسی باتیں کرتے ہو۔ شرماؤ کیا کہہ رہے ہو اسوچو کس سے گفتگو کر رہے ہو ؟ جس دشمن نے تمھاری عزت و آبرو برباد کر دی جس قوم نے تمھاری اس دنیا میں ناک کاٹ دی تم کہتے ہو وہ بلائے بیدرماں ہیں۔ ترک خرگوش سے زیادہ ڈرپوک ہیں۔ وہ فنِ جنگ سے قطعی ناآشنا ہیں۔ صرف لٹیرے ہیں۔ ڈاکو ہیں۔ میں نے اُن کو ہر معرکہ میں شکست دی۔ اور اُن کی شجاعت سے خوب اچھی طرح واقف ہوں۔ وہ صرف کمزور پر شیر ہیں مگر شیر کے سامنے بکری سے زیادہ نہیں"

منگلوس :"میں اس رائے سے اتفاق کرتا۔ اور بصد ادب عرض کرتا ہوں

کہ اس رائے کا تجربہ بہت آسانی سے ہو سکتا ہے۔ میں تسلیم کر لیتا ہوں کہ ترک خرگوش ہیں۔ مجھے اتفاق ہے کہ ترک بکری ہیں۔ لیکن میرے اتفاق اور آپ کی رائے سے کیا ہوتا ہے۔ حقیقت حقیقت ہی ہے۔ میں عرض کر چکا ہوں اور پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ ایک جری جنرل کی حیثیت سے میدان میں آئے ہیں۔ فوج آپ کے پاس موجود ہے۔ سامانِ حرب کافی سے زیادہ ہے۔ مجھے بھی آپ کی رائے کا تجربہ ہو جائے گا۔"

تھیوڈوکس "تم کیسی گفتگو کر رہے ہو!"

منگلوس "کیا غلطی ہوئی؟"

تھیوڈوکس "یہ تجربہ کا وقت ہے؟"

منگلوس "پھر کاہے کا وقت ہے؟"

تھیوڈوکس "لڑائی کا۔"

منگلوس "لڑائی کا نتیجہ معلوم۔"

تھیوڈوکس "کیا؟"

منگلوس "ہماری شکست!"

(۳۲)

برطانیہ "اب تک تو یہی رنج اور صدمہ تھا کہ یونان نے میدانِ جنگ میں بھیڑ اور بکریوں کی طرح ہزیمت اٹھائی۔ اور جس قدر توقعات اُن سے تھیں سب پر پانی پھر گیا۔ فوج ضائع ہوئی روپیہ برباد ہوا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ گو ہم زبان سے نہ کہیں اور لاکھ چھپائیں مگر اصلیت کب تک اور کہاں تک چھپ سکتی ہے دنیا اچھی طرح جانتی ہے کہ اس وقت ترکوں کے مقابلہ میں یونان نہیں "اتحادی" ہیں۔ جن کی پوری کمک اور ہمدردی اُن کے ساتھ ہے۔ ایسی حالت میں یہ شکست

یونان کی نہیں "اتحادیوں" کی ہے۔ اس کا جو کچھ ملال ہم کو ہے۔ ہمارے ہی دل جانتے ہیں۔ لیکن ابھی سمرنا اور تھریس باقی ہیں۔ ممکن ہے اس بدنامی کی تلافی ہو جائے۔ کیونکہ جنرل تھیوڈوکس وہاں موجود ہے۔ اور اس کی ذات سے بہت کچھ اُمید ہے۔ مگر خیر یہ تو جو ہوا سو ہوا۔ اور جو ہونا ہو گا وہ ہو جائے گا۔ مگر شہزادی کون کونسٹ کی بابت کیا خبر گرم ہے۔"

فرانس:- "یہ واقعہ ہے کہ یونان کی ہزیمت نے یورپ کے اس سرے سے لے کر اُس سرے تک افسردگی پیدا کر دی کہ ہر متنفس بجائے خود نہ صرف متاثر ہے بلکہ سخت پریشان اور حد سے زیادہ رنجیدہ ہے۔ کسی کو شبہ بھی نہ تھا کہ یونان اس بُری طرح دُم دبا کر پیچھے بھاگے گا۔ اور یہ چند بھیڑیے جو اس وقت "کمالیوں" کے نام سے مشہور ہیں فتح پائیں گے۔ مجھے آپ کی رائے سے پورا اتفاق ہے۔ کہ شکست یونان کی نہیں "اتحادیوں" کی ہے۔ اور میں خود متحیر ہوں کہ کمبخت یونانیوں پر ایسی کیا بجلی گری۔ کہ باوجود ایسے عظیم الشان لشکر اور اس قدر سامان حرب کے نوک دُم پیچھے ہٹتے۔ آپ کے کہنے کے موافق ابھی سمرنا اور تھریس کے نتائج باقی ہیں۔ ممکن ہے کوئی صورت ایسی پیدا ہو۔ جو یہ کلنگ کا ٹیکہ مٹے اور یورپ کے زخمی دلوں پر مرہم رکھدی جائے۔ مگر شہزادی کون کونسٹ کی بابت جو سُنا گیا ہے اگر یہ درست ہے تو ہم سب کی آبرو برباد ہو جائے گی اور ہم اس قابل نہ رہیں گے کہ دُنیا میں زندہ رہ سکیں۔"

اٹلی:- "جو بات اس وقت تک یونان پر نہ آئی وہ آج آتی ہے۔ اور مجھے اس کے زبان سے نکالنے میں سخت افسوس اور قلق ہے۔ کہ جس وقت ہمارا قاصد شہزادی کون کونسٹ کے دربار سے واپس آیا اور شہزادہ کی حالت ردی ہوتی تو ہمارا دوسرا قاصد شاہ قسطنطین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام واقعات بیان کرنے کے بعد

انتہائی التجاؤں سے کام لیا۔ مگر جب ہم کو یقین کامل ہوگیا کہ یونان نے ہماری درخواست کو نہایت بے وقعتی سے پھینک دیا۔ تو ہمارا مصمم قصد ہوگیا تھا کہ یونان پر حملہ کریں اور جب تک ہماری فوج شہزادی کون کونسٹ کے قصر عالی کی اینٹ سے اینٹ نہ بجادے۔ ہم دم نہ لیں۔ مگر ہماری خاموشی کی وجہ اور صبر کا سبب صرف فرانس و برطانیہ تھے۔ کیونکہ ہمکو یقین تھا کہ دونوں طاقتیں اس معاملہ میں ہمارے برخلاف ہونگی۔ ہم نے اپنے سینہ پر صبر کا پتھر رکھا۔ اور خاموش ہو گئے۔ یونان کی شکست اس میں شک نہیں تمام یورپ کے واسطے مرجانے کا مقام ہے۔ مگر آپ برا مانیں یا بھلا ہمارا دل یونان کی طرف سے ایسا پکا ہوا ہے کہ ہم یونان کی شکست پر جہاں متاسف و رنجیدہ ہیں۔ وہاں ایک قسم کی خوشی بھی ہے۔ اور ہم سمجھ رہے ہیں کہ یونان اس سزا کا مستوجب تھا۔ واقعات نے جو صورت اختیار کی ہے۔ اس سے اٹلی کو پورا یقین ہو گیا ہے اور کوئی ضرورت نہیں کہ میں آپ دونوں کی طرح سے چھپا کر کہوں شہزادی کون کونسٹ کا کمال پر عاشق ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا اور تمام حالات ثابت کر رہے ہیں۔ کہ وہ اپنے حسن کے زعم میں یورپ کو دھتکار چکی اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی سنا ہے اس نے یہ ستم کیا کہ تثلیث کے جانی دشمن ایک ایسے مسلمان پر عاشق ہوئی جو ہمارے خون کا پیاسا ہے۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ ہوائی جہاز میں انگورہ پہنچی۔ اور اس نے وہیں نہیں سقاریہ میں بھی مکار کمال سے اظہار محبت کیا۔ ہم صرف سمرنا کا فیصلہ دیکھ رہے ہیں۔ یونان اس میں کامیاب ہو یا ناکام، سمرنا کے بعد اگر کون کونسٹ نے اٹلی کے سوال کا معقول جواب نہ دیا۔ دیا گیا معنی اگر شہزادہ کو منظور نہ کیا اور کمال کے ساتھ عشق و محبت میں مصروف ہوئی تو ہمارا پہلا کام یہ ہوگا کہ ہم یونان کو تباہ کر دیں اگر ہمارا یہ فیصلہ غلط ہے تو قسطنطین کا فرض ہے کہ وہ شہزادی کو ہمارے سپرد کر دے۔"

روس "ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خود "اتحادیوں" میں لڑائی شروع ہوگی۔ اور جس وقت ہم کمزور ہوئے تو ظاہر ہے کہ دشمن ہماری کمزوری سے پورا فایدہ اٹھائے گا۔ اور آج جو اندیشہ ہم کو تھریس اور سمرنا سے ہے کل لندن اور پیرس سے ہوگا۔ اگر کون کوسٹ آبا و اجداد کی عزت و آبرو کو اس طرح برباد کرتی ہے۔ اور اپنے جلیل القدر شہزادوں کو چھوڑ کر ان ڈاکوؤں کو پسند کرتی ہے تو اس کو فوراً بائیکاٹ کر دینا بہتر ہے۔ اس کو ایتھنز سے شہر بدر کیا جائے اور ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ وہ پھر یورپ میں قدم نہ دھر سکے۔ لیکن اس کے اس فعل سے اس نتیجہ پر پہنچنا دانشمندی نہیں۔ اٹلی جس قدر کوشش شہزادی کے حاصل کرنے کی کرے گا۔ اس سے زیادہ فرانس اور برطانیہ کر سکتا ہے۔ اگر اٹلی کو اس میں کامیابی ہوئی اور اس طرح اس نے ملکہ کو اپنے قبضہ میں کیا تو یہ دوسروں کے واسطے ایک مثال ہوگی اور بہت ممکن ہے برطانیہ اور فرانس بھی یہ ہی تدبیریں اختیار کریں۔ جب ہم خود آزادی کے مدعی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ایک عورت کو اس کی مرضی کے خلاف اپنی طاقت سے اپنے قبضہ میں کر لیں کون کوسٹ کو اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔"

برطانیہ "آپ نے جو کچھ کہا وہ بہت درست ہے۔ لیکن آزادی کے مدعی ہونے کا نتیجہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اس کے واسطے اپنے تمام حقوق اور فائدے بالائے طاق رکھدیں۔"

اٹلی "ہمارے معزز دوست کا خیال بہت کچھ اصلیت سے دور ہے۔ تعجب ہوتا ہے کہ یورپ کی ایک طاقت یہ گوارا کر رہی ہے۔ اور ایسی طاقت جس کی رگوں میں تثلیث کا خون دوڑ رہا ہے۔ کہ ایک عیسائی مذہب کی پیرو ایک مسلمان کی ملکیت ہو جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کون کوسٹ تثلیث کو غلط سمجھ کر خداوند کے سایہ سے جدا ہوگی۔ اور توحید کے قبضہ میں پھنس کر حقیقی مذہب کو آگ لگائے گی۔ اگر ہم اس وقت

ایسے سنگین جرم پر خاموش بنتے ہیں۔ اور کون کونسٹ کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔
تو خود ہماری سلطنتوں میں مسلمان ایسے جرائم پیدا کر دینگے۔ اور اگر یہ دستور شروع
ہو گئی تو اس کا رکنا مشکل ہو گا۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ابھی سے اس کا
انسداد کریں۔ اور ایسی سخت سزائیں دیں کہ آیندہ اس سرزمین پر ایسا فتنہ واقع نہ ہو"

فرانس :- "اس کا نتیجہ جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہے۔ بالفرض 'اتحادی' اس میں کامیاب
ہو گئے تو میں اس بدنامی کو جو اس کے بعد حاصل ہو گی چھوڑ دیتا ہوں مگر یہ سوال
ضروری ہے کہ پھر کون کونسٹ کس کی ملکیت ہو گی"

اٹلی :- "اس تجویز کا محرک اٹلی ہے۔ اسی کا حق سب سے زیادہ ہے"

برطانیہ :- "یہ تو نادرست ہو گا۔ اگر اس کوشش میں اتحادی متفقہ طاقت یا متفقہ
رائے سے شریک ہو کر کامیاب ہوئے تو سب کے حقوق مساوی ہوں گے۔ کسی کو
کسی پر ترجیح نہ ہو گی"

روس :- "جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کا فیصلہ ہو گیا اور آگے چل کر ہو گا کون کونسٹ
ایک ایسے فساد کا باعث ہو گی۔ جو تمام یورپ کو تہ و بالا کر دے گا۔ میں خود شہزادی
کا متمنی آپ دونوں سے زیادہ ہوں اس لئے کہ شہزادہ روس کی زندگی کی اب کوئی
امید نہیں۔ مگر میں جو کچھ فیصلہ کر رہا ہوں وہ دور اندیشی پر مبنی ہے۔ اور میری رائے
میں اس وقت بہترین رائے یہ ہو گی۔ کہ شہزادی کو اس کی خوشی پر چھوڑ دینا چاہیے"

(۳۳)

شہزادی :- "غازی اعظم یہ ایک حقیر تحفہ ہے"

غازی - "شہزادی! یہ بے مثل تلوار ہے۔ جو آپ مجھ کو عنایت کر رہی ہیں"

شہزادی :- "اس کی تہ میں کچھ اور بھی ہے"

غازی :- "وہ کیا"

شہزادی: ”آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔“
غازی: ”آپ کی عنایت!“
شہزادی: ”عنایت سے آگے بڑھیے!“
غازی: ”کرم؟“
شہزادی: ”اس کوچہ کو چھوڑ دیجئے!“
غازی: ”پھر کدھر آؤں؟“
شہزادی: ”حقیقت کی طرف!“
غازی: ”تو کیا بتاؤں!“
شہزادی: ”اس کی تہ میں کیا ہے؟“
غازی: ”محبت!“
شہزادی: ”بیشک۔ بیشک۔ بیشک!“
غازی: ”کرم۔ احسان۔ شکریہ!“
شہزادی: ”یہ پیام فتح ہے!“
غازی: ”خدا وہ دن جلد لائے!“
شہزادی: ”آگیا!“
غازی: ”الحمد للہ!“

(۳۴)

مصطفیٰ کمال: ”میرے عزیز دوستو! یہ وہ وقت ہے کہ اس سے زیادہ نازک وقت تم نے عمر گذشتہ میں نہ دیکھا ہوگا۔ تمہارے برخلاف تمام عیسائی دنیا تیار اور کوشاں ہے۔ کہ اس سرزمین سے تم کو محروم کر دے۔ جو تمہارا موروثی حق ہے۔ یہ لڑائی وہ لڑائی ہے جو حق و باطل کا فیصلہ کرے گی۔ سچ جھوٹ کی قلعی کھولے گی، اور کذب و حقیقت کا

تصفیہ کرے گی۔ دشمن پوری طاقت سے تمہارے مقابلے کو آیا ہے۔ دو چار نہیں۔ بیسیوں ہوائی جہاز تمہاری دیکھ بھال میں مصروف ہیں۔ اور وہ مورچہ بندی کی گئی ہے "جوکر وسیڈز" کی یاد دلا دے گی۔ تمہارا بھروسہ اس وقت سوائے خدائے برتر و برحق کے کسی اور پر نہیں۔ تم اس چیز کو لینے کے کوشاں ہو جو تمہاری ہے! اور وہ مانگ رہے ہو جہاں جہاں تمہاری نشانیاں موجود ہیں۔ یاد رکھو دنیوی طاقت تمہارے ساتھ نہیں مگر خدائی طاقت تمہارے ساتھ ہے۔ وہ مظلوموں کا سہارا ہے۔ اور یہ اصول یاد رکھنا جس کا کوئی نہیں ہوتا ہے اس کا وہ ہوتا ہے۔ مگر وہ کس وقت ہوتا ہے جب تم خود اپنے ہو جاؤ۔ وہ اس کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد کرتے ہیں۔ وہ ان کو طاقت دیتا ہے جو اپنے میں طاقت پیدا کرتے ہیں۔ اس وقت تمہاری شجاعت اور صداقت کا فیصلہ ہوگا اور جس بے جگری اور عالی ہمتی سے تم بردصہ اور سقاریہ میں آگے بڑھے ہو اس کی آج بھی ضرورت ہے۔ تم یقین کرو یہ تمام شوں شاں یہ ساری طمطراق۔ یہ سب کس بل صرف اس وقت تک کا ہے جب تک تمہاری تلوار میان سے باہر نہیں آتی۔ جب تم بجلی کی طرح ان پر گرے مگر کونسی بجلی وہی بجلی وہی توحید کی بجلی جو انگورہ اور بردصہ میں تھی۔ اس وقت یہ ایک دم کو بھی یہاں نہ ٹھیریں گے!! یہ وہ مبارک وقت ہوگا کہ تم اس سرزمین پر قابض ہو گے۔ جو تم سے ہمیشہ کو چھوٹ گئی۔ اور جو تمہارے داخلہ کی اس لئے منتظر ہے کہ تمہاری صورتوں کو ترس گئی۔

میرے محترم سردارو! میں خوش ہوں کہ تم پوری طرح آراستہ ہو یونانی اسی تیاری میں ہے کہ تم پر حملہ کریں۔ وہ صرف مدافعت کریں گے اور جس وقت تم نے ان کی مدافعت کا خاتمہ کر دیا۔ ان کے پاس ہزیمت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اب تم خدائے برتر کا نام لے کر آگے بڑھو۔ اور کلمہ توحید پڑھتے ہوئے داخل ہو

(۳۵)

ایک بہت ہی عجیب غریب واقعہ جس نے جنگ سے زیادہ یورپ کو آجکل اپنی طرف متوجہ کر رکھا ہے ظہور میں آیا ہے ہم کو اُمید ہے ہمارے ناظرین اس واقعہ میں نہ صرف اپنی عقل لڑا کر کسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ بلکہ اگر ممکن ہو تو اصلی راز کا پتہ لگانے کی کوشش کرینگے۔

شاہ قسطنطین کی بھتیجی شہزادی کون کو نسٹ جو حُسنِ جمال میں اس وقت اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اور جس نے طرابلس میں اٹلی سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ شہزادہ سے شادی کرے گی اور خود شہزادہ کو اس کامیابی پر نہ صرف مُبارک دی تھی بلکہ معاملہ طے کر دیا تھا۔ اب جبکہ شہزادہ کی حالت زیادہ خراب ہوئی اور وہ شہزادی کے فراق کی تاب نہ لاسکا۔ تو اپنا قاصد تکمیل عہد کے واسطے شہزادی کی خدمت میں روانہ کیا۔ یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کیونکر اتفاق سے شہزادہ انگلستان بھی کسی جگہ اور کسی وقت ملکہ سے دوچار ہوا۔ اور اُس کے عشق کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے پیام شادی دیا گیا کہا جاتا ہے کہ اس شادی کا جواب بھی وہی تھا جو اٹلی کے شہزادہ کو دیا گیا۔

اٹلی کا قاصد ابھی پہنچنے نہ پایا تھا کہ شہزادی کسی موقعہ پر شہزادہ فرانس سے ملی اور اس کے حسن کا تیر شہزادہ کے پار ہو گیا۔ سُنتے ہیں کہ جب شہزادہ فرانس نے شادی کی درخواست کی تو وہ بھی منظور ہو گئی۔

اب کہ یورپ کی زبردست سلطنتوں کے یہ تینوں شہزادے شہزادی کے فراق میں تڑپ رہے ہیں۔ شہزادی کون کو نسٹ مصطفٰے کمال پر فریفتہ ہو گئی۔ ہم کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ ۱۷ جولائی کو ہوائی جہاز کے ذریعہ سے انگورہ پہنچی۔ اور دل محبت مصطفٰے کی خدمت میں پیش کیا۔

واقعہ یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ معتبر آنکھوں نے سقاریہ پر ان دونوں کو نہ صرف باتیں

کرتے ہوئے دیکھا بلکہ شہزادی مصطفےٰ کمال کے قدموں کو بوسہ دیتی ہوئی دکھائی
دی۔ اس واقعہ نے فرانس۔ برطانیہ اور اٹلی کو سخت برافروختہ کر رکھا ہے۔ چونکہ اٹلی
کا مصمم قصد ہے کہ وہ اس کا بدلہ لے اور وہ یونان کو اس کا ذمہ دار قرار دیتا ہے۔ اس لئے
تیسری تاریخ کی دوپہر کو ایک خفیہ مجلس تینوں سلطنتوں کے وزرا کی اس معاملہ پر غور کرنے
کے واسطے منعقد ہوئی۔ باوجود فرانس کی انتہائی کوشش کے اٹلی اب تک اپنے خیال
پر جما ہوا ہے اور گو برطانیہ نے اٹلی کی کلی تائید نہیں کی مگر وہ فرانس کے اس خیال سے
متفق نہ ہو سکا کہ کوئن کونسٹنٹ اپنی مرضی کی مختار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شہزادی آجکل
موسم گرما بسر کرنے کے واسطے سوئیٹزرلینڈ گئی ہوئی ہے۔ اور یونان کی سرکاری اطلاع
سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے لیکن احتمال ہے کہ یہ خبر غلط ہو اور شہزادی انگورہ یا برصہ
گئی ہوئی ہو۔ اس لئے حکومت کی طرف سے ایک ہزار پونڈ کا انعام اس شخص کو دیا جائیگا
جو اس کا پورا پتہ دے۔

اس کے ساتھ ہی یونان کو اچھی طرح معلوم ہو جانا چاہئے کہ وہ اس حالت میں کہ تینوں طاقتوں
کے پیام منظور ہو چکے ہیں شہزادی کی موجودگی کا ذمہ دار ہے اور اگر شہزادی یونان سے
فرار ہو کر انگورہ چلی گئی یا مسلمانوں کے قبضہ میں پہنچی تو ہر سلطنت مجاز ہے کہ یونان
کو اس کا مزہ چکھائے۔

مسٹر ھیورٹ جنھوں نے ۹ اگست کو آخری مرتبہ اُس وقت شہزادی کو دیکھا ہے جب بقول
یونان کے وہ سوئٹزرلینڈ کی تیاری کر رہی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ میں ڈیڑھ گھنٹہ تک مسلسل
شہزادی کے پاس بیٹھا رہا۔ اور اس تمام عرصہ میں گفتگو صرف شہزادی ہی کے مستقبل کے
متعلق ہوئی۔ لیکن اس کی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ مصطفےٰ کمال کے عشق کا تیر اس کو گھائل
کر چکا۔ اور اُس کو اُس کے ذکر میں ایک خاص لطف آتا تھا جس وقت اُس زبان سے کمال
کا لفظ نکلتا تھا۔ تو اُس کا چہرہ چمک اُٹھتا تھا۔

"اسٹینڈرڈ ھیرلڈ"

(۳۶)

نعیم بے: "حالات آپ کے سامنے بھی ہیں"

ڈیبسون: "تو یہ آفت کیا ہے؟"

نعیم بے: "شہزادی کا مسلمان ہونا"

ڈیبسون: "بالکل غلط"

نعیم بے: "مگر مسلمانوں کو پورا یقین ہے۔ بالخصوص جب سے سٹینڈرڈ نے شایع کیا ہے"

ڈیبسون: "سٹینڈرڈ جھوٹا ہے۔ مسلمانوں کو اتنا آپے سے باہر نہ ہونا چاہیئے"

نعیم بے: "ان کی خوشی رکتی نظر نہیں آتی۔ وہ ....."

ڈیبسون: "آپ کچھ کیجئے"

نعیم بے: "میں کیا کر سکتا ہوں اور اگر ...."

ڈیبسون: "اور اگر کیا؟"

نعیم بے: "کچھ نہیں"

ڈیبسون: "کچھ نہیں کیوں آپ منہ کھول کر بات کیجئے"

نعیم بے: "بات یہ ہے ہم نے اپنے مذہب اپنے وطن اپنی قوم سب سے بگاڑ لی اور سب کو اپنا دشمن بنا لیا کس لئے صرف "اتحادیوں" کے لئے صلحنامہ پر دستخط ہونے آسان نہ تھے۔ مگر ہم نے صرف آپ کی خاطر سب کچھ منظور کر لیا۔ ہم کو "قوم فروش" "ملت فروش" "مذہب فروش" کے خطاب ملے۔ مگر ان توقعات پر جو ہم کو آپ سے تھیں ہم نے سب کچھ منظور کیا۔ اور آپ کا کام کر دیا یعنی صلحنامہ پر دستخط ہو گئے۔ جن دستخطوں کے واسطے آپ اس قدر بےچین اور مضطرب تھے۔ آج آپ خود اس پر نظر ثانی کر رہے ہیں۔ اب فرمائیے ہمارا حشر کیا ہوگا۔ ہم جس طرف نکل جاتے ہیں ہم پر لعنت پڑتی ہے۔ کوئی عزیز ہم سے بات نہیں کرتا۔ کوئی دوست رشتہ دار ہم سے نہیں ملتا ہم جس راستہ سے

گذرتے ہیں ہم پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ ہم جدھر ہو کر جاتے ہیں ہماری طرف انگلیاں اٹھتی ہیں۔ ہمارے قریبی عزیز ہم سے بگڑ گئے۔ اور کوئی ہم سے بات نہیں کرتا۔ آپ جانتے ہیں یہ درگت ہماری کیوں ہوئی۔ فقط آپ کی وجہ سے۔ مگر آپ بھی ہمارے نہ ہوئے وہ صلحنامہ اب بیکار ہو گیا اُس پر دوبارہ غور ہو رہا ہے۔ گویا ہم کو ذلیل کرنے کے واسطے مرتب ہوا تھا۔ اور اُس کا مقصد صرف یہ تھا کہ ہم قوم کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جائیں۔ اور ہمارے یگانے بے گانہ ہوں۔"

ڈیسون۔ "آپ کو کیا توقع تھی؟"

نعیم بے۔ "آپ ہمیشہ ہمارے ممنون رہیں گے۔ اور ہمارے نقصان کی تلافی کرینگے"

ڈیسون۔ "ہم نے کیا نہیں کیا؟"

نعیم بے۔ "آپ کیا کر رہے ہیں۔"

ڈیسون۔ "آپ کو وطن مل رہا ہے۔"

نعیم بے۔ "ہم سے حکومت کا وعدہ تھا۔ کہ ہم حکومت کا ایک فرد ہوں گے"

ڈیسون۔ "کہاں؟"

نعیم بے۔ "قسطنطنیہ میں۔"

ڈیسون۔ "اگر ہماری حکومت ہوئی۔"

نعیم بے۔ "ہاں! اُس وقت اگر مگر نہ تھا۔"

ڈیسون۔ "پھر کیا تھا۔"

نعیم بے۔ "قسطنطنیہ کی حکومت لینی تھی۔ اور اسی وجہ سے ہم کو بُرا بنوایا۔"

ڈیسون۔ "یہ کوشش بھی ناکام ہوئی۔"

نعیم بے۔ "آپ کی کوشش ناکام ہوئی اور آپ اطمینان سے گھر چلدیئے۔ مگر ہمارا کیا ہوا۔ ہم انسان سے حیوان بن گئے۔ ہم کو قسطنطنیہ میں ایک لمحہ ٹھہرنا دوبھر ہو گیا

ہر متنفس ہماری جان کا دشمن ہوا۔ کوئی ٹھکانا ہمارے بیٹھنے کے واسطے نہ رہا۔ عزیزوں کی شرکت سے ہم محروم ہوئے اور اگر سچ پوچھئے تو محض اس دنیا کی خاطر ہمارا دین بھی غارت ہوا۔"

ڈیبسون:۔ حکومت نے آپ سے جو وعدے کئے تھے۔ وہ سب پورے ہوئے اب بھی ہم اس کے واسطے تیار ہیں۔ کہ اگر آپ قسطنطنیہ میں رہنا نہ چاہیں تو جو مقام آپ پسند کریں وہاں آپ کو پہنچا دیں۔ جو وظیفہ آپ کو مل رہا ہے وہ وہاں بھی ملیگا آپ اپنے بال بچوں کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔ لیکن آپ کو اس وقت "اتحادیوں" کی مدد کرنی چاہیے۔ کیونکہ ترک بہت زیادتی کر رہے ہیں۔"

نعیم بے:۔ "جو ہمارے امکان میں ہے اس سے ہم نے پہلے بھی دریغ نہیں کیا اور اب بھی حتی الوسع دریغ نہ کرینگے۔ مگر امر حقیقی یہ ہے۔ کہ ترکوں پر اب ہمارا اثر بالکل نہ رہا۔ اور ترک ہم کو "اتحادیوں" کا آدمی سمجھ رہے ہیں۔"

ڈیبسون:۔ "آپ کو واقعہ کا علم ہے؟"

نعیم بے:۔ "ہاں میں سن چکا ہوں مگر آپ فرمایئے کہ کیا ہوا اور کیونکر ہوا۔"

ڈیبسون:۔ "باضابطہ رپورٹ آپ نے دیکھی؟"

نعیم بے:۔ "نہیں۔ صرف سن رہا ہوں۔"

ڈیبسون:۔ "دیکھئے حقیقت یہ ہے۔"

صوبہ دار امر سنگھ نے ایک دوکاندار احمد پاشا کے ہاں سے دو نوٹ لئے خریدے جب وہ قیمت دینے لگا تو اس کی خواہش ہوئی کہ کچھ دام کم کر دیئے جائیں چنانچہ اس نے اس خواہش کا اظہار کیا۔ دوکاندار بجائے اس کے کہ قیمت کم کرتا یا مال واپس لیتا دوکان سے نیچے اتر آیا اور صوبہ دار کے تھپڑ مارا۔ چونکہ صوبہ دار کے پاس خنجر موجود تھا۔ اس نے غصہ میں محض دھمکانے کے واسطے خنجر نکالا کہ چاروں طرف سے ترک آ

موجود ہوئے اور اسی خنجر سے اس کا کام تمام کر دیا۔"

نعیم بے: "ہاں آپ کی رپورٹ سرکاری ہے اور بالکل غلط ہے اصلیت یہ ہے کہ صوبیدار نے تولئے منیٹھے ہیں گئے اور صرف آٹھ فرانک آگے ڈال کر چلنے لگا۔ دوکاندار نے اٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا۔ اور تو لئے مانگے صوبیدار چونکہ فتح کے زور میں تھا اور سمجھ رہا تھا کہ ہندوستانیوں کی طرح ترک بھی مغلوب ہیں اس لیے اس نے دوکاندار سے کہا "کہ مت ہم کو ہاتھ مت لگاؤ۔" یہ الفاظ ایسے نہ تھے کہ ایک پردیسی آدمی کی زبان سے ترک برداشت کر لیتا۔ اس نے تھپڑ مارا۔ اس پر صوبیدار نے خنجر نکالا خنجر کی صورت دیکھتے ہی ترک لپٹ گیا۔ لوگوں نے صرف تماشہ دیکھا اور کوئی نہیں آیا۔ صرف احمد بابت نے اس کے ہاتھ سے خنجر لیکر کام تمام کر دیا۔"

ڈیسون: "یہ بھی زیادتی ہے۔"

نعیم بے: "مطلق نہیں۔"

ڈیسون: "کیوں؟"

نعیم بے: "یہ قسطنطنیہ ہے اور ترک اس کے لئے تیار نہیں کہ دوسری قوم ان پر اتنی زیادتی کرے۔"

ڈیسون: "احمد بابت کو گرفتار کرو۔"

نعیم بے: "نہیں ہو سکتا۔"

ڈیسون: "نتیجہ نہایت خطرناک ہوگا۔ اتحادی افواج کے ایک فرد کا خون ضائع نہیں ہو سکتا۔ ہم اس کا بدلہ لیں گے اور سختی سے لیں گے۔ اگر یہ درست ہے کہ کسی اور نے مدد نہیں دی اور سوا احمد بابت کے اس کے قتل میں کوئی اور شریک نہیں تھا۔ تو ہم احمد بابت کو ضرور اس کی سزا دینگے۔"

نعیم بے: "آپ کو خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ کمالی فتوحات نے ترکوں کے

بجھے ہوئے چراغ کی بتی اُکسا دی۔ اور جس وقت سے سٹینڈرڈ میں شہزادی کوثر کا خط شائع ہوا ہے۔ اُس وقت سے تو یہ حال ہوا ہے کہ گھر گھر گھی کے چراغ جل رہے ہیں"

ڈیسون: "یہ سب صحیح مگر صوبیدار کا خون رنگ لائے گا اور یہ خالی جانے والا نہیں"

نعیم بے: "آپ بھڑوں کے چھتہ پر ہاتھ نہ ڈالئے۔ ترک بھرے بیٹھے ہیں آپ سمجھتے ہیں کہ وہ مسلح نہیں۔ مگر اُن کے بچہ بچہ کے پاس ہتھیار موجود ہیں۔ اگر آپ نے اس وقت ذرہ بھر بھی سختی سے کام لیا تو قسطنطنیہ میں غدر یقینی ہے۔ اور میری یہ بات یاد رکھیے کہ ترک اتحادیوں سے لڑنے پر بس نہ کرینگے۔ بلکہ چن چن کر ایک ایک عورت اور بچہ کو قتل کر دینگے"

ڈیسون: "تو کیا آپ کی رائے میں ہماری فوج عورتوں سے بھی بدتر ہے۔ ترک یہ سب کچھ کرینگے اور ہم اُن کو کرنے دینگے!"

نعیم بے: "آپ جو کچھ اس کا تدارک کریں گے وہ اور زیادہ خطرناک ہوگا"

ڈیسون: "لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ "اتحادیوں" کے اقتدار کو نقصان پہنچ جائے"

نعیم بے: "آخر آپ کیا چاہتے ہیں؟"

ڈیسون: "احمد بک کی گرفتاری۔ ہم اس کو بعد میں رہا کر دیں گے"

نعیم بے: "اگر آپ اس کا وعدہ کرتے ہیں تو اس لئے کہ اسے ایفا کرینگے یہ بھی ہو جائے گا"

ڈیسون: "ہاں ہاں شکریہ"

نعیم بے: "اچھا اجازت دیجئے"

ڈیسون: "سلام"

(۳۷)

گوزبلاس: "میرے پاس غیرت دلانے کے جو الفاظ تھے وہ سب ختم ہو گئے

سامانِ حرب کی جس قدر ضرورت تھی اُس سے دُگنا فراہم کر دیا۔ فوج جس قدر کافی ہو سکتی تھی اُس سے ڈیوڑھی موجود ہے۔ اس حالت میں ہماری پیشقدمی تو رہی در کنار ہم لحہ بہ لحہ پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ آخر یہ کیا مصیبت ہے"

سٹر پلو۔" ہمارا پیچھے ہٹنا بہت بڑی بڑی مصلحتوں پر مبنی تھا۔ اس کے معنی شکست یا ہزیمت کے نہیں ہیں۔ آخر ترک بھی تو مصلحتاً انگورہ تک پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اور پھر جیسی اُنھوں نے مدافعت کی وہ ظاہر ہے۔ اس سے بہتر مدافعت ہماری ہوگی"

گوز پلاس۔" میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی میرا خیال تھا کہ تم اس محاذ سے آگے بڑھکر ادسگ پر مقابلہ کر دگے مگر ادسگ پر دشمن کا قبضہ ہو گیا۔ اور اب میں سُن رہا ہوں کہ وہ آگے بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ ایک اور مصیبت نازل ہو رہی ہے۔ وہ یہ کہ" پیرس کانفرنس" میں قبضہ سمرنا کا سوال اُٹھا ہے۔ اور" اتحادی" کچھ متزلزل ہو رہے ہیں"

سٹر پلو۔" تو" اتحادیوں" کا مطلب یہ ہے کہ ہم سمرنا خالی کر دیں ؟"

گوز پلاس۔" ہاں۔ اندیشہ ہے"

سٹر پلو۔" یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ سمرنا کا چھوڑنا ہماری موت کا سوال ہے۔ ہم کو سب کچھ منظور ہے مگر ہم ہرگز ہرگز سمرنا نہ چھوڑینگے۔ اور اگر اتحادی اپنی کانفرنس میں طے بھی کر دیں۔ تو ہم کو منظور نہیں۔ اور نہ ہم اس پر عملدرآمد کرینگے۔ ہمارے پاس تلوار ہے۔ اور تلوار ہی اُس کا فیصلہ کرے گی۔ کہ سمرنا پر قبضہ کرنیکا کون زیادہ مستحق ہے"

گوز پلاس۔" بیشک ہماری ہمت اتنی ہی بلند ہونی چاہئے۔ اتحادی صرف اُسی وقت تک ہمارے خلاف ہو سکتے ہیں جس وقت تک ترک فتح پا رہے ہیں جب ہم نے اُن کو شکست دیدی اور سمرنا کی حدود میں اُن کو نہ پھٹکنے دیا۔ تو" اتحادی" ہرگز یہ نہیں کر سکتے کہ ہم کو سمرنا چھوڑنے پر مجبور کریں"

سٹر پلو۔" بس سب سے بڑی ضرورت اس وقت یہ ہے کہ ہم ترکوں سے اس طرح

نبرد آزما ہوں کہ وہ سمرنا میں پھٹکنے نہ پائیں"

گوزیلاس:- "پیرس کانفرنس کا انعقاد اس وقت تک بالکل بے موقعہ اور خلاف مصلحت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے اتحادی ترکوں سے ڈر گئے۔ یہ تمام حیرانی ہمارے پیچھے ہٹنے سے ہوئی تم کہتے ہو اگر ترک پیچھے ہٹے تو کیا شکست ہوگئی جس طرح ترک پیچھے ہٹے اور انگورہ سے شیر کی طرح پلٹے اُسی طرح ہم بھی مصلحتاً پیچھے ہٹ آئے اور اب اس طرح آگے بڑھیں گے کہ ترک بھی یاد رکھیں۔ مگر کانفرنس نے اگر سمرنا کے خلاف فیصلہ کیا جیسا کہ مجھے اتحادیوں کے تیور سے معلوم ہوتا ہے۔ تو سخت مصیبت ہوگی"

سٹرملو:- "ان تمام خرابیوں کا علاج اس کے سوا کوئی اور نہیں ہے کہ اگر ہم ترکوں کو اس وقت ہٹا سکے اور اُن کی قوت کا خاتمہ کر دیا تو جو چاہیں گے ہو جائیگا۔ اور اگر ہم کامیاب نہ ہو سکے تو ترک اور شیر ہو نگے۔ اور اُن کے شیر ہونے سے اتحادی مجبور ہوں گے کہ اُن کی شرائط منظور کریں۔ جب اتحادی لڑائی سے اس قدر دُور جا رہے ہیں۔ کہ وہ "معاہدہ سیورے" پر نظر ثانی کرنے کو تیار ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ اگر ترک اور بڑھے تو وہ شاید ہم کو بالکل ہی دبا دیں"

گوزیلاس:- "اتحادیوں" کی دُور اندیشی بھی ایک خاص حد تک بجا اور ایک خاص لحاظ سے درست ہے۔ وہ ایک عظیم الشان جنگ سے ابھی فارغ ہوئے ہیں اور فوج کافی برباد ہو چکی ہے۔ روپیہ اُمید و توقع سے زیادہ صرف ہو چکا ہے۔ اگر لڑائی اس وقت پھر شروع ہوئی تو ایک میں بھی لڑائی کی ہمت نہیں۔ اور خیال نہیں یقین ہے کہ یہ لڑائی معمولی نہیں ویسی ہی عظیم الشان ہوگی۔ "اتحادی" اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ بالشویک ترکوں کے ساتھ ہیں اور ترکوں کا یہ دم خم صرف بالشویکوں کے بھروسہ پر ہے۔ پس ترکوں سے لڑنا گویا بالشویکوں سے لڑنا ہے۔ اور بالشویک اس موقعہ کے منتظر ہیں کہ کسی نہ کسی طرح کسی نہ کسی جگہ "اتحادیوں" سے لڑائی چھڑ جائے"

سٹرپلوؔ:۔ انحادی اسی وجہ سے پہلو بچا رہے ہیں۔ ورنہ ترکوں سے لڑنا اُن کے واسطے کچھ مشکل نہ تھا۔ ایک بات اور بھی ہے کہ "انحادیوں" کے مقبوضات میں مسلمان آبادی بھی ہے۔ اور وہ بہت بپھری ہوئی ہے۔"

گوزیلاس:۔ نہیں یہ بات نہیں ہے اور یہ خیال غلط ہے۔ انحادی ایسے نہیں ہیں کہ وہ اپنے مقبوضات کی آبادی کا لحاظ کریں۔ صرف یورپ کی حالت نے اُن کو مجبور کر دیا ہے۔ کہ وہ اس وقت لڑنا نہیں چاہتے۔ اور ترکوں سے مصالحت ہو جانے کے خواہشمند ہیں۔ ورنہ انحادی ترکوں کی جان کے دشمن ہیں۔ لائڈ جارج نے تو انتہائی کوشش کی تھی کہ کسی طرح ترکوں کا خاتمہ ہی ہو جائے۔"

(۳۸)

میرے بے حیا و بے شرم یونانیو! کیا تم اس روز کے واسطے زندہ رہے تھے۔ کہ صفحۂ دنیا پر اپنی ایسی یادگار چھوڑ جاؤ۔ جو ہمیشہ تمھاری لعنت کا باعث ہو! ہیں انجینئر سے یہ سمجھ کر آیا تھا کہ تم انگورہ فتح کرنے والے ہو۔ خیر اگر تم وہاں سے بھاگے تو چنداں مضائقہ نہیں لیکن افیوں۔ قرۃ حصار۔ عسکی شہر۔ سقاریہ۔ بروصہ یہ سب تمھارے قبضہ سے نکل گئے۔ اور تم زندہ ہو۔ تم اس وقت کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ کہ تمھارے بھائی دشمنوں کے قبضہ میں پھنسیں۔ یونانیوں کی پوری جمعیت ترکوں کے ہاتھ معہ سپہ سالار قید ہو اور تم سنو۔ آج کیا تم کہہ سکتے ہو کہ روئے زمین پر تم سے زیادہ بے حمیت اور بے غیرت قوم کوئی موجود ہے۔ افسوس افسوس جس قوم کو ہم اتنا ذلیل اور ایسا کمینہ سمجھتے تھے وہ اس وقت دنیا بھر کی ہر قوم سے ممتاز نکلی۔ ہائے۔ افسوس۔ یہ چند ڈاکو آج ایسے طاقتور ہو گئے کہ ہر سلطنت ان سے تھرا رہی ہے۔ اے کمبختو کہیں بھی دنیا میں سنا ہے فوج معہ سپہ سالار قید ہو بھیڑوں اور بکریوں کو بھی نہیں سنا کہ گڈریے سمیت مصیبت میں پھنس جائیں میں خوش

تھا اور اسی غرض سے انتھنز چھوڑ کر یہاں آیا تھا کہ میرا شاہانہ داخلہ انگورہ میں نہایت کامیاب ہوگا۔ مجھے خبر نہ تھی کہ جان ہی کے لالے پڑ جائیں گے۔ میں اب یہاں ٹھیر کر کیا کروں۔ کس توقع پر ٹھیروں اور کس اُمید پر رہوں۔ کیا اس واسطے کہ نہ معلوم طاقتور ترک کس وقت حملہ کر بیٹھیں۔ تم جو باقی ہو گیدڑوں کی طرح بھاگ جاؤ اور میں بھی گرفتار ہو جاؤں۔ غضب غضب! ستم ستم۔ شرم اے بے حیا فوج شرم کیا تمہارے واسطے دریا نہ تھے کنوئیں نہ تھے کہ تم ڈوب مرتے اور اپنے منحوس چہرے ہم کو نہ دکھاتے کہاں ہے وہ کمبخت وینزیلاس جو مصطفےٰ کمال کو زندہ گرفتار کرکے لا رہا تھا۔ بڑی خوشی کا وقت ہوگا اگر وہ خود بھی ترکوں کے ہاتھ زندہ گرفتار ہو جائے۔ اب ہم "اتحادیوں" کو کیا منہ دکھائیں گے اے بے غیرتو! میرے سینہ سے رہ رہ کر شعلے اُٹھتے ہیں۔ اب تم یہ کہہ رہے ہو کہ سمرنا پر ترکوں کو مزہ چکھائیں گے۔ افسوس شرم کرو۔ میں بھاگتا ہوں مگر یاد رکھو اب اپنے سیاہ اور منحوس چہرے انتھنز میں نہ لانا۔

(۳۹)

شہزادی! آپ کی یہ عنایت مجھ کو ممنون کر رہی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ میں اس کا معاوضہ نہیں کر سکتا مگر اس لئے کہ میں مسلمان ہوں احسان کا معاوضہ میرا فرض ہے۔ ہر چند غور کرتا ہوں لیکن کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی۔ ایک حسین شہزادی کا جو آج دنیا میں اپنا مثل نہیں رکھتی اپنے ہم قوم اور والاشان شہزادوں کو چھوڑ کر مجھ جیسے ایک معمولی سپاہی کی یہ عزت افزائی کرنا انتہائی بندہ نوازی ہے۔

شہزادی:۔ "یہ تو شاید پچھلی گفتگو میں طے ہو چکا ہے کہ محبت میں احسان نہیں ہوتا اور آپ خود ہی یہ فیصلہ کر چکے ہیں۔ پھر آپ نے وہی پرانا سبق رٹنا شروع کر دیا۔"

غازی:۔ "اگر مجھ پر اثر نہ ہوتا تو میں وقت مقررہ سے پہلے یہاں کیوں پہنچ جاتا راستہ میں کئی جگہ مجھ کو دشمن کا کھٹکا بھی ہوا۔ مگر آپ کی اس بھولی صورت پر وہ خوف قربان کر دیا۔"

شہزادی:۔ "ہاں! میں شکریہ ادا کروں تو جائز ہے۔"

غازی:۔ "میں بھی وہی کہہ دوں کہ محبت میں شکریہ کیسا؟"

ملکہ:۔ اُس روز کی گفتگو تو ناتمام رہ گئی۔ اسلام میں عورت کی قدر کیوں نہیں ہے؟

غازی:۔ آپ کو یہ خیال کیونکر پیدا ہوا؟

ملکہ:۔ میں دیکھتی بھی ہوں اور سُنتی بھی کہ عورت پر ناجائز حکومت اور سُنا یہ کہ اسلام میں کئی بیویاں درست ہیں۔"

غازی:۔ "ناجائز حکومت کی تصریح کیجئے۔"

ملکہ:۔ "مرد کا برتاؤ حاکمانہ ہے۔ اُس کی گفتگو سے حکومت کی بُو آتی ہے اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ عورت علیحدہ نہیں ہو سکتی۔"

غازی:۔ "ایسا نہیں ہے۔"

ملکہ:۔ "رواج نے علیحدگی معیوب قرار دی ہو گی۔"

غازی:۔ "ہاں بعض ممالک میں یہ درست ہے لیکن اس کا ذمہ دار کون ہے۔"

ملکہ:۔ "اسلام۔ معاف کیجئے گا۔"

غازی:۔ "نہیں۔ ہرگز نہیں مسلمان ہیں۔"

ملکہ:۔ "کسی جگہ کے یا دُنیا بھر کے؟"

غازی:۔ "دُنیا بھر کے۔"

ملکہ:۔ "یہ مشکل سے باور ہو گا۔"

غازی:۔ "میں یقین دلا دوں گا۔ آپ کو پردہ پر تو اعتراض نہیں۔"

ملکہ:۔ "کچھ تھوڑا سا ہے۔ میں پردہ کو بُرا نہیں سمجھتی مگر اس شدت سے نہیں۔"

غازی:۔ "کس شدت سے؟"

ملکہ:۔ "میں ہندوستان ہو آئی ہوں۔"

غازی:۔ "وہاں کی حالت پر۔"

ملکہ "ہاں"

غازی "اور کوئی اعتراض؟"

ملکہ "نہیں"

غازی "لیجئے خالدہ ادیب خانم آگئیں۔ یہ جواب دینگی"

ملکہ "ہاں کوئی بتائے کہ تشفی ہو جائے"

مصطفیٰ کمال نے کون کوسٹ کی گفتگو خالدہ ادیب خانم کے سامنے دوہرائی تو خالدہ مسکرائیں اور کہا:۔

محترم شہزادی! آپ کا یہ خیال کہ اسلام نے عورت کی وقعت میں کمی کی درست نہیں اسلام نے دنیا کے ہر مذہب سے زیادہ عورت کی وقعت کی ہے جس وقت دنیا کا ہر مذہب اور ہر قوم عورت پر طرح طرح کے مظالم توڑ رہی تھی۔ جب عورت کی حقیقت ایک جانور سے زیادہ نہ تھی اُس وقت اسلام عورت کی حمایت کو اُٹھا اور اس درماندہ ہستی کو اپنے آغوش میں لے کر معراج کمال پر پہنچا دیا۔ آج جو کیفیت آپ عام طور پر مسلمان عورت کی دیکھ رہی ہیں۔ یہ احکام مذہب سے ہزاروں کوس دُور ہے۔ جس طرح مسلمان مردوں نے مذہب کی تمام باتوں کو خیرباد کہکر اپنی حالت تباہ و برباد کر لی اسی طرح عورت کے معاملہ میں بھی وہ شیر ہو گئے اور تمام حقوق غصب کر لئے۔ عورت چونکہ کمزور اور متحمل واقع ہوئی۔ اس کی کمزوری اور تحمل سے مرد نے فایدہ اُٹھایا۔ تاہم جہاں جہاں تعلیم کے اثرات پہنچ چکے ہیں۔ وہاں نسبتاً حالت درست ہو گئی ہے لیکن جن ممالک میں خلع کا حق جو عورت کا جایز حق ہے ناجائز قرار دیدیا گیا ہے وہاں حقیقتاً عورت کی حالت قابل رحم ہے۔ مگر اسلام اسکا ذمہ دار نہیں ہے مسلمان مرد ہیں یا عورت ہے کہ وہ اپنے حق کو نہیں سمجھتی۔ اور سب سے پہلے اپنے حق کو جو ضائع ہو چکا ہے حاصل کرنا نہیں چاہتیں۔

میں آپ کو اپنے پیغمبر رسول خدا صلعم کے الفاظ سناتی ہوں۔ فرماتے ہیں کہ عورتوں کے

معاملہ میں احتیاط کرنا کہ وہ تمہاری قید میں ہیں۔ میں آپ کو فیصلہ سناتی ہوں کہ جس طرح مردوں کا حق عورتوں پر ہے اسی طرح عورتوں کا حق مردوں پر ہے۔ اِن احکام کی موجودگی میں خیال کرنا کہ اسلام میں عورت کی وقعت نہیں درست نہیں یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے ذمہ دار مسلمان مرد ہیں۔ پردہ کے متعلق اسلام میں جس قدر پردہ ہے۔ اُس کو آپ خود پسند کر رہی ہیں۔ جو پردہ آپ نے ہندوستان میں دیکھا حاشا و کلا یہ اسلام کا پردہ نہیں ہے۔

ایک ہندوستان پر کیا موقوف ہے قریب قریب ہر جگہ عورت کی حالت زبوں ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ تعلیم کے انتظامات نہیں ہیں۔ اور جس قوم میں بہتر سے بہتر عورتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ آج اُس میں بدتر سے بدتر پیدا ہو رہی ہیں۔ جب تک مسلمان عورتوں کی تعلیم کا کافی انتظام نہ ہوگا ہرگز ہرگز مسلمانوں کی حالت درست نہ ہوگی۔ اسلام نے جیسا کہ میں نے ابھی کہا عورت کی حمایت مذہب سے زیادہ کی اور اسلام کا عورت کے متعلق یہ کھلا ہوا فیصلہ ہے کہ

عورتوں کی عزت وُہی کرتے جو شریف ہیں۔
اور ان کی توہین وُہی کرتے ہیں جو نامعقول ہیں

جس رنگ میں آپ آج روئے زمین کے مسلمانوں کو دیکھ رہی ہیں یہ اسلام نہیں ہے۔ اسلام کچھ اور ہی چیز ہے جو مسلمانوں کے ساتھ ختم ہو گیا ہے۔ اس وقت صرف اسلام کے بدنام کرنے والے مسلمان باقی ہیں۔ اگر آپ ان احکام کا مقابلہ کریں جو ہر مذہب میں عورت کے واسطے مقرر ہیں۔ تو آپ ملاحظہ کرینگی کہ اسلام نے عورت کو بہت بڑی اور ممتاز جگہ دی ہے۔ مگر مرد چونکہ مذہب کھو بیٹھے ہیں وہ عورت کے حقوق غضب کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت تمام دنیا عورت کے سلسلہ میں اسلام پر حملہ کر رہی ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمان اپنے کانوں سے یہ سب کچھ سن رہے ہیں اور مطلق پرواہ نہیں کرتے یہ ہی اُنکی خود غرضی کا کافی ثبوت ہے اسلام جس نے آزادی کی رُوح پھونکی تھی، اور جو حریت و مساوات میں بے مثل تھا، جس نے خدا کے

سوا ہر شے کی پرستش حرام قرار دی تھی۔ آج اس میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔
عورت واقعی اسلام میں اس قدر دب گئی ہے کہ اگر اس پر شوہر کا بندہ ہونے کا دعویٰ کیا
جائے تو ثابت ہونے میں کیا دقت نہ ہوگی۔ میں اس کی وجہ بیان کر چکی ہوں اور پھر کہتی ہوں
کہ نہایت ہوشیاری اور دور اندیشی سے مرد نے اس معاملہ میں کام لیا ہے۔ کہ ان کو تعلیم سے
محروم کر کے ان کے فرائض صرف خانہ داری پر محدود کر دیئے اُن کو خود نہیں معلوم کہ وہ مرد
کی لونڈی نہیں بنائی گئیں۔ وہ قریب قریب برابر کے حقوق لائی ہیں۔ اور جس طرح ایک شوہر
طلاق کا حق رکھتا ہے اسی طرح ایک عورت بھی خلع کا حق رکھتی ہے۔ قرن اولیٰ میں
جس طرح خلع کا رواج تھا۔ اس پر نظر ڈالیے تو معلوم ہو جائے گا کہ عورت کے حقوق
کیا ہیں۔ اور آج عورت کیا کر رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔"

شہزادی "میں خوش ہوں کہ میری تسلی ہو گئی۔ شکریہ۔"

(۴۰)

مجھے شہزادی کونت کوسٹ کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپ کے مضمون
مورخہ ۲ رجولائی کی اشاعت کے سلسلہ میں جس کے بعض واقعات از سرتا پا غلط ہیں مفصلہ
ذیل تحریر ارسال کروں مجھے اُمید ہے کہ آپ اس تحریر کو جس قدر جلد ممکن ہو گا اپنے اخبار میں شایع فرمادینگے۔
"یہ آزادی اور حریت کا دور ہے کوئی سلطنت یا طاقتور انسان یہ جائز حق نہیں رکھتا کہ کسی
کمزور کو اپنی قوت سے دبالے میرے سامنے "اتحادی" شہزادوں کی درخواستیں پیش ہوئیں اور یہ
درست ہے کہ انھوں نے کامیابی کی انتہائی کوشش کی مگر صرف اس لئے کہ وہ طاقتور ہیں میں
مجبور نہ تھی کہ اپنی مرضی کے خلاف اپنی زندگی تباہ و تاراج کر دیتی۔ اسٹینڈرڈ کا یہ بیان کہ میں نے
ان کی درخواستیں قبول کیں اور اُن سے وعدہ کر لیا افسوس ہے اصلیت سے ہزاروں کوس دور ہے
میں نے کسی حال میں کبھی کسی سے وعدہ نہیں کیا البتہ میں خاموش ضرور رہی اور اگر میری خاموشی
رضامندی پر محمول کی گئی تو یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے جو ایسا سمجھے ہیں یا جنھوں نے سمجھا

اٹلی کا شہزادہ ضرور میرے ساتھ جہاز میں تھا۔ اور مجھے اقرار ہے کہ اُس نے اپنی محبت کا جال بچھانے میں کوئی کسر نہ کی مگر میں اُس کی تدبیروں کو اچھی طرح سمجھ رہی تھی۔ اسی طرح میں نے فرانس اور برطانیہ کی سیاست کا بھی اچھی طرح مطالعہ کیا اور خوب سمجھا لیکن کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے کبھی بھی کسی سے وعدہ کیا اور رہاں کی۔ اب ایک یہ سوال پیدا ہوتا ہے جس کو میرے اوپر بطور الزام لگایا جا رہا ہے کہ میں ہوائی جہاز میں بیٹھ کر انگورہ گئی۔ اور سفارہ میں مصطفےٰ کمال سے گفتگو کی یہ تمام واقعات درست ہیں میرا انگورہ جانا اور سفارہ میں مصطفےٰ کمال سے ملنا صحیح ہے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یورپ اس کو قابل اعتراض سمجھنے کی اپنے پاس کیا وجوہ رکھتا ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ آج تمام عیسائی مشنری اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں میں اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئی اور اپنے مذہب آبائی پر قائم ہوں اس وقت میرا مذہب تثلیث ہے اور میں خداوند یسوع مسیح پر ایمان رکھتی ہوں مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ میں مطالعہ مذہب میں مصروف ہوں اور اگر اسلام نے میرا اطمینان کر دیا تو میں مسلمان ہونا باعث فخر سمجھوں گی۔ اب رہا مصطفےٰ کمال پاشا کی محبت کا سوال۔ میں یہ اقرار کرتی ہوئی نہیں ہچکچاؤں گی کہ اس نے جو خدمات اپنے ملک و وطن کی انجام دیں وہ موجودہ دنیا میں بے مثیل ہیں۔ اور اگر میری طبیعت میں ذرہ بھر بھی کمزوری ہوتی تو میں یقین کر لیتی کہ کمال فرشتہ ہے اُس نے جو کارنمایاں انجام دیئے وہ اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ اس وقت مسلمان کیا کوئی انسان بھی انجام نہیں دے سکتا میں اس کی قدردان ہوں اور میرا ایمان یہ ہے کہ کمال غیر معمولی انسان ہے سٹینڈرڈ نے یہ مضمون شائع کر کے ثابت کر دیا کہ عیسائی نہایت تنگ دل ہیں وہ اپنے مذہب کی اشاعت کا حق ضرور رکھتے ہیں لیکن وہ اس کو جائز نہیں سمجھتے کہ دوسرے مذہب کی اشاعت ہو یا کوئی شخص کسی دوسرے مذہب کے فلسفہ پر ہی غور کرے تعجب ہے کہ سٹینڈرڈ نے یہ بالکل خیال نہیں کیا کہ یورپ جو آزادی کا دم بھر رہا ہے اس مضمون سے اسکے دعوے کو نقصان پہنچیگا اور دنیا اچھی طرح سمجھ لے گی کہ عیسائیوں کی آزادی کا دعویٰ ہاتھی کے دانت ہیں کھانے کے اور

دکھانے کے اور سٹینڈرڈ اسلامی دُنیا میں آئے گا اور مسلمان اس مضمون کو دیکھ کر سمجھ لیں گے کہ آزادی کے لمبے چوڑے دعوے ڈھکوسلے ہیں۔

مجھے تعجب ہے کہ میرے متعلق انعام کا اعلان ہوا ہے میں جب اس کے واسطے خود تیار ہوں کہ جو سوال مجھ سے کیا جائے اُس کا جواب دونگی۔ تو اب تفتیش اور تلاش کیا معنی رکھتی ہے۔ میں جو کچھ کر رہی ہوں وہ علی الاعلان کر رہی ہوں اور جو کچھ کروں گی وہ بھی علی الاعلان کروں گی۔

میرے مستقبل کا فیصلہ جس پر عیسائیوں کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں جہاں تک میں غور کرتی ہوں موجودہ خواہشوں کے خلاف ہوگا اور میں اعلان کر دیتی ہوں کہ ان تینوں شہزادوں کی درخواستیں اُس وقت تک منظور نہیں ہو سکتیں جب تک وہ اپنی ہمت۔ استقلال۔ شجاعت۔ صداقت اور دیانت سے کمال کے ہم پلہ نہ ہو جائیں۔ اور جہاں تک میرا تجربہ ہے یہ ناممکن ہے۔

نامناسب نہ ہوگا اگر یہ بھی کہا جائے کہ اگر میرے مطالعہ مذہب سے عیسائیوں کو تکلیف ہو تو میں اس کے واسطے آمادہ ہوں کہ جس وقت کسی خاص ایسے نتیجہ پر پہنچوں جو ان کے خلاف ہو تو میں ان کو موقعہ دینے کے واسطے تیار ہوں کہ وہ میرے شکوک رفع کر دیں۔"

(۴۱)

سلطان وحید الدین خاموش بیٹھا تھا کہ ایک چوبدار نے بصد ادب عرض کیا کہ "جنرل ہیرنگٹن باریابی کا خواستگار ہے۔"

سلطان۔ "اچھا بلاؤ۔"

جنرل ہیرنگٹن۔ "میں سب سے پہلے ادب سے قدمبوس ہوتا ہوں۔"

سلطان۔ "سلام۔ میں اس کرم کا ممنون ہوں۔"

جنرل۔ "ضرورت ہے کہ آپ اس وقت اپنے اقتدار سے کام لیجیے۔"

سلطان۔ "وہ کیا؟"

جنرل: آپ قسطنطنیہ میں امن قائم کیجئے۔ اور کمالیوں کو سمجھائیے کہ معاملہ کو طے کر دیں

سلطان: آپ خود کیوں نہیں انتظام کرتے؟

جنرل: میں کیا کر سکتا ہوں اور کمال پاشا پر میرا کیا اثر ہے؟

سلطان: آپ یونانیوں کو ہماری سرزمین سے نکال دیجئے!

جنرل: میں ایسا کیونکر کر سکتا ہوں؟

سلطان: تو کیا ترک اپنا گھر یونانیوں کے حوالہ کر دیں؟

جنرل: میں یہ بھی نہیں کہتا!

سلطان: پھر کیا فرماتے ہیں؟

جنرل: میں صرف امن کا خواستگار ہوں!

سلطان: تو اس کی کوشش کیجئے!

جنرل: اسی میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے!

سلطان: یونان پر زور ڈالیے!

جنرل: یہی مدعا ہے

سلطان: یونان کیا کسی کی [illegible] ہے؟

جنرل: کمالی بھی کچھ [illegible] نہیں کرتے ہیں!

سلطان: وہ کیوں کریں؟

جنرل: اس لیے کہ امن قائم ہو!

سلطان: وہ اپنا اقتدار زائل نہ کریں گے!

جنرل: آپ سعی کیجئے!

سلطان: میں ان کے اقتدار پر اثر نہیں ڈال سکتا!

جنرل: خواہ لڑائی جاری رہے؟

سلطان: "یہ ضرور ہے۔"

جنرل۔ ممکن ہے نتیجہ آپ کے موافق ہو۔"

سلطان: "بے عزتی کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔"

جنرل: "اس سے میں بھی متفق ہوں مگر امن ہر حال میں اچھا ہے۔"

سلطان: "یہ آپ کے اور یونانیوں کے اختیار میں ہے۔"

جنرل: "ہم یونانیوں کے دبانے کے لیے تیار ہیں۔"

سلطان: "ان کو اس سرزمین سے نکال دیجئے۔"

جنرل: "یہ بہت مشکل ہے۔"

سلطان: "تھریس اور سمرنا خالی کیجئے۔"

جنرل: "اتنا دباؤ غلط ہوگا۔"

سلطان: "آپ نہ کریں گے تلوار کرے گی۔"

جنرل: "افسوس۔ افسوس۔"

(۴۳)

"شاہ قسطنطین والی یونان کی خدمت میں یہ مختصر یادداشت "اتحادیوں" کی طرف سے اس غرض سے بھیجی جاتی ہے کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو اس پر عملدرآمد کریں اور ہم کو مطلع کریں۔ کہ بادشاہ نے اس سلسلہ میں کیا کارروائی کی اور انھوں نے ایسے کیا طریقے اختیار کئے جو "اتحادیوں" کو مطمئن کر سکتے ہیں ایسے نازک وقت میں کہ یونان کو ترکوں سے نبرد آزما ہونا اور اپنی قسمت کا فیصلہ سمرنا اور تھریس میں کرنا ہے۔

شہزادی کون کو دسمٹا کی اس تحریر نے جو سٹینڈرڈ میں شائع ہوئی ایک ایسی آگ بھڑکا دی ہے جس کا فرو ہونا بہت مشکل سے ممکن ہے۔ شہزادی کے بیان سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف "اتحادی" شہزادوں کو اور انکی خواہشوں کو ٹھکرا رہی ہے۔ بلکہ آغوش تثلیث سے نکل کر اسلام کے قلعہ میں داخل ہو رہی ہے۔ اگر قیامت خیز احتمال وقوع پذیر ہوگیا تو اس لئے اور صرف اس لئے کہ شہزادی "اتحادیوں"

کے جانی دشمن مسلمانوں کے قبضہ میں جارہی ہے "اتحادیوں" کے واسطے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ اپنی جانیں قربان کر دیں اور وہ وقت ہرگز نہ آنے دیں کہ شہزادی کمال کے قبضہ میں پہنچے "اتحادیوں" نے بارہ مذہبی پیشوا اس کام کے لئے مقرر کر دیئے ہیں کہ وہ تثلیث کے متعلق شہزادی کے شکوک رفع کریں لیکن یہ کوشش اگر ناکام ہوئی اور شہزادی کا رجحان بدستور موجود رہا تو اس کی تمام ذمہ داری یونان پر ہوگی۔ یونان کا فرض ہے کہ وہ اس ناہنجار شہزادی کو جو اس طرح "اتحادیوں" کی ناک کاٹے فوراً زندہ درگور کردے اور اگر یونان اسکا انتظام کرنے سے قاصر ہے تو "اتحادیوں" کو اجازت دے کہ وہ اپنے طور پر جو کچھ انتظام کر سکتے ہیں کریں اور اس ارتداد کی نوبت نہ آنے دیں اگر سلطنت یونان نے اس نوٹ کی طرف حسب توقع توجہ نہ کی اور شہزادی کونٹ کونسٹ یونان سے نکلکر دشمن کے پاس چلی گئی تو یونان کو پوری طرح یقین کر لینا چاہئے کہ اس سے پہلے کہ یونان ترکوں سے نبرد آزما ہوکر سمرنا اور تھریس کا فیصلہ کرے "اتحادی" حملہ ایتھنز کی اینٹ سے اینٹ بجادے گا۔ اس قاصد کو جو یہ متفقہ نوٹ لیکر روانہ ہوتا ہے۔ صرف ۲۴ گھنٹے آپکے پاس ٹھیرنے کی اجازت ہے۔ اور اُمید ہے کہ آپ جس قدر جلد ممکن ہوگا اتحادیوں کے اس مطالبہ کو پورا کر دینگے۔

شاہ قسطنطین جو پہلے ہی آپے سے باہر ہو رہا تھا اس نوٹ کے پہنچتے ہی آگ بگولا ہوگیا اور قاصد کو وہیں ٹھیرایا اور نوٹ ہاتھ میں لے سیدھا شہزادی کے کمرہ میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا کی تصویر اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس قدر منہمک ہے کہ سر پر بادشاہ جا کھڑا ہوا اور اُسکو خبر نہ ہوئی اس واقعہ نے بادشاہ کا غصہ اور تیز کیا اور اس نے پوچھا۔

"کونٹ کونسٹ یہ کس کی تصویر ہے"

اس طرح بے اطلاع بادشاہ کا آجانا کونٹ کونسٹ کو بہت ناگوار ہوا اور چاہتی تھی کہ کچھ کہے مگر خاموش رہی اور کہنے لگی۔

"یہ مسلمانوں کے سپہ سالار مصطفےٰ کمال کی ہے"

بادشاہ "جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو نے سب سن لیا۔ سٹینڈرڈ میں تیرا مضمون سب نے

دیکھا۔ اور میری نظر سے گذرا مجھکو پہلے ہی اندیشہ تھا کہ دیکھئے یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے وہی ہوا اور یہ "اتحادیوں" کا متفقہ نوٹ ہے۔"

اس کے بعد قسطنطین نے صرف پڑھکر سنایا اور کہا "اب تو کیا کہتی ہے؟"

شہزادی "یہ اتحادیوں کی کھلی ہوئی بے ایمانی ہے۔ انکو کیا حق ہے کہ وہ کسی کے دل پر زبردستی قبضہ کریں اور ایک شخص کو جو بکمال کوشش اور غور و خوض کے تبدیل مذہب کرے اپنی طاقت سے روکیں۔"

اتنا سنتے ہی قسطنطین کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے دوڑ کر شہزادی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا

"کیا تو مسلمان ہوتی ہے؟"

شہزادی "ابھی تو نہیں"

بادشاہ "تو کیا کسی . . . . .

شہزادی "ہاں اگر اسلام کی صداقت ثابت ہو گئی"

بادشاہ "تو میں تجھ کو اب زندہ نہ چھوڑوں گا"

شہزادی "یہ آپ کو اختیار ہے"

اب قسطنطین کی حالت اور خراب ہوئی وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ اس نے شہزادی کا ہاتھ مروڑا اور کہا "کمبخت ناہنجار کیا بک رہی ہے؟"

شہزادی "اظہار حقیقت ہے۔ میں ایک ایسے مذہب میں رہنا چاہتی ہوں جس کی صداقت کی میرا دل گواہی دے رہا ہے۔ اور میں اس کی متلاشی ہوں"

بادشاہ "تثلیث سے تو مطمئن نہیں ہے"

شہزادی "اس دل کو اطمینان نہیں"

بادشاہ "پھر کس بات کا ہے؟"

شہزادی "بحث مذہب کی ہے کونسا مذہب سچا ہے"

بادشاہ "او کمبخت ہوش میں آ"

شہزادی: "ہوش میں ہوں"
بادشاہ: "تاراج کر دوں گا"
شہزادی: "خوشی سے"
بادشاہ: "قتل کر دوں گا"
شہزادی: "کیا مضائقہ ہے"؟
بادشاہ: "اسلام پر لعنت بھیج"
شہزادی: "اور تثلیث پر کیا کروں؟"
بادشاہ: "سینہ سے لگا"
شہزادی: "اگر حقانیت ہے"
بادشاہ نے شہزادی کی گردن پکڑ لی اور کہا:- "اگر کیا"
شہزادی: "بحث طلب ہے"
بادشاہ: "گستاخ؟ سزا پائے گی"
شہزادی: "تیار ہوں"
بادشاہ: "پھر غور کر"
شہزادی: "خوب کیا"

اس کے بعد قسطنطین نے حکم دیا کہ فوج کا ایک دستہ شہزادی کو اپنی حراست میں لے لے۔

(۴۳)

مصطفےٰ کمال: "ہاں مجھے معلوم ہے کہ" اتحادیوں میں سے کسی ایک کی جمعیت یونان کی مدد کو آئی ہے افسوس اس امر کا ہے کہ یہ لوگ زبان سے کچھ کہتے ہیں اور کرتے کچھ ہیں اگر ان کو مقابلہ کرنا ہے تو کھلم کھلا سامنے آئیں۔ اور دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔ یہ کیا کہ زبان سے تو ہمارے ہوا خواہ اور دوست اور اندرونی طور پر ہمارے دشمن"۔

خفی پاشا:۔ "مگر غازی اعظم ہم کو مطلق پرواہ نہیں ہے۔ گذشتہ معرکہ میں میں نے خود غور سے دیکھا مقتولین اتحادی تھے اور یقیناً یونانی نہ تھے جب وہ انگورہ دے رہے ہیں اور شروع سے اُن کی فتح کے کوشاں ہیں تو پھر شکایت کیا۔ وہ ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ اور ایک چیز سے نہیں ہر چیز سے مدد دیں۔ مگر ترکوں کی شجاعت ان بزدلوں میں کہاں سے پیدا کر دیں گے۔ مجھے ایک ضروری بات عرض کرنی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارے جس قدر قیدی یونان کے پاس موجود ہیں انکی حالت زار و نزار ہے اور معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اُن میں سے بعض مظالم کی تاب نہ لا کر مر بھی گئے لیکن ہمارے پاس جو قیدی ہیں وہ دودھ کی فرمائش کر رہے ہیں"

مصطفیٰ کمال:۔ "یہ قیدی اس وقت تک دشمن تھے جب تک آزاد تھے لیکن اب جبکہ وہ ہماری قید میں ہیں تو دشمن نہیں مہمان ہیں۔ اور انکی خاطر مدارات تمہارا فرض ہے۔ انکی جائز خواہش کی جہاں تک ممکن ہو تعمیل کرنی چاہیے۔ اور اُنکے افسروں کو خوش رکھنے کی کوشش کرو"

خفی پاشا:۔ "تعجب یہ ہے کہ بعض نوعمر لڑکے ہیں اور بعض ضعیف العمر بلکہ ایسے ضعیف کہ انکی صورت دیکھ کر رحم آتا ہے۔ ایک شخص تو ایسا بیمار ہے کہ شاید مشکل ہی سے جانبر ہو"

مصطفیٰ کمال:۔ "بچوں اور بڈھوں کا اور زیادہ لحاظ کرو۔ اور جہاں تک ممکن ہو کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ خفی پاشا دشمنوں کی کمینہ حرکات کا خیال نہ کرنا۔ اپنے مقدس مذہب کی روایات کو ہاتھ سے دینا"

خفی پاشا:۔ "غازی اعظم انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ اور کوئی بات قابل اعتراض نہ ہوگی"

مصطفیٰ کمال:۔ "اعتراض کا مطلق لحاظ نہ کرنا۔ ہمارے اعتراضات کا یورپ پر کیا اثر ہوا۔ اور ہوتا ہے جو ہم اُسکے اعتراض سے ڈریں۔ مگر لحاظ اپنے احکام کا رکھنا ہے۔ تم کو معلوم ہوگا مشہور اسلامی سپہ سالار خالد بن ولید نے ایلیا کے مقام پر ایک بڈھے راہب کی گالیاں سُنیں اور تیوری پر بل نہ آیا۔ صرف اس لئے کہ اسلام کے احکام میں یہ شامل تھا کہ بڈھوں کا احترام کرنا۔ ہمارا کام جہاں دُنیا کو اس وقت اپنی ہمت و شجاعت دکھانا ہے وہاں اپنے مذہب کی حقانیت بھی ثابت کرنی ہے۔ یہ قیدی ہمیشہ نہ رہیں گے مگر ضرورت ہے کہ جس وقت یہاں سے رہا ہوں تو اسلام کا کچھ نقشہ اُنکے سینوں پر ہو

حقی پاشا:"ہم تو انشاء اللہ اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے مگر یہ زردسیاہ لوگ ہیں کہ کبھی ممنون اسلام نہ ہونگے۔"

مصطفیٰ کمال:"ہم جو کچھ ان کے ساتھ کر رہے ہیں یا کرینگے وہ اس توقع پر نہیں کہ یہ ہمارے احسانات کا اعتراف کریں۔ ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ اور اسلام نے جو حکم دیا اسکی تعمیل۔ اگر آج یہ ہمارے احسان کو تسلیم نہ کریں تو ہم کو اس کی پرواہ نہیں۔ کیونکہ ہم ان سے یہ توقع ہی نہیں رکھتے۔ مگر وہ وقت آئے گا اور ضرور آئے گا۔ کہ ان ہی سیہ رو لوگوں کی زبانیں کسی نہ کسی وقت اور کسی نہ کسی موقعہ پر اسلام کی حقانیت کا اقرار کریں گی۔"

حقی پاشا:"بہت خوب! زندہ باش غازی مصطفیٰ کمال۔"

(۴۴)

شہزادی:"میں آج "انخادیوں" کی قید میں ہوں تم لوگ یہ سمجھ کر خوش ہو مگر تم کو معلوم نہیں کہ تم میرے دل کو قید نہیں کر سکتے۔ میں جو اعلان کر چکی ہوں اس کو پورا کرونگی۔"

پرنس:"اس وقت کہ یہاں میرے اور تمھارے سوا کوئی نہیں ہے میں اے شہزادی خدا کا واسطہ میری حالت پر رحم کیجئے۔ اور مجھے غلامی میں قبول کیجئے۔ اور اگر میری یہ التجا شرف قبولیت نہیں حاصل کر سکتی تو یہ خنجر لیجئے اور میرا کام تمام کر دیجئے۔"

شہزادی:"مجھے آپ کے قتل سے کیا واسطہ۔ مگر آپ کا یہ خیال کہ مجھ کو قید کر کے بالجبر میرے دل پر قبضہ ہوگا۔ بالکل لغو ہے۔"

پرنس:"اے ملکہ آج اس صورت سے زیادہ حسین دنیا میں کوئی نہیں۔ ہائے ایسی ہنس مکھ صورت پر ایسی پتھر دل۔ اے شہزادی رحم کر میں شوہر نہیں پرستار اور مالک نہیں غلام رہونگا۔"

شہزادی:"آپ کو حق نہیں کہ اس خواہش پر مجبور کریں۔ بار بار اصرار سے کیا حاصل ہے۔ آپ مجھ کو ان حضرات کی خدمت میں لے چلئے جو میری تقدیر کا فیصلہ کرنے جمع ہوئے ہیں۔ مگر اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ میں اپنا فیصلہ خود کرونگی۔ اور کوئی نہیں کر سکتا۔"

پرنس :- اس میں شک نہیں کہ ہم دونو طاقتوں سے کمزور ہیں مگر میں یقین دلاتا ہوں کہ اطاعت اور خدمت میں دونو سے سبقت لے جائینگے۔ میں سوچتا ہوں کہ محض آپکے کرم سے ایک انسانی زندگی تباہی و بربادی سے بچتی ہے خدا کا واسطہ شہزادی رحم

شہزادی :- "میں اس سوال کا جواب دراس التجا پر غور کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ یہ کیفیت جو آپ کی ہے اکثر کی ہے۔ اس لیے آخر مجھے بتایئے تو سہی کہ آپ کو کیا حق ہے کہ آپ مجھے مجبور کر رہے ہیں"

پرنس :- "میں مجبور نہیں کر رہا میں تو منت سماجت سے ایک درخواست پیش کرتا ہوں"

شہزادی :- "اس کو تو میں طے کر چکی مجھے اُن حضرات کی خدمت میں لے چلیے جو میری قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں"

پرنس :- "وہاں جانے سے کیا حاصل ہوگا۔ یہیں معاملہ طے کیجیے"

شہزادی :- "فضول باتوں میں اپنا اور میرا وقت ضائع نہ کیجیے۔ جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکی اب آپ بے سود کوشش کرتے ہیں چلیے مجھے کانفرنس میں لے چلیے میں وہاں معاملہ طے کر دونگی"

پرنس :- "آپ گھبرایئے نہیں ہم آپ کے نازک قدموں کو تکلیف دینا نہیں چاہتے۔ اتحادی کانفرنس یہیں حاضر ہوتی ہے"

شہزادی صاحبہ! جنگ یورپ نے جو آگ روئے زمین پر مشتعل کی وہ تو کسی نہ کسی طرح فرد ہوگی لیکن آپ نے جو آگ بھڑکا دی ہے۔ وہ کسی طرح دبتی نظر نہیں آتی۔ آپ غضب کر رہی ہیں بھلا خیال تو کیجیے کیا آپ کے اپنے ہاں شہزادوں کی کمی ہے۔ ایک سے ایک بہتر اور برتر آدمی آپ کی محبت کا شیدائی ہے۔ ہر سلطنت آپ کی نظر توجہ کی منتظر ہے۔ مگر آپ ان سب کو چھوڑ کر ایسی جگہ نظر ڈال رہی ہیں۔ جو ہم سب کی ناک کاٹ دے۔ بھلا تاریخ میں اس سے زیادہ قیامت خیز واقعہ کیا ہوگا کہ اس وقت جب ٹرکی اور یونان کی لڑائی ہو رہی تھی اور فریقین اپنی عزت آبرو اپنے وطن اور جانیں اپنے مذہب پر قربان کر رہے تھے۔ یونان کی

شہزادی مسلمان ہوئی اور اپنی عصمت مسلمانوں کے حوالہ کی۔ آپ خود غور کیجئے۔ اور ہماری خاطر نہیں صرف تثلیث کی خاطر اپنا قصد اس وقت تک کے واسطے ملتوی کر دیجئے جب تک اس لڑائی کا فیصلہ ہو گو آپ اس وقت قیدی ہیں۔ مگر یہ محض دور اندیشی ہے۔ آپ کا ادنیٰ اشارہ پاتے ہی یہ قیدخانہ آپ کے واسطے جنت بن جائیگا شہزادی جتنا ہم کو خود افسوس نہیں قلق ہے۔ کہ ہمارے ہاتھوں آپ کے نازک جسم کو یہ تکلیف اٹھانی پڑ رہی ہے اگر ان تینوں شہزادوں میں کسی کی خدمات آپ کو پسندیدہ نہیں ہیں۔ تو ہم میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آپ کو مجبور کرے۔ ہم بہ منت یہ التجا ضرور کریں گے کہ آپ صرف اس قدر وعدہ کر لیجئے۔ کہ جو قصد آپ نے ظاہر کیا ہے وہ اس وقت تک کے واسطے ملتوی کیجئے جب تک لڑائی کا فیصلہ ہو۔ آپ آزاد ہیں اور یورپ میں جس مقام پر رہنا چاہیں بود و باش اختیار کریں۔ ہاں لڑائی کے فیصلہ کے بعد آپ کو اپنی مرضی کا اختیار ہے۔ (برطانیہ)

محترم شہزادی! آپ ہم سے زیادہ غیرت و احساس قومی رکھتی ہیں میں آپ کی خدمت میں صرف اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کچھ آپ کے ساتھ کیا گیا محض درجہ مجبوری تھا ورنہ کس کی طبیعت یہ گوارا کر سکتی تھی کہ آپ قصر شاہی کو چھوڑ کر اس تنگ و تاریک قیدخانہ میں آئیں۔ مگر ہم کیا کریں۔ جو کچھ آپ کرنا چاہتی ہیں اگر وہ ہو گیا تو دنیا میں ہم کو منہ دکھانے کی جگہ نہیں۔ آپ کو ہم یہ نہیں کہتے اور ہرگز نہیں کہتے کہ ان تینوں سلطنتوں کے کسی شہزادہ کا پیغام منظور کریں۔ آپ کو اختیار ہے کہ آپ جس طرح چاہیں ان کو جواب دیں۔ لیکن اب ہماری عزت و آبرو اور اگر سچ پوچھئے تو تثلیث کی لاج آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ خداوند یسوع مسیح پر رحم کیجئے۔ اور اس وقت تک اس سرزمین سے باہر نہ جائیے۔ جب تک یونانی لڑائی کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں۔ کہ اگر آپ نے ہماری التجائیں قبول کر لیں۔ تو ہم طرح آپ کے ساتھ ہیں۔ اور پھر ہم میں سے کسی سلطنت کی مجال نہیں ہے کہ آپ کی خواہش کے خلاف آپ کو شادی پر مجبور کرے (فرانس)

میرے پرنس نے جو کچھ عرض کرنا تھا وہ عرض کیا اگر وہ منظور خاطر ہو تو اٹلی کا ہر ذرہ شہزادی صاحبہ آپ کے ہر قدم کو سر آنکھوں پر رکھے گا۔ اگر وہ قابل منظوری نہ ہو تو میں بھی ہرگز یہ حق نہیں رکھتا کہ آپ کو اس درخواست کے منظور کرنے پر مجبور کروں۔ البتہ نہایت ادب سے یہ التماس کروں گا۔ کہ شہزادی صاحبہ خدا کے واسطے ہماری آبرو کو آپ دشمن سے بچائیے اور تثلیث کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ نہ لگنے دیجئے۔ غضب ہے کہ یونان ظالم ترکوں سے لڑ رہا ہو اس کے سامنے تثلیث کے سوا کچھ نہ ہو۔ اور خود یونان کی شہزادی آزادانہ و بیباکانہ مصطفےٰ کمال کے پہلو میں جا کر بیٹھے۔ ہم کو اب بھی اگر سچ پوچھو تو دنیا میں منہ دکھانے کی جگہ نہ رہی۔ اور اگر خدانخواستہ یہ احتمال پورا ہو گیا تو ہماری ناکیں کٹ گئیں۔ ہماری عزتیں خاک میں مل گئیں۔ اور ہماری آبرو برباد ہوئی۔ (اٹلی)

شہزادی:۔ "آپ کو جو جو کچھ فرمانا تھا وہ فرما لیا اور کچھ فرمائیے گا؟"

انخادی:۔ "ہاں کہہ چکے"

شہزادی:۔ "میں نے سن لیا۔ اور اپنے قصد پر قائم ہوں"

انخادی:۔ "یعنی مسلمان ہونے پر؟"

شہزادی:۔ "اس قصد کا اظہار تو نہیں کیا"

انخادی:۔ "مصطفےٰ کمال سے شادی کرنے پر"

شہزادی:۔ "یہ بھی ابھی نہیں کیا"

انخادی:۔ "پھر کیا کیا"

شہزادی:۔ "اخبار پڑھ لیجئے"

انخادی:۔ "اتنی فرصت نہیں ہے"

شہزادی:۔ "بس تو رخصت ہو جائیے"

انخادی:۔ "ناکام؟"

شہزادی: "قطعی"
انتحادی: "یہ فعل بُری ہے"
شہزادی: "بہت اچھی ہے"
انتحادی: "پھر غور کیجئے"
شہزادی: "بے سود ہے"
انتحادی: "تباہی کا سامنا ہوگا"
شہزادی: "خوشی سے"
انتحادی: "جانِ عزیز ضائع ہوگی"
شہزادی: "بہت خوشی سے"
انتحادی: "کمال دُنیا کی بدترین ہستی ہے"
شہزادی: "واقعات برخلاف ہیں"
انتحادی: "کیا ہیں"
شہزادی: "ثابت ہو رہے ہیں اور کر چکے کہ موجودہ دُنیا کی بہترین ہستی ہے"
انتحادی: "شرم شہزادی شرم"
شہزادی: "صداقت میں شرم ظلم ہے"
انتحادی: "یہ صداقت نہیں ہے"
شہزادی: "یقیناً ہے"
انتحادی: "تو نے اگر ضد ولائی تو چشم زدن میں ہم اُس کا خاتمہ کر دیں گے"
شہزادی: "ناممکن ہے"
انتحادی: "ضد نہ دلا"
شہزادی: "سچی بات کہے جاؤں گی"

اتحادی "ہم یونان کے ساتھ ہیں"

شہزادی "وہ سب کو کافی ہے"

اتحادی "زبان روک"

شہزادی "ہرگز نہیں"

اتحادی "اچھی بات ہے"

(۴۵)

جنرل تھیوڈوکس اور منگلوس دونوں جنرل میدانِ جنگ میں خود آئے، اور وہ قیامت خیز آتشباری کی کہ آسمان و زمین دونوں تھرا گئے۔ مسلسل و متواتر آٹھ گھنٹہ تک توپوں نے گولے برسائے اور اس طرح کہ زمین تیرہ و تار ہوگئی۔ دو بجے کے قریب پورا یقین کرنے کے بعد کہ ترک سمرنا سے ہزار دس کوس دُور بھاگ گئے۔ بشرطیکہ کچھ باقی ہوں ورنہ تمام تباہ ہوگئے ہونگے۔ جنرل تھیوڈوکس نے کہا:-

"اگر انگورہ پر اسی طرح آتشباری ہوتی تو محال تھا کہ ترک زندہ رہتے۔ یہ وہ نقشہ ہے جس نے طرابلس میں جہاں شیخ سنوسی کی تازہ دم افواج ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوئی اور "مجاہد" کے نام سے پکاری گئی۔ دھوم مچادی اور ہم صرف چھ گھنٹہ میں طرابلس پر قابض ہوگئے۔ . . . مگر یہ سامنے فوج کیوں کھڑی کی ہے"

گیبولاس "وہاں تو کوئی فوج نہیں ہے"

ابھی گیبولاس کا جواب ختم بھی نہ ہوا تھا کہ ایک سپاہی دوڑا ہوا آیا اور کہا:-

"غضب ہوگیا۔ ہم جس مقام کو خالی سمجھے ہوئے تھے۔ وہ ترکوں سے لبریز تھا۔ وہ دیکھئے قتل عام کرتے ہوئے آرہے ہیں"

تھیوڈوکس "فوراً توپوں کو تیار کرو اور گولہ باری شروع کردو"

گیبولاس "گولہ باری کیسی وہ دیکھئے دشمن کے ہوائی جہاز سر پر آپہنچے اور لے لیجئے

انھوں نے گولہ باری شروع کردی۔۔۔ وہ اوہ غضب ہوگیا۔۔ عقب کی تمام فوج آنکی اوپر آگئی"

تھیوڈوکس "اوہ اوہ ستم ہوگیا"

گیبولاس "لیجئے وہ فوج پیچھے ہٹی"

تھیوڈوکس "اب کر کیا سکتی ہے ہٹنا پڑے گا۔ ترک آن پڑے۔ اوہ سب قتل ہورہے ہیں بگل دو کہ پیچھے ہٹیں"

گیبولاس "اب ہٹ بھی نہیں سکتے سب گرفتار ہوں گے"

تھیوڈوکس "ہونے دو۔ ہتھیار ڈالدینے چاہئیں"

گیبولاس "پیچھے ہٹو۔ پیچھے ہٹو"

(۴۶)

میں صرف اتنا کہنے آیا ہوں کہ اتحادیوں نے جو سلوک آپکے ساتھ کیا وہ ہرگز اس پر خوش نہیں ہیں۔ اور جس طرح آپ قید میں ہر قسم کی تکلیف اٹھا رہی ہیں۔ اسی طرح وہ بھی وہ ہر لمحہ اس فعل پر متاسف ہیں۔ اور میں ان تینوں کی طرف سے آپ کو یہ پیغام دینے آیا ہوں۔ کہ اگر آپ اب بھی اپنی ضد سے باز آجائیں تو اتحادی آپ کے اعزاز و احترام کو تیار ہیں"

شہزادی "میں جو کچھ اعلان کر چکی ہوں اور جو کچھ میری زبان سے نکل چکا ہے۔ وہ اٹل ہے اس میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوگا۔ اس قید کی حالت میں مجھ کو تثلیث پر غور کرنے کا اچھی طرح موقعہ ملا۔ مگر افسوس کہ جس قدر میں نے اس کے قریب پہنچنے کی کوشش کی۔ اتنی ہی دور جا رہی ہوں"

پیامبر "خدارا محترم شہزادی ایسے الفاظ زبان مبارک سے نہ نکالیے آپ حکومت کی مالک ہیں اور ہوں گی۔ آپ کے قبضہ قدرت میں ہزارہا مخلوق ہوگی۔ آپ اپنی رعیت کی طرف دیکھئے۔ جن کی جانیں اس وقت اسلام کے خلاف لڑ رہی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے گھر بار تک مسلمانوں کے خلاف قربان کردیئے"

شہزادی "آپ بھی اتحادیوں کی طرح نہایت کمزور اور لا یعنی گفتگو کر رہے ہیں۔ مجھ کو

تثلیث سے عداوت ہے نہ اسلام سے محبت میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ حقانیت کی تلاش کروں میں نے اس ماں کا دودھ پیا ہے جو توحید کی دشمن تھی۔ اس باپ کی گود میں پلی ہوں جو مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا اسی لئے تثلیث کے اثرات اب تک موجود ہیں۔ مگر میں لرز جاتی ہوں جب یہ خیال آتا ہے کہ محض اس لئے کسی مذہب پر قائم رہنا کہ وہ آبائی ہے انتہائی غلطی ہے۔

پیامبر: محترم شہزادی! میں اب اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کو راہ راست پر لانے کی کوشش بیکار ہے۔

شہزادی: بیشک! میں کسی کے سمجھانے سے ہرگز ہرگز اپنے خیالات سے باز نہ آؤں گی خواہ وہ کچھ ہی ہوں"

پیامبر: اچھا شہزادی صاحبہ اب آپ قتل کے واسطے تیار ہو جائیے۔ یہ تلوار آبدار آپ کی گردن تن سے جدا کرنے آئی ہے"

شہزادی: "تم کہتے تھے میں پیامبر ہوں؟"

پیامبر: "جی ہاں۔ میں پیامبر ہوں۔ مگر مجھے حکم ہے کہ اگر آپ راہ راست پر نہ آئیں تو قتل کر دوں اور آپ کا سر "اتحادیوں" کے سامنے پیش کروں۔ یہ صرف "اتحادیوں" ہی کا حکم نہیں۔ خود آپ کی اپنی سلطنت یونان کا بھی یہی فیصلہ ہے"

شہزادی: "میں نہایت خوشی سے قتل کے واسطے تیار ہوں"

پیامبر: "آپ دوزانو ہو جائیے"

(۴۷)

مصطفیٰ کمال: "مرحبا مرحبا بہادران اسلام تم نے اپنی تیغ آبدار کے وہ جوہر دکھائے کہ یونانی دنگ رہ گئے۔ اور اتحادیوں کا رنگ فق ہوا۔ وہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان اژدہا توپوں کی آتشباری نے ترکوں کا خاتمہ کر دیا۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ عنقریب پردہ

غیب سے کچھ اور ظہور میں آنے والا ہے۔ اُن کا نقشہ بگڑ گیا۔ حالت خراب ہو گئی۔ اور اب جو بچے کھچے باقی رہ گئے ہیں۔ وہ بھی دم توڑ رہے ہیں معلوم ہو گیا کہ قسطنطین ناشاد و ناکام ایتھنز چلا گیا اور اس نے تھیوڈوکس کو میدان میں بھیجا۔ یہ کل کا معرکہ جو میری جان نثار قوم تو نے سر کیا۔ تھیوڈوکس کی سپہ سالاری میں مرحبا مرحبا۔

مگر شجاعانِ اسلام! ابھی ایک بات اور کہنی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ قادر ذوالجلال اتنی قدرت رکھتا ہے۔ کہ ایک دم میں جو چاہے کر دے وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ (جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے) ہم ابھی پورے مطمئن نہیں ہوئے۔ ہم کو اس کی اعانت کی ہر وقت ضرورت ہے اور ہم کو اس کی عنایت کا ہر وقت ملتجی رہنا چاہئے۔ ابھی ہم کو ایک مہم اور باقی ہے اور وہ آج کا مبارک روز ہے۔ یہ آفتاب جو آج طلوع ہوا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ کیا دیکھنے کے واسطے نکلا ہے۔ ممکن ہے خدانخواستہ تمہاری ہزیمت ہو مگر اُمید ہے انشاء اللہ تمہاری فتح دیکھے گا۔ اپنی فتح پر نازاں مت ہو۔ ابھی جو کام کرنا ہے وہ نہیں ہوا مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ کل ہی پوری کمک یونان کی مدد کو پہنچی ہے۔ انھوں نے سمرنا کے متصل اپنا خط جنگ قایم کیا ہے۔ اور وہ اب اس قدر خوش ہیں کہ اُن کو رات کاٹنی مشکل تھی

میں ہمیشہ کہتا ہوں اور آج پھر اعادہ کرتا ہوں۔ کہ ہم جس مدد پر نازاں ہیں اور ہم کو جس مدد اور اعانت کی ضرورت ہے۔ وہ انسانی نہیں خدائی مدد ہے۔ وہی ہمارا بیڑا پار کرے گا۔ اور اس وقت اسلام کی شرم رکھے گا۔ اسی سے لَو لگاؤ۔ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اب تم لوگ اے میرے عزیزو اور بہادرو! نماز فجر سے فارغ ہو چکے ہو تلواریں تمہاری میان میں ہیں میدانِ جنگ سامنے اور دشمن پیش نظر، کلمہ توحید پڑھتے ہوئے آگے بڑھو اور اس وقت تک نہ رکنا جب تک سمرنا کی زمین تمہارے قدم نہ چوم لے۔ تمہارے سامنے فتح سے زیادہ قیمتی چیز شہادت ہے۔ اگر یہ ہی میسر ہوئی

تو زبے نصیب بسم اللہ کرو اور خدا سے بہتر و برحق سے دعا مانگ کر حملہ کرو۔"

(۴۸)

"یہ کچھ کم تعجب کی بات نہیں ہے۔ کہ وہ لوگ جو چاروں طرف آزادی کے گیت گاتے ہیں اور خود اپنے مذہب کی اشاعت میں کسی طرح کمی نہیں کرتے اس موقعہ پر جبکہ شہزادی کو دین کوشسٹ اسلام کی طرف مائل ہوئی ہے طاقت سے کام لیتے ہیں ہم نے تعجب اور کامل تعجب سے سنا کہ شہزادی کو دین کوشسٹ اس جرم میں کہ وہ مصطفےٰ کمال سے ملی اور اس کے کمال کا اعتراف کیا اس جرم میں اور صرف اس جرم میں کہ وہ اسلام کی طرف رجوع ہے۔ فرانس کے حکم سے قید کر دی گئی۔ اور اٹلی کے مظالم اس بری طرح سے ٹوٹ رہے ہیں کہ سننے والے دنگ رہ جاتے ہیں۔ ہم کو پورے طور پر معلوم ہوا ہے کہ اٹلی نے یونان کو اطلاع دی ہے کہ اگر شہزادی کون کوشسٹ مسلمان ہوئی یا یونان سے نکل گئی تو وہ ترکوں کی لڑائی کے نتیجہ کا انتظار نہ کرے گا اور فوراً حملہ کرے گا اور اندیشہ ہے کہ اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ چنانچہ یونان نے اسی نوٹ سے متاثر ہو کر شہزادی کون کوشسٹ کو اتحادیوں کی خدمت میں بھیجا اور اب وہ اٹلی کے سنگین پہرہ میں قید ہے۔

۲۸ تاریخ کی صبح کو شہزادہ اٹلی نے اپنی انتہائی کوشش میں ناکام ہونے کے بعد ایک پیغامبر کے ذریعہ یہ کہلا بھیجا کہ اگر شہزادی تینوں شہزادوں کی درخواست منظور نہیں کرتی تو کم از کم اپنا اسلام اگر وہ اس کو پسند کرے اس وقت تک پوشیدہ رکھے۔ جب تک ترکوں اور یونانیوں کی لڑائی کا تصفیہ نہ ہو۔ شہزادی کون کوشسٹ نے اس تجویز کے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس کے بعد شہزادہ اٹلی کے پیامبر نے موت کا حکم سنا دیا۔

افسوس ہے کہ اس وقت جبکہ یہ عالی مرتبت شہزادی اپنی ضد پر پوری طرح قائم تھی اور اس نے اٹلی کو بری طرح دھتکارا جلاد نے ۲۹ تاریخ کی دوپہر کو قیدخانہ میں شہزادی کا سرتن سے جدا کر دیا۔ ابھی جسم کے دفن اور سر کے انجام کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی۔ (ابن عیسیٰ دستبنا در ...)

(۴۹)

"شہزادی!" آپ تیار ہیں"

شہزادی: "نہایت خوشی سے"

جلاد: "میں پھر عرض کرتا ہوں کہ غور کیجئے"

شہزادی: "کہہ چکی مطلق ضرورت نہیں"

جلاد: "میرے ہاتھ خون میں نہ رنگوائیے"

شہزادی: "فضول گفت گو مت کر"

جلاد: "آپ خداوند سے آخری دعا کیجئے"

شہزادی: "تم کو اصرار کی ضرورت نہیں"

جلاد: "پھر کہتا ہوں غور کیجئے"

شہزادی: "مطلق ضرورت نہیں"

جلاد: "یہ دیکھئے تلوار اٹھتی ہے"

شہزادی: "شوق سے"

جلاد: "آخری بات کہتا ہوں"

شہزادی: "کیا؟"

جلاد: "پھر غور کیجئے"

شہزادی: "مت بک۔ اپنا کام کر"

جلاد نے تلوار اٹھائی مگر اس سے پہلے کہ اس کی تلوار شہزادی کے سر کو تن سے جدا کرتی ایک غیبی تلوار جلاد کے سر پر پڑی جس نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور وہ زمین پر تڑپنے لگا۔ جلاد کے تڑپتے ہی شہزادی جو خود قتل کے واسطے تیار تھی گھبرا کر اٹھی اور سامنے دیکھ کر ٹھٹکی۔ اور کہنے لگی:

"ہائیں۔ ہائیں۔ مصطفےٰ کمال۔ محسن!"

غازی: "خاموش۔ خاموش"

شہزادی: ”یہاں کہاں؟ یہاں تو چپہ چپہ پر دشمن ہیں“
غازی: ”کچھ اندیشہ نہیں۔ میں اٹلی کے بھیس میں ہوں“
شہزادی: ”خدا نگہبان ہے“
غازی: ”ہاں وہی سب سے بہتر نگہبان ہو سکتا ہے“
شہزادی: ”کس طرح یہاں پہنچے“
غازی: ”سرنگ سے“
شہزادی: ”کہاں ہے؟“
غازی: ”یہ قدموں کے نیچے“
شہزادی: ”کمال۔ کمال۔ کمال“
غازی: ”اچھا خدا حافظ“
شہزادی: ”میں بھی چلوں گی“
غازی: ”بسم اللہ“
شہزادی: ”سرنگ میں اتروں“
غازی: ”یہ کپڑے اتار دو“
شہزادی: ”پہنوں کیا؟“
غازی: ”جلاد کے“
شہزادی: ”اچھا“

”کمال اور شہزادی دونو اس کے بعد سرنگ میں داخل ہو گئے“

(۵۰)

”قیدی ملک غائب“

حکومت اور اراکین حکومت سب اس واقعہ سے دنگ ہیں کہ ۲۹ تاریخ کی دوپہر کے بعد جب پیامبر اس غرض سے شہزادی کو ن کوشٹ کی خدمت میں اٹلی کا یہ حکم لے کر پہنچا کہ اگر شہزادی اس شرط کو منظور نہ کرے کہ یونان و ترکی کی لڑائی تک بالکل خاموش رہے۔ تو اسکو قتل کر دینا چاہیے تو شہزادی نے پیامبر کی اس شرط کو نامنظور کر دیا۔ اور جب پیامبر نے شہزادی کو قتل کا حکم سنایا۔

اور دروازہ نو بجے کو کہا تو شہزادی قتل کے واسطے تیار ہو کر بیٹھ گئی۔ مگر نہ معلوم کیا اتفاق ہوا۔ کہ شام کے وقت پیامبر کا انتظار کرنے کے بعد جب دیگر لوگ قید خانہ میں داخل ہوئے تو جلاد کی گردن تن سے جدا تھی اور شہزادی وہاں سے غائب تھی البتہ شہزادی کا لباس وہاں پڑا ہوا تھا۔ اور وہ جلاد کے لباس میں غائب ہوئی۔

بہت سخت محنت کے بعد تفتیش سے یہ پتہ چلا ہے کہ قید خانہ میں ایک سرنگ ہے اور وہ اندر ہی اندر اتنی دور چلی گئی کہ سمندر کا پانی نظر آنے لگا۔ افسوس ہے کہ سمندر کے بعد اس سرنگ کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ مگر یہ ایسی حیرت طاری ہے جو کسی طرح رفع نہیں ہوتی۔

آج صبح کے تار سے جو ۵ بجکر ۲ منٹ پر روانہ ہوا جنرل تھیوڈوکس کا بیان ہے کہ شب گزشتہ ترکی لشکر میں غیر معمولی خوشی منائی گئی۔ اور ایسا جشن ہوا جس کو دیکھ کر ہم بھی دنگ رہ گئے خیال تھا کہ یہ جشن کامیابی کا ہوگا۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ جشن اور تمام خوشی شہزادی کون کونسٹ کے مسلمان ہونے کی ہے۔

آج صبح جب مسلمانوں کے لشکر سے اذان کی آواز آئی تو نہایت صدمہ کے ساتھ دیکھا گیا کہ مصطفےٰ کمال کے ساتھ شہزادی کون کونسٹ نماز پڑھ رہی تھی۔ یعنی دونو علیحدہ علیحدہ عقائد اسلام کے موافق خدا کی پرستش کر رہے تھے۔ (ریبنڈے ہیرلڈ)

(۵۱)

گرامی دوست مصطفےٰ کمال پاشا شہزادی کون کونسٹ آپ کے قبضہ میں پہنچ گئی لیکن ہم سب متحیر ہیں کہ وہ کس ذریعہ سے فرار ہوئی اور وہ کون باکمال شخص تھا جس نے یہاں پہنچکر ہمارے جلاد کو قتل کیا۔ ہماری کوشش چونکہ بیکار ہوئی اور اس وقت تک پتہ نہ چلا اس لئے ہم ممنون ہوں گے اگر آپ واقعہ پر روشنی ڈالیں۔ وزیر اعظم اٹلی

آپ کے استفسار کے جواب میں التماس ہے کہ شہزادی کون کونسٹ کے جلاد کو ہمارے غازی اعظم نے قتل کیا۔ وہ خود ہی سرنگ کے ذریعہ سے وہاں پہنچے۔ اور ملکہ محترمہ شہزادی جہاں ان ہی کے ساتھ تشریف لائیں۔
رشید پاشا

قسطنطین "اب تمام اُمیدیں ختم ہو گئیں اور بہ ظاہر شہزادی کے واپس آنے کی کوئی اُمید نہیں۔ لیکن اگر وہ ہاتھ آ جائے تو ایک منٹ کے واسطے بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ اُس کو مطلق احساس غیرتِ قومی نہ ہوا۔ وہ ہمارے حقیقی دشمنوں کی دوست بنی۔ اور ہم کو خبر نہ تھی کہ ہم اپنے ہاتھوں ایک ایسا دشمن تیار کر رہے ہیں۔ جو ہماری عزت و آبرو سب پر پانی پھیر دیگا۔

وزیر اعظم اٹلی "اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ متفقہ طاقت سے سمرنا پر ترکوں کا سر کچل دینا چاہیے۔ اور افواج کو خاص طور پر ہدایت کر نی چاہیے کہ وہ کمال اور کون کو سلامت دونو کو زندہ گرفتار کریں۔ اور "اتحادیوں" کے سامنے پیش کریں۔

(۵۴)

انتہائی کوشش کے بعد بھی یونانی کامیاب نہ ہو سکے اگست ۱۹۲۲ء کی ۲۶ تاریخ تھی اور دن کے تین بجے تھے کہ اُن کا دایاں حصہ تمام برباد ہو گیا۔ اور اس کے فنا ہونے ہی تمام فوج کے قدم اُکھڑ گئے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر ترکوں نے اپنی تمام فوج کو وسعت دی اور جس قدر یونانی فوج موجود تھی سب کو گھیرے میں لے لیا۔ کمانڈر انچیف نے ہر چند نکلنے کی کوشش کی مگر بے سود تھی۔ شام کے پانچ بجے یونانیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور چھ بجے کے قریب جنرل نورالدین پاشا کا فاتحانہ داخلہ شروع ہوا۔

جس وقت یونانی کمانڈر انچیف ترکوں کی حراست میں جنرل نورالدین پاشا کے سامنے آیا اور جنرل تعظیم کو اُٹھا تو پاشا نے کہا۔

"مجھے غازی اعظم کا یہ حکم ہے کہ آپ کو یہ پیغام پہنچا دوں اور آپ کی بیوی کو بتا دوں کہ آپ آج سے مسلمانوں کے مہمان ہیں۔ اور اس وقت کے بعد آپ اپنے تئیں قیدی نہ سمجھے"

یونانی کمانڈر "میں غازی اعظم کے اس خلق کا دل سے ممنون ہوں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ترکوں کا خلق۔ اُن کی مروت جس کو اب تک ہم نے نہ سمجھا۔ دنیا میں بے مثل ہے ایسی جری اور خلیق قوم حق رکھتی ہے۔ کہ وہ جدھر رُخ کرے فتح و نصرت اُس کے قدم چومے براہ کرم میرا دلی شکریہ غازی ممدوح کی خدمت میں پہنچا دیجیے۔"

سمرنا پر پورا قبضہ ہونے کے بعد جنرل نور الدین نے اعلان کیا کہ

عساکر عثمانیہ کا داخلہ فاتحانہ ضرور ہے۔ مگر نہ ایسا فاتحانہ جیسا عیسائیوں کا ہوتا ہے۔ فتح کے بعد سے ہر مذہب و ملت کی آبادی ہماری رعیت ہے۔ اور اس کی جان مال کی حفاظت ہمارا فرض ہے ایسا نہ ہو کہ ظالموں اور سنگدلوں کی طرح ترک بھی فتح کے جوش میں کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں جو احکام اسلام کے خلاف ہو۔ عورتیں خواہ وہ کسی مذہب کی ہوں۔ ان کی عصمت و عفت ہر حال میں قابل احترام ہے فاتح لشکر کو سب سے زیادہ یہ خیال رکھنا ہے۔ کہ ان کے کسی فعل سے مفتوح کو تکلیف نہ پہنچے۔ جس جوش و خروش سے سمرنا نے آپ کی صدا پر لبیک کی اور اپنے آغوش میں لیا۔ اس انسانیت اور رحم سے آپ کو سمرنا کی آبادی پر نظر انصاف ڈالنی چاہیئے۔ اور قرون اولی کے کارنامے ہر وقت پیش نظر رکھنے چاہئیں۔

(دستخط جنرل نور الدین پاشا گورنر سمرنا)

(۱۳۵)

جس رحم و کرم سے مسلمانوں نے سمرنا میں کام لیا اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کی تمام آبادی بلا تحقیق مذہب اُن کا کلمہ پڑھنے لگی۔ ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہوا اور اسلام کی ترقی کے نعرے سنائی دینے لگے

ایک متفقہ درخواست سمرنا کی آبادی کی طرف سے اس خواہش کی پیش کی گئی کہ ہم غازی اعظم کی صورت دیکھنی چاہتے ہیں اور ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم اپنی آنکھیں اپنے فرمانروا کی زیارت سے روشن کریں۔

یہ درخواست جنرل نور الدین پاشا نے جس پر ہزاروں مرد اور عورتوں کے دستخط تھے غازی اعظم کی خدمت میں روانہ کر دی۔ تاریخ مقرر ہوئی اور سمرنا میں غازی اعظم کی تشریف آوری کی تیاریاں ہونے لگیں۔

سمرنا اپنے فاتح کی آمد میں دُلھن بنا تھا چپہ چپہ اور کونہ کونہ سے مبارکباد کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ اور ہزارہا مخلوق غازی اعظم کے استقبال کو باہر نکلی کھڑی تھی۔

غازی اعظم کے داخلہ کے وقت سلامی کی توپیں سر ہوئیں۔ اور زندہ باش کے نعروں سے آسمان زمین گونج اُٹھے۔

جس وقت غازی اعظم نے سمرنا کی آبادی کو اس کے ہر حق کی حفاظت کا یقین دلایا اور رعیت نے دُعائیں دیں۔ اُس وقت لوگوں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ ایک مہ جبین آکر غازی اعظم کے قدموں پر گری اور کہا۔

"غازی اعظم پر میری جان و مال قربان ہیں کون کونسٹ ہوں" مئی ۱۹۲۳ء

تمام شد

مصوّرِ غم

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری (خدا انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے)
شاہجہاں آباد کے اُس مقتدر اور ممتاز خاندان کے فرزند رشید تھے جسے خاندان شاہان مغلیہ
کے اُستاد ہونیکا نسلاً بعد نسلاً فخر حاصل رہا جس نے مولوی عبد الخالق صاحب مرحوم مولوی
عبد القادر صاحب مرحوم اور ہندوستان کے مشہور سحر البیان مولوی عبد الرب مغفور بانی جامع مسجد
سہارنپور جیسے جید علماء اور قرآن وحدیث کے نامور ماہرین پیدا کئے - یہ اجڑے دیار کا وہ نامور خاندان
تھا جس کی بیٹیاں حافظ، حاجیہ، قاریہ ام عطیہ النسا مرحومہ (چھوٹی استانی جی) اور حاجیہ
ام ذکیہ مرحومہ جیسی مشہور عالمہ فاضلہ خواتین اور جس کے داماد شمس العلماء مولوی نذیر حسین
مرحوم "محدث دہلی" اور شمس العلماء مولوی نذیر احمد مرحوم جیسے نامور بزرگ تھے - حضرت
علامہ مغفور بمقام دہلی جنوری ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے - اور ابھی نو دس برس ہی کے تھے
کہ ان کے والد ماجد مولوی حافظ عبد الواجد صاحب نے حیدرآباد دکن میں جہاں وہ محکمہ
بندوبست میں افسرِ اعلیٰ تھے، انتقال فرمایا، اور حضرت علامہ مرحوم کی تعلیم و تربیت ان کے
دادا اور چچا حضرت مولوی عبد القادر صاحب مرحوم اور خان بہادر مولوی عبد الحامد
صاحب مرحوم ڈپٹی کلکٹر کی نگرانی میں ہونے لگی -

یہ وہ زمانہ تھا جب انگریزی تعلیم کو مسلمان کفر سمجھ رہے تھے - اس لئے حضرت
علامہ مغفور نے اُردو فارسی عربی وغیرہ گھر پر پڑھی - پھر انگریزی تعلیم دہلی کے عربک اسکول
میں ہوئی - مگر انہوں نے اپنے شوق سے اسے بہت کچھ ترقی دی - مولوی نذیر احمد مرحوم
(جو علامہ مرحوم کے حقیقی پھوپا تھے) اور مولانا حالی مرحوم کی شاگردی نے علامہ مغفور
کی قابلیت میں چار چاند لگا دیے - ابھی حضرت علامہ انٹرنس ہی میں تھے کہ ان کی ذہانت
کا چرچا ہونے لگا -

تکمیل تعلیم کے بعد مولوی عبد الرحیم صاحب بانی جامع مسجد جھجر کی اکلوتی
صاحبزادی سے جنوری ۱۸۹۰ء میں شادی ہوئی - اور ۹۱ء میں محکمۂ بندوبست کے
انگریزی دفتر میں ملازمت شروع کی - مگر ملازمت کی پابندی حضرت علامہ کی طبیعت کے
خلاف تھی - اور دفتر کے خشک کاموں میں جی نہ لگتا تھا - پھر علامہ مغفور کی والدہ مرحومہ

اپنے اکلوتے بیٹے کی جدائی زیادہ روز کے لئے گوارا نہ کرسکتی تھیں۔ اس وجہ سے جم کر ایک جگہ نوکری نہ کی۔ اور ترقی کے نہایت معقول مواقع میسّر آنے پر ان کی طرف مطلق توجہ نہ فرمائی، اور انا وبن پوری میرٹھ، علی گڈھ، دہرہ دون کی تبدیلی ہوتی رہی آخر دلّی کے پوسٹل آڈٹ آفس میں تبدیل ہوئے مگر چند سال گذرے تھے کہ ۱۹۱۰ء میں اٹھارہ انیس سال کی ملازمت سے استعفا دے دیا۔

حضرت علامہ راشد الخیری علیہ الرحمۃ کی سب سے پہلی تصنیف حیات صالحہ" یا "صالحات" ہے جو ۱۸۹۵ء میں لکھی گئی ۱۸۹۸ء میں دوسری تصنیف "منازل السائرہ" ختم کی۔ ان دونوں اصلاحی ناولوں کی اشاعت کے بعد حضرت علامہ مغفور کا شہرہ ایک مقبول پایہ مصنف کی حیثیت سے بلند ہونا شروع ہوا۔ ۱۹۰۳ء سے رسالہ "مخزن" میں افسانے اور مضامین شائع ہونے لگے پھر "صبح زندگی" شائع ہوئی اور دلّی کے باکمال ادیب کی طرز تحریر کی دلآویزی زبان کی شیرینی اور واقعات کے پیرایہ بیان کی دردانگیزی کی دھوم مچنے لگی۔ ۱۹۰۸ء میں رسالہ "عصمت" جاری کیا جو ۲۸ سال سے برابر شائع ہو رہا ہے۔ اور ہندوستان کا بہترین زنانہ پرچہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ ۱۹۱۱ء میں حقوق نسواں کی حمایت میں رسالہ "تمدن" جاری کیا جو ۵ سال تک بڑی خوبی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتا رہا۔ ۱۹۱۵ء میں اخبار "سہیلی" جاری فرمایا مگر ۱۹۱۶ء میں دفتر عصمت میں قیامت کی آگ لگی اور سہیلی جاری نہ رہ سکا۔ ۱۹۱۷ء میں "شام زندگی" شائع ہوئی ایسی [illegible] وہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ پہلے ہی سال میں تین مرتبہ چھپی اس کتاب نے قوم سے حضرت علامہ مغفور کو مصور غم کا خطاب دلوایا۔ اب اُردو کے بے مثل مصنف نے تصانیف کا ڈھیر لگا دیا اور دو درجن کے قریب ضخیم کتابیں ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۳ء تک کے زمانہ میں لکھ ڈالیں، جو مختلف حضرات نے شائع کیں۔ اور بقول ایک ادیب "رلا رلا کھوں روپیہ پیدا کیا" حضرت مصور غم نے اپنی تصانیف کی جو مقبولیت دیکھی شاید اُردو کے کسی مصنف کو دیکھنی نصیب نہ ہوئی۔ ایک دو نہیں درجنوں کتابیں آٹھ آٹھ دس دس سال کے عرصہ میں دس دس بارہ بارہ دفعہ چھپیں۔ بلکہ "صبح زندگی" "شام زندگی" وغیرہ کے تو پندرہ پندرہ بیس بیس ایڈیشن شائع ہوئے۔ آخری دو کتابیں "آمنہ کا لال" "سیدہ کا لال" بھی چار سال سے چار سال میں ہزارہا کی تعداد میں پانچ دفعہ چھپ کر ہاتھوں ہاتھ نکل گئیں۔

۱۹۱۸ء میں پنجاب یونیورسٹی نے اُردو کورس علامہ مغفور سے صحیح کرائے ۱۹۲۰ء میں نیشنل یونیورسٹی نے سب سے پہلا اُردو ممتحن مقرر کیا۔ ۱۹۲۷ء میں حکومت بہار واڑیسہ نے شمالی ہند سے بہ حیثیت ماہر اُردو کے اُردو ہندی کی ترقی کے سلسلے میں علامہ مغفور سے بیش بہا مشورے لئے۔

۱۹۲۲ء میں مسلمان بچیوں کے لئے تربیت گاہ بنات قائم کی جس سے ہندوستان کے مختلف حصوں کی سینکڑوں خوشحال اور یتیم و نادار بچیوں نے بہ حیثیت بورڈر تعلیم و تربیت حاصل کی اور جس سے ہزاروں غریب کم استطاعت بچیاں زیور تعلیم سے آراستہ ہوئیں اس مدرسہ کیلئے بیگم صاحبہ محترمہ کے ساتھ علامہ مغفور باوجود پیرانہ سالی کے ہندوستان کے کسی صوبہ کا سال میں مہینہ سوا مہینہ کا دورہ فرماتے تھے۔ مدرسہ کے کاموں میں محترمہ بیگم راشد الخیری صاحبہ حضرت علامہ مرحوم کی برابر کی شریک رہیں۔ ۱۹۲۷ء میں مسلمان بچیوں کے لئے رسالہ "بنات" جاری فرمایا ۱۹۳۴ء میں علامہ مغفور کی مرحومہ بہو محترمہ خاتون اکرم کی یادگار میں زنانہ دستکاری کا رسالہ "جوہر نسواں" جاری ہوا۔ حضرت علامہ راشد الخیری کی (خدا انہیں غریق رحمت فرمائے) خودداری بڑے ادمیوں اور با اثر و بارسوخ لوگوں سے ملنے جلنے کو کبھی درست نہ سمجھتی تھی۔ نام و نمود شہرت و خود ستائی جلسوں اور بے نتیجہ تقریروں سے سخت نفرت تھی۔ کسی جلسہ یا کسی تحریک میں حصہ نہ لیتے تھے

حضرت مصور غم نے خاموشی کے ساتھ مسلسل چالیس سال تک تصانیف اور رسالوں کے ذریعہ خواتین ہند اور ادب اُردو کی جو زبردست شاندار خدمات انجام دیں وہ اس قدر گراں بہا اور عظیم الشان ہیں کہ مشہور ادیبوں اور رہنمایان قوم کا فیصلہ ہے کہ ان کی نظیر نہیں نکل سکتی۔ اصلاح نسواں اور حقوق نسواں کے لئے حضرت علامہ راشد الخیری علیہ الرحمۃ کی کوششیں کبھی فراموش نہ ہوسکیں گی۔ مصور غم ہی کی تحریروں سے عورتوں کی مظلومیت پر مردوں کے دل پسیجے۔ مصور غم ہی کے لٹریچر سے عورتوں کو اپنی اصلاح و ترقی کا احساس پیدا ہوگیا۔ اور گذشتہ تہائی صدی میں خواتین ہند میں جو تھوڑی بہت بیداری پیدا ہوئی ہے متفقہ طور پر اس کا اعتراف کیا گیا ہے کہ اس میں بہت بڑا حصہ جنت نصیب حضرت علامہ راشد الخیریؒ کی اَن تھک مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے۔ حضرت مصور غم علیہ الرحمۃ مشرق کے بے مثل حزن نگار مصنف ہی نہ تھے۔ مزاحیہ مضامین لکھنے میں بھی کمال رکھتے تھے۔ ناولسٹ بھی تھے، جرنلسٹ بھی، مختصر افسانہ نگار بھی تھے، اور مورخ بھی، شاعر بھی تھے اور انشاپرداز بھی۔ مگر ہر حیثیت میں مصلح اور نسوانی جذبات کے ترجمان۔ ان کی تحریر کی طرح ان کی تقریروں اور لکچروں میں بھی خدا نے کچھ ایسا اثر اور آواز میں کچھ ایسا درد عطا فرمایا تھا کہ مجمع زار و قطار آنسو بہاتا تھا۔ حضرت علامہ مغفور میں مذہبی عنصر بہت غالب تھا زمانۂ شباب میں علاوہ مذہب کے فارسی شاعروں اور انگریزی مصنفین کا بھی مطالعہ فرمایا تھا، حافظہ حیرت انگیز تھا۔ موسیقی سے بہت دلچسپی تھی، انگریزی اور ہندوستانی بہت سے کھیل جانتے تھے۔ بدن کسرتی تھا، جسم دوہرا قد لمبا، چہرہ پر دلالت اور نور برستا تھا۔ خانگی زندگی انتہائی کامیاب تھی اور بچے

والدوں کے لئے ہر حیثیت سے قابل رشک تھی - بے نظیر بیٹے، لاجواب بھائی، سعادتمند داماد، بے مثل شوہر، عاشق زار باپ، اور بہترین دوست ہمیشہ شاداں و خنداں رہتے تھے - ان کی بذلہ سنجی، لطیفہ گوئی اور زندہ دلی ان کے ملنے والے بھلائے سے بھی نہیں بھول سکتے۔ جنکی قابلیت کا چار کھونٹ ڈنکا بج رہا تھا - جن کی شہرت اس دور کے بڑے بڑے مصنفوں اور رہنماؤں کے لئے باعث رشک تھی، جن کا نام عزت کے ساتھ جن کا ذکر محبت کے ساتھ لیا جاتا اور کیا جاتا تھا، ان کی شرافت اور اخلاق، سادگی اور وضعداری، مہمان نوازی اور انسانی ہمدردی دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتی تھی - ان کی عاجزی اور انکساری کا یہی ثبوت کچھ معمولی نہیں کہ ۶۰ کے قریب کتابیں زندگی میں شائع ہو گئیں - لیکن کسی کتاب میں تصویر شائع نہ کرنے دی - کسی کتاب کو کسی کے نام منسوب نہ کیا - کسی کتاب میں کسی کی تقریظ جائز نہ سمجھی - تین چار کتابوں میں دیباچے بھی مجبوراً لکھے ورنہ سوائے ٹائٹل پر نام آنے کے اپنا نام تک اپنی کتاب میں دوبارہ آنا پسند نہ فرمایا - صبر و شکر توکل و قناعت ہمیشہ شیوہ رہا - اپنی حالت میں بے انتہا خوش رہے - رحمدلی مخلصانہ عملی ہمدردی، غیروں کی آگ میں کود پڑنا، دوسروں کے لئے سب کچھ لٹا دینا - المختصر خدمت خلق اللہ حاصل عمر تھا - ۶۸ سال کی عمر تھی، اور بظاہر صحت نہایت اچھی کہ دو ماہ بیمار رہ کر ۳ فروری ۳۶ء کی منحوس صبح کو اجڑے دیار کے آخری باکمال مصنف کا سایہ قوم بدبخت کے سر سے اٹھ گیا - مصورِ غم کی رحلت پر ہندوستان بھر کے ہر پڑھے لکھے گھرانے میں کہرام مچ گیا جگہ جگہ زنانہ اور مردانہ ماتمی جلسے ہوئے اور ہندوستان کے باہر ادب اردو کا ذوق رکھنے والا ہر شخص دم بخود ہو گیا - جس قدر رنج و غم میں ڈوبے ہوئے مضامین جتنے مرثیے نوحے قطعات تاریخ المختصر جس قدر بلند پایہ ماتمی لٹریچر مصورِ غم کے انتقال پر شائع ہو گیا وہ اتنا زبردست ہے کہ بقول اڈیٹر "ملت" "کسی ادیب یا رہنما کی وفات پر اس وقت تک شائع نہ ہو سکا" آسمان کتنی ہی کروٹیں بدلے زمین کتنے ہی چکر کھائے ہندوستان بدلے ہندوستان والے بدلیں، معاشرت بدلے، ادب بدلے لیکن مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری کو ہمیشہ عزت و محبت کے ساتھ یاد کیا جائے گا اور ان کا نام آنے والی نسلیں فخر کے ساتھ لیتی رہیں گی - خدا کی بے شمار رحمتوں کے پھول اس مزار مبارک پر برستے رہیں جہاں وہ میٹھی نیند سو رہے ہیں، اور خدا جنت نعیم میں اس پاک روح کو ابدی سکون عطا فرمائے جس کی دائمی مفارقت ہمیں آٹھ آٹھ آنسو رلا رہی ہے -

۲۲ جولائی ۳۶ء

رازق الخیری